هذا الذی کنتم به تستعجلون

الحمد لله والمنه که رساله نافعه اهل الحق والتوحید مسمّٰی به

توثیق الحق السدید

جواباً

علی رسالة التحقیق المزید

از تصنیف جامع منقول و معقول حاوی فروع و اصول جناب مولانا
مولوی محمد سعید صاحب مدرس مدرسه اسلامیه بنارس و مهتمم نصرة السنه و مالک مطبع

در مطبع سعید المطابع واقع بنارس محله دارانگر مطبوع گردید

سنه ۱۸۸۹ء
سنه ۱۳۰۶ هجری

توثیق الحق السدید جواباً علی رسالة التحقیق المزید

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعلنا من عباده الذین ینفون عن سنة نبیه تحریف الغالین و یذبون عن دینه القویم تاویل الجاهلین المائلین الی انتحال المبطلین ۔ والصلوٰة والسلام علی من هو لبنة التمام وخاتمة الانبیاء الکرام الذی کان اولی بالمؤمنین من انفسهم واشد عباد الله علی الکافرین واغلظهم علی المنافقین وعلی آله واصحابه الذین اصبحوا نجوم سماء الهدایه وبلغوا فی نصح الامة الامیة اقصی الغایه وهم ائمة المسلمین وقدوة المؤمنین من سلک مسلکهم واقتفی آثارهم کان من المهتدین ومن عدل عن واضح منهجهم وسوی صراطهم صار من الغاوین ۔ اما بعد فیقول الراجی رحمة ربه المجید محمد سعید الکنجاهی مولداً والبنارسی مورداً انه قد ارسل الی الشیخ المکرم والرئیس المعظم احمد الله رسالة تسمی بالتحقیق المزید

مشتملة على هذيانات كثيرة وترهات غزيرة فحين رأيتها ظننتها عند بادي النظر
نفيسة لكن لما كشفت النقاب عن وجهها لاحظت من محاسن محياها فاذا هي وصمة
شمطاء خسيسة اتى فيها مولفها بالعجر والبجر وافتخر بها على اهل العلم والخبر ومع ذلك اطلق
لسانه على محيي السنة وقامع البدعة الحافظ الحجة قدوة المحققين امام المدققين ملك
العلماء وملاك الفضلاء لسان البيان والادب تذكار العجم ومختار العرب مجدد العلم
والدين في هذا الزمان النواب السيد محمد صديق حسن خان بهادر الذي هو خير من
الف وافاد واشرف من صنف في هذا العصر واجاد حياه الله وبياه وعن شرور الدهر
وقاه ما لمع آل وطلع هلال وحيث ان مولف الرسالة المشار اليها افتخر بان رسالته هذه
قد بلغت بادماج بعض المسائل المنطقية على غير وجهها ذروة الكمال وان المخاطب
بها لا يهتدي الى فهم المراد منها على العلات وفي كل حال اردت ان اجيب عليها برد قيلها
والقال وان كان حديث النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم من ترك المراء وهو محق الخ
يمنعني عن الرجحان في هذا الشان لكن بعثني على الجواب عليها ما اشرت اليه من كبره و
فخره على ترهات بسابسه تحذير الناس من دسائسه ووساوسه وقد احترزت في
تحرير هذه المقالة من منكر القول وزوره لانه من شيم الاوغاد وجبلة اهل اللدد والعلماء
يستنكفون عن مثل ذلك الخصام وها انا اشرع مستعينا بالله في تبيان الكلام
على هذا المرام والسلام على اهل الاسلام — بعد حمد وصلوة راجي رحمة الله
المجيد محمد سعيد كنجاهي مولدا وبنارسي موردا بخدمت شائقين سنت سنيه ومتبعين

آثار مصطفویہ گذارش کرتا ہے کہ جناب شیخ احمد اللہ صاحب زمیندار موضع رحیم آباد
نے میرے پاس رسالہ مسمّی بہ التحقیق المزید ارسال فرمایا مین نے جو اسکو دیکھا تو
محض سب وشتم وچند تقریرات الغبی سے بھرا ہوا پایا مولف رسالہ نے اپنی دانست
مین میری تحریر مسمّی بہ اسوہ حسنہ (جو ضمیمہ شحنہ ہند ۲۴ر اپریل سنہ ۸۸ء مین شائع
ہوئی تھی) کا جواب لکھا ہے مگر حقیقت مین ایک بات کا بھی جواب نہین دیا محض
حیلہ حوالہ سے کام نکالا ہے - اسطرح پر کہ نام رسالہ کا التحقیق المزید رکھا - کوئی پوچھے
کونسی بات تحقیقی اس رسالے مین لکھی ہے - یہی وجہ ہے کہ کسی متبع سنت متنفر
بدعت نے اس رسالے کو پسند نہین کیا بعض علماء بھوپال و میرٹھ وغیرہما کے خطوط
اسکی شہادت مین میرے پاس موجود ہین - ہان مولف رسالہ نے کسیقدر اصطلاحات
منطقیہ کو اسمین دخل دیا ہے - اور اپنے زعم مین اس رسالہ کو ایسا ادق سمجھا کہ اخبار
شحنہ ہند مین ایک اشتہار شائع کرایا کہ ہمارے مخاطب اس رسالہ کا مطلب ہم سے
بیان کر دین اللہ اللہ یہ فخر وعجب وغرور - الحمد للہ کہ انکے اشتہار کا ایک صاحب م ج
سراوی نے کیا عمدہ جواب دیا - میرا ارادہ اس رسالے کے جواب لکھنے کا ہرگز نہ تھا
اور اسی وجہ سے اتنا توقف جواب مین ہوا مگر دو چیز نے مجھکو اس رسالے کے جواب پر
مجبور کیا - ایک تو یہ کہ مولف رسالہ نے اس رسالہ مین دو جگہہ حضرت مجدد العلم والدین
قامع اساس مبتدعین رافع لواء سنت سید المرسلین عالی قدر والا جناب مولانا نواب
سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر ادام اللہ اقبالہ واخسر اعدائہ (کہ جنکی ذات

اس زمانہ پرفتن مین حکم الکسیر اعظم کا رکھتی ہے - ہمارے حضرت کی تصانیف مبارک نے دین احمدی کو تازہ کر رکھا ہے کونسا شہر یا قریہ ہے جہان حضرت کی تالیفات سے لوگ متمتع نہین ہین - عدن[1] جدہ[2] مکہ معظمہ[3] مدینہ منورہ[4] حدیدہ[5] زبید[6] صنعا[7] بیت الفقیہ[8] مصر[9] قدس[10] بیروت[11] بغداد[12] استنبول[13] بلغار[14] نجد[15] عسیر[16] وغیرہ وغیرہ بلاد کے علماء و فضلاء نے متعدد تقاریظ آپکی تالیفات پر لکھی ہین کتاب قرۃ الاعیان و مسرۃ الاذہان مطبوع قسطنطنیہ مولفہ احمد فارس امام اہل لغت عصر خود و کتاب جاسوس علی القاموس - اور القطر الصیب فی ترجمۃ الامام ابی الطیب شاہد عدل ہین اس دعوی صدق پر لیکن ع گل ست سعدی و در چشم دشمنان خارست ٭ آپکا مجدد ہونا اکثر علما نے مان لیا ہے آپکی ذات سے بہت سے علماء فقراء طلباء کے اور راہمعین ہین) - پر اس معترض نے زبان درازی کی - واللہ باللہ مین آپکا خوشامدی نہین ہون - جو بات میرے فہم مین اونکی خلاف معلوم ہوتی ہے اوسے بھی عرض کر دیتا ہون یہ تعریفین اونکی اپنے گمان مین سچی لکھتا ہون و انا اظن ذلک والله حسیبہ دوسری وجہ بھی ہے جسکا اوپر بیان ہوا یعنی اخبار شحنۂ ہند مین اشتہار دینا - اب مین اللہ کا نام لیکر بعد ایک تمہید کے جواب شروع کرتا ہون - وعلی اللہ توکلت وہو حسبی ونعم الوکیل لاحول ولا قوۃ الا باللہ -

تمہید

چند امور بطور مبادی کے پہلے گذارش کئے جاتے ہین - امر اول جواب اوس رسالہ کا لکھا گیا ہے جسکو شیخ احمد اللہ صاحب نے ہمارے پاس دوسری دفعہ جواب کے لئے

بھیجا تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شیخ صاحب نے ایک رسالہ پہلے ہمارے پاس بھیجا۔ اور اوسپر علامت (۴) کی لکھی ہوئی تھی۔ پھر چند یوم کے بعد دوسرا رسالہ بھیجا۔ اور جناب شیخصاحب نے اس مضمون کا خط لکھا کہ دہلی سے مولوی یسین کا خط آیا ہے کہ رسالہ مین ایک غلطی کاتب مطبع سے ہوگئی تھی دوسرا رسالہ صحت کرکے آپکے پاس بھیجا گیا۔ ہم عنقریب اس خط کی نقل بجنسہ انشاء اللہ کرینگے۔ حاصل کلام کا یہ ہے کہ ہمنے جواب اوسی رسالے کا لکھا ہے جو عمدہ طور سے صحیح کیا ہوا ہمارے پاس پہونچا۔ یہ رسالہ دوسری مرتبہ ضمیمہ شحنہ ہند ۱۶ اگست ۱۸۹۹ء مین بھی طبع ہوا ہے چونکہ اوسکے عنوان مین یہ تحریر موجود ہے (منقول از نسخہ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی) اسواسطے منقول کا لحاظ نہ کیا گیا کیونکہ اصل کے ہوتے منقول کی کیا حاجت ہے مصرع مولوی خرم علیصاحب کا مشہور معروف ہے ع جب اصل ملے تو نقل کیا ہے ٭ امر دوم اس رسالے کے جواب مین مخاطب ہمنے مولوی عبد العزیز صاحب کو بنایا ہے نہ حافظ یسین صاحب کو۔ دو وجہ سے اول یہ کہ حافظ یسین صاحب جب صرف میر پڑہتے تھے تو مجھکو اتفاق رحیم آباد جانیکا ہوا جب تک مین وہان رہا صرف میر مجھہ سے پڑہتے رہے۔ اور جب قرآن یاد کرتے تھے تو جب مین جاتا تھا اکثر قرآن صبح کیوقت آکر مجھکو سناتے تھے۔ پھر جب ہدایۃ النحو پڑہتے تھے مولوی بشارت کریم صاحب کے سامنے بحث عدل مین انکا ہمنے امتحان لیا پوچھا کہ اُخَر آخرہ سے کیون معدول ہوا۔ تو اسکا جواب انھون نے نہ بتایا۔

مولوی بشارت کریم صاحب نے عذر کیا کہ ہمنے انکو ابھی یہ باتین نہین بتائین
پھر یہ مقام اوسیوقت آپکو مین نے سمجہایا کہ یہ قاعدہ ہے کہ مضاف الیہ کو جب
حذف کرتے ہین تب مضاف کو یا تو مبنی علی الضم کرتے ہین جیسے قبل و بعد مین یا
بعد حذف مضاف الیہ کے تنوین اوسکے آخر مین لاتے ہین جیسے حینئذٍ مین یا دوسرے
مضاف الیہ پر اعتماد کر کے پہلے مضاف الیہ کو حذف کر دیتے ہین جیسے تیم تیم عدی مین
چونکہ ان تین امور سے اس مقام مین کوئی نہین ہے لہذا آخرہ سے معدول
نہین ہوسکتا۔ پھر آپکی تعلیم کے لیے کیا کیا کوششین ہمنے نہین کین۔ جناب
مولنٰنا مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری کے یہان لیجا کر آپکو سپرد کیا۔ ایکدفعہ
مولوی عبدالرحمن قندہاری کو آپ کے لیے لکھنو سے بلوایا اور شیخصاحب کے
یہان لے گئے۔ پھر آخر وہ شیخصاحب سے ناراض ہوکر آرہ چلے آئے۔ اور شیخصاحب کو
برا بھلا کہنے لگے۔ مجھکو بھی شیخصاحب کی مذمت مین ایک خط لکھ بھیجا۔ مین نے
شیخصاحب کی رعایت کی۔ آخر مجھ سے اونسے بوجہ شیخ صاحب کے بگاڑ ہو گیا
چنانچہ اوسکا مجمل ذکر خاتمہ ہدایۃ الرتاب مین لکھا گیا ہے۔ غرض بہر حال مجھ سے حافظ جی
مستفید ہو چکے ہین۔ ایک نوع کے شاگرد بھی ہین۔ اور مین اونکا محسن بھی
ایکطرح سے ہون۔ اوسکا یہ عوض ملا کہ مجھکو نہایت برا بھلا لکھوایا۔ لہذا ایسے
شخص کا مخاطب بنانا کسیطرح سے مناسب نہین ہے۔ جواب فتوی مین بھی
ہمنے حافظ الیسین صاحب کا نام لیکر انکو مخاطب نہین کیا۔ بلکہ قال المفتی کر کے

مفتی کو مخاطب بنایا ہے جو اصل میں مفتی صاحب ہمارے خیال میں دوسرے
ہی ہیں - اس سے ہمکو انکار نہیں کہ اس فتوی میں حافظ لیسین صاحب کا کسقدر
مضمون ہو - یا مادہ انہیں کی طرف سے ہو - رہی صورت وہ آپ کی جانب سے
نہیں ہے اگر ہمکو پوری طور سے اسکا علم ہوتا کہ یہ فتوی بالکل مکمل کیا ہوا حافظ
یسین صاحب کا ہے تو قال المفتی بھی نہ لکھتے - بلکہ جداگانہ بغیر خطاب کسی کے جواب
فتوی یا ضمن تحقیق میں لکھتے - **وجہ دوم** اس رسالے کی عبارات اور محاورات
تحریرات ۸ جون و یکم جولائی مطبوعہ شحنہ ہند سے ملتے جلتے ہیں - دیکھو ص
خالق جل شانہ نے - ص۹ بدعتی بنا چھوڑا - ص۳۶ خالق کا کرم ہے - ص۳۷ کیا خوب
وغیرہ وغیرہ - نیز ہمارے پاس دہلی سے جو رسالہ آیا اوسپر حافظ لیسین صاحب کے
ایک ہم درس ہم سبق نے یہ لکھدیا تھا - رسالہ مولفہ مولوی عبدالعزیز صاحب
رحیم آبادی - نیز مولویصاحب نے قبل شائع ہونے رسالے کی اپنی تحریر مطبوعہ
یکم جولائی ضمیمہ شحنہ ہند میں وہ مضامین لکھے ہیں جو اصل رسالے کے موافق ہیں
اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ مولویصاحب کا لکھا ہوا ہے - اگر مانا بھی
جاوے کہ یہ رسالہ مولویصاحب کا لکھا ہوا نہیں ہے اسمین تو کچھ بھی شک نہیں
ہے کسیقدر اصلاح مولویصاحب کی ضرور ہے - ہم مولویصاحب کی حلفی
حصر رکھتے ہیں مولویصاحب قسمیہ کھا کر کہدیں کہ مینے اس رسالے میں کوئی لفظ بڑھایا
گھٹایا نہیں ہے تو ہم اعتبار کر جاینگے - اور آیندہ اونکو مخاطب بنانے سے

بازآئینگے۔ خیر ان سب باتون کو جانے دو آخر رسالے مین تقریظ مولویصاحب کی
خود کہدیتی ہے کہ مولویصاحب نے اس رسالے کو خوب دیکھکر اسکی تقریظ لکھی اور
اوسکو پسند کیا۔ اور اس سے وہ راضی ہین۔ لہذا ہم نے اونہین کو مخاطب بنانا مناسب جانا
امر سوم انشاء اللہ ہم اس رسالے کے جواب مین کلمات ناملائمہ سے پرہیز کرینگے
ہمارے مخاطب بھی جواب مین یہی چال اختیار کرین۔ تہذیب سے مناظرہ کرین۔
اور طلب صواب جو مناظرہ سے غرض اصلی ہے مدنظر رکھین۔ مجادلہ مکابرہ سے
دست بردار ہون۔ **امر چہارم** اس رسالے مین ہمارے مخاطب نے الفاظ مصطلحہ
اہل میزان جیسے قضیہ صغری کبری تقابل وغیرہ کو مندرج کیا ہے جس سے عوام
اہل حدیث کو کچھہ فائدہ نہین ہوا۔ حالانکہ نتیجہ بحث و غرض اصلی یہی ہے کہ ان
تحریرات سے عوام الناس مستفید ہون۔ نیز یہ روش تحریر محدثین سابقین
ولاحقین کے بالکل مخالف ہے۔ آیندہ ایسی ڈہنگ تحریر کی اختیار فرمائے کہ خاص
وعام اوس سے منتفع ہوسکے اور معلوم کرسکے کہ واقعی یہ جواب مخالف کا ہوا یا نہین
امر پنجم اہلحدیث متبع قرآن و حدیث ہین۔ آیندہ آپ کو مناسب ہے کہ پہلے
قرآن و حدیث سے جواز بناء عیدگاہ پر جو آپکے زعم مین دلائل قویہ ہون پیش کیجیے
تو کہ ہر منصف اونکے قوت و ضعف کا اندازہ کرکے اوسپر عامل ہو۔ **امر ششم**
یہ بحث مجھہ سے اور آپ سے ہے نہ نواب صاحب سے۔ آپ نواب صاحب بہادر کی
کتب پر منہہ آکے کیون اہلحدیث کا دل دکھاتے ہین ہمنے یہ کلمات بطور نصیحت کے

لکھنے ہین آیندہ آپکو اختیار ہے۔ بعد ان گذارشون کے ہم اصل رسالے کے
جواب کیطرف متوجہ ہوتے ہین بعون اللہ تعالی۔ **قولہ** فوراً اونھون نے شحنۂ ہند
پرچہ ۲۴ اگست ۱۸۸۹ء مین بضمن احکام عید بہت لعن وطعن مستفتی ومفتی ومصحح کیا
اقول سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ یہ پہلا بہتان مجہیر ہے کہ ہمنے تین اشخاص یعنی
مستفتی ومفتی ومصحح پر لعن طعن کیا۔ اگر آپ سچے ہین تو بعینہ عبارت شحنۂ ہند کی
نقل فرمائیے والا ایسے ایسے بہتانات صریحہ سے احتراز کیجیے۔ **قولہ** جس سے
اکثر علماء کو تشویش ہوئی کہ اصل فتوی کیا ہے اور اوسکے دیکھنے کے مشتاق
ہوئے اور اوسکی طلبی کے خطوط لکھے الخ۔ **اقول** سبحان اللہ کیا کہنا ہے فتوی
کے طبع کرانیکی بات تو آپنے خوب بنائی۔ اکثر علماء کو درکنار رہنے دیجیے آپ
دس پانچ کے نام نامی مع قید سکونت تحریر فرمائیے کہ دیکھا جاوے کہ کس کس صاحب
نے آپکو خط لکھا۔ ظاہر ہے کہ وہ علماء سواے آرہ۔ ودہلی کے ہونگے کیونکہ بقول
آپ کے فتوی دہلی مین تیار ہوا اور آرہ بھیجا گیا۔ اب ماسوا ان دونون شہرون کے
دوسرے بلاد وقصبات کے علماء کا نام تحریر فرمائیے اور اون کے خطون کو بھی
جواب مین نقل کیجیے۔ بصورت دیگر آپکی راست بازی کا حال کھلجائیگا۔ آپ اصل
باعث ومحرک طبع فتوی کو کیون نہین لکھتے۔ آپکو کچھ ڈر ہے تو ہمسے سنیے۔
آپ کے والد ماجد شیخ احمد اللہ صاحب نے یہ فتوی اس غرض سے طبع کرایا کہ ہم اسکا
رد لکھین۔ یہان پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیخ صاحب کے خط کی نقل

بعینہ کیجاوے وہ یہ ہے (میان یسین کا فتوی زمانہ ہوا کہ آپ کے پاس واسطے
رد لکھنے کے بھیجا یا پھر یسین کا فتوی اگر ہمنے طبع کرایا تب آپکو برا کیون معلوم ہوا
کہ جو ہمکو آپنے لکھا ہے کہ باخودہا مین نفاق کرایا عجب سمجھ ہے آپکو خوش ہونا تھا
کہ موقع رد کرنیکا آپکو ملا اگر طبع نہوتا تب کیونکر آپ اوسکو رد کرتے) انتہت عبارة
الخط۔ اور دوسرے عنایت نامہ مین آپ یون تحریر فرماتے ہین (سوییم یہ لکھنا
کہ نسبت عیدگاہ کے فتوی شحنہ ہند طبع کراکے باخودہا مین نفاق کرایا حالانکہ ہم
پہلے آپ کے پاس نقل فتوی بھیجکر آپکو لکھا تھا کہ ضرور آپ اسکا رد لکھین مگر آپ
دم بخود ہوگئے لہذا ہمنے طبع کرایا) فقط۔ ان دونون خطون کی عبارت سے
اگرچہ بے ربط ہی معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیخصاحب نے پہلے نقل فتوی کی ہمارے
پاس روانہ کی جب ہمنے اوسکا رد نہ لکھا تو شیخصاحب نے اوسکو طبع کرایا کہ ہم اوسکا
رد لکھین۔ جناب شیخصاحب نے بیشک پہلے نقل فتوی قلمی کی ہمارے پاس
روانہ کی تھی اور ہمکو تاکیدی خط لکھا تھا کہ اسکا جواب آپ لکھیے ہمنے فتوی کا
جواب لکھنا چند وجوہ سے مناسب نہ سمجھا شیخصاحب نے اپنی شیخی مین آکر اوسکو
طبع کرادیا۔ فتوی کے طبع کرانیکی یہ وجہ ہرگز نہین ہے کہ اکثر علماء نے خط لکھے
یہ بات محض بناوٹ ہے۔ **قولہ** جسمین اس فتوی کے لکھنے والے اور موافقت
واعانت ونصرت کرنیوالے سبکو مجادل مرتاب متبع ہوائے نفس حاسد بددیانت
محرف لکھا الخ۔ **اقول** یہ بھی آپ کی فہم سلیم وطبع مستقیم کی خوبی ہے (میری

اصل عبارت یہ ہے۔ (یا مجادل جو تراب متبع ہوا سے نفس حاسد اوسکے سامنے کیسا ہی مسئلہ بدیہیۃ الثبوت پیش کیا جاوے وہ بوجہ اپنی خبث نفس و حسد کے اوسمین بھی احتمال پیدا کریگا۔) اس عبارت کو اہل انصاف نظر تامل سے ملاحظہ فرماوین کہ اس عبارت مین مفتی و مستفتی و ناصر کے حق مین کوئی بھی لفظ لکھا گیا ہے مطلب اسکا تو یہ ہے کہ جو آدمی موصوف ان صفات سے ہوتا ہے وہ ایسا کرتا ہے یعنی مسئلہ بدیہیۃ الثبوت مین بھی احتمال پیدا کر دیتا ہے۔ نہ کسی خاص آدمی کا نام لیا گیا ہے نہ کسی مسئلہ کی تخصیص کی گئی۔ آپ خواہ مخواہ ان الفاظ کا مصداق اپنے آپ کو کیون سمجھتے ہین کہ چور کی داڑھی مین تنکا۔ ہان اگر آپ ایسے ہین کہ مسئلہ بدیہیۃ الثبوت مین بھی احتمال پیدا کر دیتے ہین تو صراحۃ لکھیے کہ مین اس قسم کا آدمی ہون لہذا یہ الفاظ مجھپر صادق آتے ہین۔ آپ اپنے منہہ سے جو چاہین بنین۔ ہمتو آپ کو کچھہ نہین کہتے۔ البتہ آپنے ہمارے حق مین وہ وہ الفاظ ناشائستہ لکھے ہین جنسے اہلحدیث کو کمال رنج ہے۔ آپ کے رسالہ کے تین صفحون کے بعض الفاظ واسطے ملاحظہ ہند ہین منصفین کے نقل کیے جاتے ہین ص۹ مین ہے (فہرست انکی غلطیون اور جھوٹھہ باتون اور بہتانون سے قطع نظر کرکے۔ الی قولہ۔ تار پود کھولتا ہون۔ ص۱۰ مین ہے (مولویصاحب نے کیا کیا تربیونت کی ہے جسکو لوگ بے ایمانی و دغابازی جھوٹھہ بہتان کتمان تحریف کہتے ہین)۔ ص۱۱ (ہر شخص تحریف کہیگا اور مولویصاحب کو

مصداق یکتمون ما انزلنا ٹھہرائیگا الخ) فی الجملہ اسی قسم کی بد تہذیبی کے کلمات
اور بھی آپنے ایسے لکھے ہین جنسے اہل ایمان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین ایسا
کلام اللہ و رسول کو ہرگز پسند نہین ہے تحسبونہ ہینا وہو عند اللہ عظیم
آنحضرت صلعم نے سچ فرمایا ہے کہ بعض اوقات مین آدمی ایسی بات کہہ دیتا ہے
جسکو وہ بہت آسان اور ہلکا سمجھتا ہے حالانکہ اوسکے باعث سے قعر جہنم مین
گرتا ہے او کما قال - جناب مولویصاحب آیندہ ایسے الفاظ سے تحرز فرمائے
قولہ ابتدا ہی مین عفی اللہ عنہ بالیا ر لکھا ہے **اقول** میرے اصل مسودہ
مین عفا اللہ عنہ بالالف موجود ہے - مین نے اصل مسودہ دو تین آدمیونکو
جو دہلی جاتے تھے دکھلا دیا تھا - آپ جسکو کہئے اصل مسودہ دکھلا دون - یا
کہئے آپ کے پاس بھیجدون - اصل بات یہ ہے کہ مین نے مسودہ لکھکر مولوی
عبد الکبیر کو دیا کہ اسکو صاف کرکے اڈیٹر شحنہ ہند کے پاس بھیجدو - معلوم
نہین عفا کو بالیا اونھون نے لکھا یا کاتب مطبع نے - میرے اصل مسودہ
مین یہ لفظ دو جگہہ ہے - پہلے جلدی مین لفظ مجید کے بعد عفا اللہ لکھا گیا تھا
اوسپر خط کھینچکر بعد لفظ محمد سعید کے عفا اللہ عنہ لکھا - دونون جگہہ مین (عفا)
الف سے موجود ہے - جس جگہہ کہئے مین اپنے مسودہ کو جو خاص میرے
ہاتھہ کا لکھا ہوا ہے بھیج سکتا ہون - میرٹھہ - دہلی - یہان حاجی ممتاز احمد صاحب
وغیرہ کو بھی دکھلا دیا ہے - اگر باوجود اسکے بھی آپ نہ اعتبار کرین تو اسکا

کچھ علاج نہین - رہا ایک شبہ جو یہان وارد ہوتا ہے اوسکا جواب پچھلی غلطی کے
جواب کے بعد انشاء اللہ لکھا جاویگا - **قولہ** اور آپ لکھتے ہین مین ہی اس تحقیق
مین متفرد نتھا مین ہی مین (ہے) نہ معلوم کیسی ہے الخ - **اقول** سبحان اللہ
جو اعتراض آپکا ہوتا ہے کیا عمدہ ہوتا ہے - ایسے ایسے اعتراضونکو لکھکر تو آپنے
اپنی وقعت کھودی - اس اعتراض سے آپ کی کیا غرض ہے - اگر یہ غرض
ہے کہ (ہی) جو بیاء معروف ہے اوسکو یاء مجہول سے کیون لکھا تو یہ بالبداہت
غلط ہے کیونکہ نسخہ ہند مین (ہی) بیاء معروف موجود ہے - اگر آپ کی یہ غرض
ہے کہ (ہی) کو کیون لائے فقط یون لکھنا کافی تھا - مین متفرد نہین ہون تو اسکا
جواب اولاً یہ ہے کہ یہ لفظ میرے اصل مسودہ مین نہین ہے - ثانیاً (ہی) مقام
حصر مین بولا جاتا ہے - جیسے آپ نے ہی یہ کام کیا ہے - یہ لفظ بغرض حصر لایا گیا
ہے کہ اس مسئلہ مین صرف مین ہی متفرد نہین ہون بلکہ اور لوگ بھی میرے ہمراہ
ہین - دہلی والون سے اسکا محاورہ دریافت کر لیجئے - ثالثاً آپ نے بھی صفحہ ا
سطر ۹ مین اس لفظ کا استعمال کیا ہے عبارت آپکی یہ ہے (تقابل ایجاب
وسلب تو ہو ہی نہین سکتا) سو ہی یہان ہی موجود ہے - جو جواب آپ عنایت
کرینگے وہی ہماری طرف سے تصور فرماوین - رابعاً مین فصاحت بلاغت کا مدعی
نہین ہون - اور نہ مین نے یہ تحریر اس بارے مین کی تھی جو اسکا خیال رکھتا - کہ کوئی لفظ
خلاف محاورہ نہ لکھا جاوے - اس قسم کے الفاظ آپ کے رسالہ مین بھی بہت ہین

کما سیجی تفصیلہا عنقریب ان شاء اللہ تعالی **قولہ** بجا ہوا کہ علم کس مقولہ سے ہے علم کو مقدور سمجھنا فہم سعید یہ ہے الخ **اقول** ایسے ایسے اعتراض آپکے دیکھکر اہل علم کو کمال تعجب ہے۔ والذی نفسی بیدہ ہذا الاعتراض مما یضحک منہ الطلبۃ فضلاً عن الکملۃ۔ ایسے ایسے جملوں سے آپکی کوتہ نظری ہر فن کی سمجھی جاتی ہے۔ ایسی ایسی لغو باتوں کو دیکھکر میرا جی نہیں چاہتا تھا کہ اس تحریر کا رد لکھوں۔ کیونکہ اہل علم کی نظروں میں یہ تحریر خود ہی ساقط ہے۔ فقط آپ کی ہمہ دانی ظاہر کرنے کے لئے جواب لکھا جاتا ہے۔ گوش ہوش سے سنئے۔ میری اصل عبارت اسوۂ حسنہ کی یہ ہے (جو میاں صاحب کے یہاں علم حدیث پڑھتے ہیں) اہل انصاف خیال فرماویں کہ میں نے علم حدیث کے پڑھنے کو لکھا ہے نہ لفظ علم جسکے معنی ادراک مطلق کے ہیں۔ اور جسکی تعریف حصول صورۃ الشئی یا الصورۃ الحاصلۃ من الشئی عند العقل سے کی جاتی ہے۔ علوم مدونہ جیسے علم تفسیر علم حدیث علم منطق علم نحو۔ اور لفظ علم بمعنی ادراک میں فرق نہ سمجھنا فہم معترض کی خوبی ہے۔ جاننا چاہئے کہ علوم مدونہ کا اطلاق جمیع مسائل پر یا اوس مقدار پر جس سے غایت علم کی حاصل ہو کیا جاتا ہے۔ میر زاہد حاشیہ ملا جلال میں لکھتے ہیں وتفصیل المقام ان العلوم المدونۃ تطلق حقیقۃ علی المسائل اما جمیعہا بحیث لایشذ عنہا مسئلۃ او بعضہا قدر ما یحصل منہ غایۃ العلم **ترجمہ** تفصیل مقام کی یہ ہے کہ علوم مدونہ کا اطلاق حقیقۃً یا تو جمیع مسائل پر کیا جاتا ہے۔ اسطرح سے کہ کوئی مسئلہ اوس سے

باقی نہ رہے یا بعض مسائل اوس قدر پر جس سے غایت علم کی حاصل ہو۔ مولوی
ظہور اللہ اسکے حاشیہ مین فرماتے ہین اعلم ان العلم المدون یطلق علی خمسة
معان اثنان منہا حقیقیان احدہما ان یکون عبارة عن جمیع المسائل بحیث
لایشذ ولایعزب عنہ مسئلة وثانیہما ان یکون عبارة عن بعض المسائل الذی یحصل
منہ غایة العلم کالعصمة للمنطق واشار الیہما المحشی۔ اس عبارت کا خلاصہ مطلب
یہ ہے کہ علم مدون کا اطلاق پانچ معنون پر ہوتا ہے دواونمین سے حقیقی ہین
ایک اون دونونکا یہ ہے کہ علم عبارت ہو جمیع مسائل سے اسطرح پر کہ کوئی مسئلہ باقی
نہ رہ جاوے۔ دوسرا اون دونونکا یہ کہ علم مدون عبارت ہو بعض مسائل سے وہ بعض
جنسے غایت علم کی حاصل ہو جیسے منطق کے لئے عصمت خطا فی الفکر سے انہین
دونون معنون کی طرف سے محشی نے اشارہ کیا ہے۔ ابجد العلوم مین ہمارے مجدد العلم
والدین نے فرمایا ہے ذکر المحقق المذکور فی حواشی الخیالی من ان العلم قد یطلق علی التصدیق
بالمسائل وقد یطلق علی نفس المسائل وقد یطلق علی الملکة الحاصلة منہا وایضاً
مما یقال کتبت علم فلان او سمعتہ او یحصر فی ثمانیة ابواب مثلا ہو المعنی الثانی ویمکن
حملہ علی المعنی الاول ایضا بلا بعد الخ **ترجمہ** محقق مذکور (یعنی مولوی
عبدالحکیم سیالکوٹی) نے حواشی خیالی مین ذکر کیا ہے کہ بیشک علم کا اطلاق کبھی
تصدیق بالمسائل پر کیا جاتا ہے اور کبھی نفس مسائل پر اور کبھی ملکہ پر جو انہین
مسائل سے حاصل ہوتا ہے اور نیز یہ جو بولا جاتا ہے مین نے علم فلانیکو لکھا

اوسکو سنا یا علم آٹھ بابوں میں حصر کیا جاتا ہے وہ باعتبار معنی ثانی نکلے ہے اور معنی
اول پر بھی بلا العد کے اوسکا حمل کرنا ممکن ہے - بعد ملاحظہ اس تحقیق کے کسی
انصاف پسند کو شک باقی نہ رہیگا کہ مراد علم حدیث سے مسائل ہیں ۔ اور وہ بقدر
مسموع مکتوب ہوسکتے ہیں اور وہی کتب میں مدون ہوتے ہیں
کما قال المحقق عبد الحکیم وغیرہ - وقال مجددنا وسیدنا العلامۃ الفہامۃ فخر المحدثین
والمفسرین فی کتابہ ابجد العلوم العلوم المدونۃ وہی التی دونت فی الکتب کعلم
الصرف والنحو والمنطق والحکمۃ ونحوہا انتہت عبارتہ الشریفہ والفاظہ اللطیفہ
التی لو کتبت بالعبر علی اماق البصر او الواح الذہب لکانت نافعۃ لاہل الخبر -
رہی یہ بات کہ علم بمعنی ادراک جسکی تفسیر الصورۃ الحاصلۃ عند العقل سے
کیجاتی ہے - عام طلبہ جانتے ہیں کہ بموجب صحیح مذہب کے مقولہ کیف سے
ہے - مولوی ظہور اللہ صاحب نے حاشیۃ الحواشی الزاہدیۃ المتعلق بملا جلال
میں لکھا ہے اعلم انہم اختلفوا فی انہ عند العلم بالشئ ہل یحصل منہ شئ فی الذہن
سواء کان عینہ او شبہہ اولا بل ہو اضافۃ بین العالم والمعلوم فقط من دون
ان یحصل منہ شئ فی الذہن والحکماء لما ابطلوا الشق الثانی الذی ذہب الیہ
جمہور المتکلمین اختاروا الاول ثم لاریب فی انہ علی ہذا التقدیر یتحقق فی الظاہر
عدۃ امور الصورۃ الحاصلۃ من المعلوم فی الذہن وحصولہا الذی ہو نسبۃ بین
المعلوم والذہن فی الذہن وقبول الذہن لتلک الصورۃ فمن قال ان العلم

عبارۃ عن الاول جعلہ من مقولۃ الکیف ومن اختار انہ عبارۃ عن الثانی جعلہ
من مقولۃ الاضافۃ ومن ذہب الی انہ عبارۃ عن الثالث جعلہ من مقولۃ
الانفعال ولما کان الاحتمالان الاخیران ساقطین عن درجۃ الاعتبار لانہما
لایتصفان بالمطابقۃ والعلم لابد ان یکون متصفا بہا اختار الشارح المذہب
الاول حیث قال لانہ من مقولۃ الکیف واشار بقولہ علی الاصح الی ضعف کون
العلم من مقولۃ اخری سوا مقولۃ الکیف۔ انتہت عبارتہ **ترجمہ** تو جان
کہ اونھون نے اختلاف کیا ہے کہ وقت علم شئ کے کیا ذہن مین بھی اوس سے
کوئی شئ حاصل ہوتی ہے عام ہے کہ وہ عین اوس شئ کا ہو یا شبہ اوسکا یا کوئی
شئ حاصل نہین ہوتی بلکہ وہ درمیان عالم اور معلوم کے فقط نسبت ہے
سوا اسکے کہ کوئی شئ ذہن مین اوس سے حاصل ہو اور حکمانے چونکہ شق
ثانی کو جسکی طرف جمہور متکلمین گئے ہین باطل کیا ہے اسواسطے شق اول کو
اونھون نے اختیار کیا ہے پھر اس تقدیر پر اسمین کچھ شک نہین کہ ظاہر
مین چند امور حاصل ہوتے ہین اول صورت جو معلوم سے ذہن مین حاصل
ہے دوم حاصل ہونا اوسکا ذہن مین وہ کہ ایک نسبت درمیان معلوم اور
ذہن کے ہے سوم قبول کرنا ذہن کا اس صورت کو پس جس نے کہا ہے
کہ علم عبارت اول سے ہے (یعنی صورت معلومہ سے جو ذہن مین حاصل ہوتی
ہے) ٹھہرایا ہے اوسکو مقولہ کیف سے اور جس نے اختیار کیا ہے کہ علم عبارت

ثانی سے ہے گردانا اوسکو مقولہ اضافت سے اور جو اسکی طرف گیا ہے کہ علم
عبارت ثالث سے ہے ٹھہرایا اوسکو مقولہ انفعال سے چونکہ دو احتمال پہلے ہر وجہ
اعتبار سے ساقط تھے کیونکہ وہ دونون ساتھ مطابقت کے وصف نہین کیے
جاتے اور علم ضرور ہے کہ متصف بالمطابقت ہو لہذا شارح نے مذہب اول کو
اختیار کیا اس حیثیت سے کہ یون کہا اسواسطے کہ وہ علم مقولہ کیف سے ہے اور اپنے
قول (علی الاصح) سے اشارہ کیا علم کے دوسرے مقولہ سے ضعیف ہونے کی
طرف سوا مقولہ کیف کے - ختم ہوئی عبارت مولوی ظہور اللہ کی فقط - جو باتین
کہ عالم اور طلبۃ العلوم جانتے تھے - ہمارے مجدد العلم کی برکت سے اب اونکو
اردو خوان جاننے لگے ہین - ہمارے مجدد العلم نصب الذریعہ مین فرماتے ہین
صـ۹ مین ہے **ف** علم بالشی مستلزم ہے وجود کو اوس شئے کے ذہن مین یا
ایک علاقہ ہے درمیان عالم اور معلوم کے ذہن مین اول مذہب ہے فلاسفہ
اور بعض متکلمین کا اور ثانی مذہب ہے جمہور اہل کلام کا پہلے قول پر یہ امر
بلانزاع ثابت ہے کہ جب کوئی شئی معلوم ہوتی ہے تو تین امر متحقق ہوتے ہین
ایک صورت حاصلہ ذہن مین دوسرے ارتسام اوس صورت کا ذہن مین -
تیسرے قبول کرنا نفس کا اوس صورت کو - رہی یہ بات کہ علم انمین سے کون
شئے ہوا سو ہر طرف ایک گروہ گیا ہے پھر اسمین اختلاف ہے کہ علم مقولہ کیف
ہے یا انفعال یا اضافت ہے اصح یہ ہے کہ مقولہ کیف ہے رہا معلوم سو وہ

مقولہ جوہر ہے یا کوئی اور مقولہ **ف ٢** معنی حقیقی لفظ علم کے ادراک ہین اگرچہ اطلاق علم کا کبھی نام پر آتا ہے جیسے علم تفسیر و علم حدیث اور کبھی مسئلہ خاص پر جسطرح کہ فلان شخص علم حدیث یا قرآن جانتا ہے اور کبھی تصدیق پر اوس مسئلہ کی دلیل سے اور کبھی اوس ملکہ پر جو تکرر سے اوس تصدیق کے حاصل ہوتا ہے — اے جناب معترض کاش کہ آپ اسی کتاب اردو کا مطالعہ فرما لیتے تو ایسا واہی اعتراض زبان قلم سے نہ نکالتے — یہ تو عام محاورہ طلبہ مین ہو رہا ہے — ہر کوئی دوسرے سے پوچھتا ہے آپنے علم منطق پڑہا ہے یا نہین — علم حدیث آپ نے کس سے پڑہا ہے — طرفہ ماجرا یہ ہے کہ خود آپنے اس محاورہ کو صہ ۲۴ مین لکھا ہے عبارت آپ کی یہ ہے (جھوٹہ موٹ کی منطق کا پڑہنے والا بھی اسکا انکار نہین کرسکتا) ظاہر ہے کہ مراد منطق سے علم منطق ہے ماشاء اللہ جو اعتراض آپ دوسرون پہ فرماتے ہین خود ہی اوسکے مرتکب ہو جاتے ہین — اور جو تاویلات آپ منطق مین فرمائین گے وہی علم حدیث مین ہم پیش کرینگے — جو آپ جواب دینگے وہی ہمارا جواب تصور فرماوین — اور اگر آپ گلستان سعدی کو ہی پڑہ لیتے تو بھی یہ اعتراض نہ کرتے سعدی فرماتے ہین ع علم چندانکہ بیشتر خوانی ✤ چون عمل در تو نیست نادانی ✤ زیادہ تصریح اب کہانتک کیجاوے — **قولہ** اس عبارت کے یعنی (جسکو آنحضرت صلعم نے بطور استمرار کے نہ کیا ہو) دو محمل ہین کیونکہ نفی استمرار پر داخل ہے الخ **اقول** ماشاء اللہ کیا فہم و درایت ہے مجھکو خبر نہین تھی

کہ میری تحریر پر ایسے ذکی الطبع صاحب قلم اوٹھا ئینگے جو اردو عبارت عام فہم کا مطلب نہین سمجھ سکتے میری عبارت پوری یہ ہے (جیسا اطلاق سنت کا اوس فعل پر کیا جاتا ہے جسکو آنحضرت صلعم نے کیا ہو ایسا ہی اوسپر بھی کیا جاتا ہے جسکو آنحضرت صلعم نے بطور استمرار کے نہ کیا ہو عدم فعل استمراری آنحضرت صلعم پر سنت کا اطلاق صحابہ و تابعین مین شائع و ذائع تھا۔) اس عبارت کا مطلب ظاہر ہے کہ اطلاق سنت کا فعل آنحضرت صلعم پر بھی کیا جاتا ہے۔ اور ترک فعل استمراری پر بھی۔ اس عبارت کے یہی دو محمل ہین ماسوا ان دونون محمل کے کوئی اور مطلب یا محمل بتانا آپ کی تیزی سمجھ کی خوبی ہے۔ **قولہ** پس سلب ایجاب کلی ہوا الخ۔ **اقول** مین تو آپ کی سمجھ پر تعجب کرتا ہون مین سمجھتا تھا کہ حضرت معترض کو علم میزان مین کچھہ دخل ہے مگر اس کتاب کے دیکھنے معلوم ہوتا ہے کہ مسائل منطق سے مس بھی نہین ہے۔ آپنے اتنا جملہ لکھکر کہ نفی استمرار پر داخل ہے۔ جھٹ حکم لگا دیا کہ پس سلب ایجاب کلی ہوا۔ حضرت من پہلے یہ تو دیکھا ہوتا کہ یہ کونسا قضیہ ہے کونسا اسمین سور ہے جو کلیت پر دلالت کرتا ہے۔ کیا ایجاب جزئی پر نفی نہین داخل ہو سکتی فقط استمرار کی نفی سے سلب کلی ہو جاتا ہے۔ یون احتمال نکالدینے سے کام نہین چلتا۔

مجرد احتمال تو کونسی ایسی تحریر ہے جسمین نہین نکل سکتا۔ **قولہ** پس یہ نتیجہ نکلا کہ مولوی صاحب اداے مطلب پر بھی قادر نہین ہین الخ۔ **اقول** قلم آپ کے

ہاتھ مین ہے جو چاہئے لکھدیجئے ۔ میری عبارت تو ایسی واضح ہے کہ ادنے سے
ادنی آدمی بھی سنکر اسکا مطلب بیان کریگا کہ مراد اس سے عدم فعل ہے
خود تصریح اسکی میرے کلام مین موجود ہے ۔ مگر آپ نے چالاکی سے اگلی عبارت کو
نہین لکھا ۔ **قولہ** ثانیاً دوسرا محمل یہ ہے کہ جس فعل کو آنحضرت صلعم نے ہمیشہ
ترک کیا وہ فعل بھی سنت ہے بنا بر اسکے ساری بدعتیں سنت ہوگئین الخ ۔
اقول ذرا ہوش کی دوا کیجئے ۔ آپ کیسا کلام منہہ سے نکال رہے ہین پہلے
ہمنے بخوبی ثابت کردیا ہے کہ آپ کے دو محمل اس عبارت مین بن نہین سکتے
اچھا ہمنے فرض کیا کہ یہ دوسرا محمل نکل سکتا ہے جس فعل کو آنحضرت صلعم نے
ہمیشہ ترک کیا ہو تو ترک فعل سنت ہوگا یا فعل ۔ واہ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا
نتیجہ آپنے نکالنا سیکھا ہے ۔ بہلول سا آدمی بھی اس کلام (کہ جس فعل کو آنحضرت
صلعم نے ترک کیا ہو) کا مطلب سمجھیگا کہ ترک فعل سنت ہے نہ کہ وہ فعل ۔ اب آپکا کلام
آپ ہی پر لوٹا یا جاتا ہے جس فعل کو آنحضرت صلعم نے ہمیشہ ترک کیا ہو اوسکا
ترک سنت ہے ۔ فعل کو سنت بتانا آپ ہی کا کام ہے ۔ اعاذنا اللہ من سوء الفہم
اللہم احفظنا عنہ وعن الحقد الذی یکون انجرارہ الی سلب العقل الذی ہو من
اعظم الآلاء الربانیۃ ؎ چو قاضی بفکرت نویسد سجل ✣ نگردد ز دستار بندان
خجل ✣ اس سے اور ایک لطف پیدا ہوا ۔ کہ بنا بر محمل دوم آپکے بنا ء عیدگاہ کا
شکل اول بدیہی الانتاج سے بدعت سیئہ ہونا ثابت ہوا ۔ شکل یون ہوگی ۔

بناء عیدگاہ کا ترک آنحضرت صلعم سے استمرارًا ثابت ہے۔ اور ہر وہ شئے جسکا
ترک آنحضرت صلعم سے استمرارًا ثابت ہو فعل اوسکا بدعت ہے۔ اس سے
بداہتہً یہ نتیجہ نکلا کہ بناء عیدگاہ فعل بدعت ہے۔ پس اب موافق آپ کی
محمل ثانی کے ہی نزاع جاتی رہی۔ نہ کوئی جھگڑا رہا نہ بکھیڑا۔ ذرا سی تغیر کلام
سے حق ثابت ہوگیا۔ اور سارے کلمات ناشایستہ آپ پر عائد ہوئے ؎

لِلّٰہ الحمد میان من و او صلح فتاد ❊ حوریان رقص کنان ساغر شکرانہ زدند ❊

حصول المامول کی بحث عاشرین لکھا ہے ترکہ صلعم للشیٔ کفعلہ لہ فی التاسی
بہ فیہ قال ابن السمعانی اذا ترک الرسول صلعم شیئا وجب علینا متابعتہ فیہ انتہی
ترجمہ ترک آنحضرت صلعم کا ایک شئے کو مثل فعل آپ کے ہے اقتدا کرنے
مین ساتھ آپ کے اوسمین ابن سمعانی نے کہا جب رسول اللہ صلعم نے ایک شئے کو ترک کیا
تو ہمارے پر متابعت آپ کی اوسمین واجب ہوگئی۔ تفصیل اس مقام کی کتاب
ارشاد الفحول تالیف امام ربانی قاضی محمد بن علی شوکانی رح سے معلوم کرنا چاہیے
قولہ اور آپ عبارت فتح الباری کی نقل کر کے لکھتے ہین انتہت عبارت الفتح
حالانکہ صحیح یون ہے (عبارۃ الفتح) **اقول** جواب اسکا دو وجہ سے
ہے اول یہ کہ میرے اصل مسودہ مین (عبارۃ الفتح) موجود ہے معلوم
نہین ناقل کی غلطی سے (عبارت الفتح) لکھا گیا ہے۔ یا کاتب مطبع کی غلطی سے
کہیے اصل مسودہ کو آپکی خدمت مین بھیجدیا جاوے۔ یا کسی آپ کے

معتمد علیہ کو دکھلا دیا جاوے ۔ وجہ ثانی یہ کہ معترض صاحب کو ابھی مسائل صرف پر بھی وقفیت
نہین ہے عبارۃ الفتح مین تار فوقانیہ کو لوپ لکھنا غلط کس نے لکھا ہے دونون
امر اسمین جائز ہین ۔ البتہ افصح اور غیر افصح مین اختلاف ہے ۔ علامہ فاکہانی
مجیب الندار شرح قطر الندار مین فرماتے ہین صفحہ ۱۸۴ فیوقف فی الافصح من
اللغتین (علی نحو رحمۃ) من کل اسم آخرہ تار التانیث قبلہا متحرک ولو تقدیرا
کحیاۃ وقناۃ فان اصل ہذہ الالف حرف علۃ متحرک انقلبت عنہ بالہار ای
بابدال التار ہار فرقا بین التار اللاحقۃ للاسم واللاحقۃ للفعل ترجمہ
پس زیادہ فصیح دونون لغت مین یہ ہے کہ وقف کیا جاویگا (مثل رحمۃ کے)
مراد مثل رحمۃ سے ہر وہ اسم ہے کہ آخر مین اوسکے تار تانیث ہو ماقبل اوس تا کے
متحرک ہو اگرچہ وہ تقدیری ہو جیسے حیاۃ اور قناۃ مین کیونکہ اصل مین یہ الف
حرف علت متحرک تھا باعث متحرک اور مفتوح ہونے ماقبل کے الف سے
بدل گیا (ہا پر) یعنی ساتھ بدلنے تار کے ہار سے واسطے فرق کے درمیان
تا لاحقہ اسم اور لاحقہ فعل کے ۔ اور اوسکے دوسرے صفحہ یعنی ۱۸۵ مین
ہے وقد یعکس الامر فیہن فیوقف فی غیر الافصح علی نحو رحمۃ بالتار من غیر ابدال
فیقال رحمت ترجمہ اور کبھی انمین امر عکس کیا جاتا ہے پس وقف
کیا جاتا ہے غیر افصح مین مثل رحمۃ پر ساتھ تار کے بغیر ابدال کے پس رحمت
کہا جاتا ہے ۔ اسکے بعد علامہ نے دو شعر اس مذہب کی سند مین لکھے ہین

جنمین شاعر مسلمت وتعبدیت وعلصمت وامت کو تا رسے بغیر ابدال
ہا کے لایا ہے ۔ اسکے بعد علامہ لکھتے ہین قال ابوحیان وعلی ہذہ اللغۃ
کتب فی المصحف الفاظ بالتاء نحو ان شجرت الزقوم ۔ اہم یقسمون رحمت ربک ۔
یعنی ابوحیان نے کہا ہے کہ موافق اس لغت کے قرآن شریف مین الفاظ
تا رسے لکھے گئے ہین جیسے آیت (ان شجرت الزقوم الایۃ) مین لفظ شجرت کا
پوری تا رسے لکھا گیا ہے ۔ ایسے ہی ـــ اہم یقسمون رحمت ربک) مین
لفظ رحمت پوری تا رسے لکھا گیا ۔ مین کہتا ہون ان دونون آیتون کو مین نے
قرآن شریف سے نکال کر دیکھا پہلی آیت سورہ دخان کے رکوع دوسرے
مین ہے ۔ دوسری سورہ زخرف کے رکوع دوسرے مین دونون جگہہ
تا پوری بغیر ابدال ہا کے موجود ہے ۔ تو اب دونون مذہب فصیح ہوئے
معترض صاحب کو چاہیے کہ اول تو اپنی کوتہ نظری کا اعتراف فرمائین کہ ہنوز
مسائل صرف سے بھی پوری پوری واقفیت نہین ہے ۔ اسپر باقی علوم
حضرت کا حال سمجھنا چاہیے ۔ دوسرے قرآن پر بھی اعتراض جمائین اور
اصلاح دین کہ صحیح (شجرۃ الزقوم ہے) اعاذنا اللہ من ہذا ۔ **قولہ** اور
اسی عبارت کے ترجمہ مین آپنے اخواتہ کا ترجمہ بھائی اوسکے کیا ہے الخ
اقول بیشک مجھسے یہ غلطی ہوئی ۔ مین نے عصمت کا تو دعوی کیا ہی
نہین کہ مجھسے کبھی غلطی نہین ہوتی ۔ ہمارے باپ آدم علیہ السلام سے

غلطی ہوئی اول الناس اول ناس مثل مشہور ہے - جبکہ خود ہمارے رسول اکرم صلعم نے فرمادیا کہ (انما انا بشر انسی کما تنسون) او کما قال یعنی مین آدمی ہون بھولتا ہون جیسے تم بھولتے ہو - تو بھلا اور کی کیا ہستی ہے کہ اوس سے غلطی بھول نہو - بیشک یہ لفظ میری خیال مین اخوۃ بیٹھا ہوا تھا - اصل وجہ یہ ہوئی کہ فتوی عیدگاہ کا جب میرے پاس پہونچا اوسکے دیکھتے ہی ۲۴ گھنٹے کے اندر مین نے جواب لکھ ڈالا - اور مولوی عبد الکبیر صاحب کے سپرد کردیا کہ اسکو جلد صاف کرکے میرٹھ روانہ کرین - پھر نہ اسکی مین نے کاپی دیکھی نہ پروف صحت نامہ مین بھی اسکا خیال جاتا رہا کیونکہ سوائے آخر غلطی کے باقی غلطیان کوئی ایسی نہ تھین فقط معترض کی سوءِ فہمی تھی - ہمنے نزاع لفظی آج تک کسی سے نہین کی اصل مطلب سے ہمیشہ غرض رکھی چونکہ اسکے بادی اور بانی ہمارے مخاطب صاحب ہین - لہذا اگر ہم بھی بعض غلطیان حضرت معترض کی لکھین تو ہمپر کوئی وزر نہین - قبل اظہار اغلاط معترض کے اس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ جس رسالے کا ہم جواب لکھ رہے ہین پہلے طبع ہونے کے مولوی عبد العزیز صاحب نے خوب اسکو دیکھا اور آپکے بڑے بھائی مولوی عبد الرحیم صاحب کی بھی نگاہ سے گذرا - پھر حافظ الیسین صاحب نے اوسکی کاپی و پروف کی تصحیح فرمائی - اور حافظ صاحب کے چند ہمخیالون نے اسکو سنا و دیکھا - پھر ہمارے پاس رحیم آباد سے شیخ صاحب نے ایک رسالہ نہایت صحیح کراکر روانہ کیا جسپر علامت

(حاشیہ:) ۵ یہ لفظ قرآن و حدیث مین بہت جگہ آیا ہے لیکن ... سورہ یوسف مین اخوۃ کا لفظ سورہ نسا مین اخوات کا لفظ حدیث جابر بن عبد اللہ مین اخوات کا لفظ حدیث نعمان بن بشیر مین اخوۃ کا لفظ اخوۃ جمع اخ - اور اخوات جمع اخت ... بوجہ خیال مین بیٹھ جانے کے ترجمہ مین جلدی کا ہوئی ...

(۳) لکھی تھی۔ اوسکے دو تین یوم کے بعد ایک رسالہ شیخصاحب نے روانہ کیا
اور ایک خط بھی اوسکے بعد ارسال فرمایا جسکی نقل بعینہ ہم واسطے ملاحظہ ناظرین کے
درج رسالہ کرتے ہین۔ (جناب مولویصاحب عنایت فرمائم دام فضلہ
السلام علیکم۔ قبل اسکے رسالہ التحقیق المزید آپ کے پاس بھیجا تھا بعد اوسکے
دہلی سے میان یسین کا خط آیا کہ ص۱۷ مین البدعۃ کا لفظ غلطی کاتب سے مطبع کے
لکھا گیا ہے صحیح لفظ العدم ہے تصحیح کردوگے چنانچہ دوسرا رسالہ ہمنے تصحیح
کرکے آپ کے پاس بھیجدیا اور آپکو لکھا کہ پہلا رسالہ واپس فرمادٔ مگر آپنے ابتک واپس فرمایا
یہ خلاف دیانت ہے الخ) اور جناب مولوی عبد العزیز صاحب نے بھی اس
غلطی کے بارہ مین جسکا مذکور شیخصاحب کے خط مین ہوا مجھکو ایک خط لکھا تھا جسکی
نقل یہ ہے (از عاجز عبد العزیز رحیم آبادی بخدمت جناب مولوی محمد سعید
صاحب بنارسی مہتمم نصرۃ السنہ السلام علیکم۔ کل کے روز رسالہ التحقیق المزید
مولفہ عزیزم مولوی محمد یسین آپکے پاس والدم مدظلہ نے بھیجا ہے بعد بھیجنے
آپ کے پاس اوسمین ایک غلطی نظر پڑی اسواسطے دوسرا نسخہ آپ کے پاس
بھیجتے ہین آپ نسخہ سابق کو واپس فرمادے اور وہ غلطی یہ ہے کہ ص۱۷ سطر۲ مین
عبارت تنویر العینین کی جو منقول ہے اوسمین کاتب کی غلطی سے بجائے لفظ
العدم کے لفظ البدعۃ لکھا گیا ہے حالانکہ صحیح لفظ العدم ہے فقط)۔
ناظرین ان دونون خطونمین جو تعارض تناقض ہے اولاً اوسکو ملاحظہ فرمائین

مولویصاحب کے والد صاحب لکھتے ہین کہ دہلی سے حافظ لیسین صاحب نے لکھا ہے کہ غلطی رہگئی۔ اور مولوی عبد العزیز صاحب لکھتے ہین کہ بعد بھیجنے رسالے کے دوسرے دن غلطی نظر پڑی۔ مولویصاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خطا کی تصحیح خود مولویصاحب نے فرمائی۔ اور آپ کے والد کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ لیسین صاحب نے فرمائی۔ کیونکہ جس یوم پہلا رسالہ روانہ کیا گیا اوسکے دوسرے یوم کا خط مولویصاحب کا ہے۔ اور دہلی سے خط آتے کم سے کم تین یوم چاہئین۔ اور اس سے ایک لطف یہ بھی ہوا کہ مولوی عبد العزیز صاحب کا مولف ہونا معلوم ہوا۔ کیونکہ اگر مولویصاحب نے اپنے دست مبارک سے مولنا محمد اسمعیل صاحب کی کتاب تنویر العینین سے عبارت نہ لکھی ہوتی تو اونکو کیسے نظر پڑ جاتا کہ اصل عبارت العدم ہے۔ کیا مولویصاحب تنویر العینین کے حافظ ہین۔ بہر حال اب ہم ایسے صحت شدہ رسالے کی اغلاط لکھتے ہین۔ اور مولوی عبد العزیز صاحب کا مقولہ انہین پر عائد کرتے ہین۔ کہ ان حضرات کو غلطیون کی حس بھی نہین ہوتی۔ باوجود صحت کرنے کے بھی اغلاط کثیرہ موجود ہین۔ اب نمبروار بطور نمونہ مشتے از خروارے و اندکے از بسیار رسالے کی غلطیان لکھی جاتی ہین (نمبر ۱) صہ ۲ سطر ۳ (علیہ وآلہ) والصواب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ لان العطف علی الضمیر المجرور بغیر اعادۃ

الجار غیر جائز قال الشیخ عبد الرحمن فی الفوائد الضیائیۃ فانہ امتنع العطف

فیہما لان العطف علی الضمیر المجرور بلا اعادۃ الجار غیر جائز۔ یعنی شیخ عبد الرحمن المعروف بملا جامی نے فوائد ضیائیہ شرح کافیہ مین فرمایا ہے کہ ان دونون مین عطف منع ہے کیونکہ عطف ضمیر مجرور پر بلا اعادہ حرف جار کے غیر جائز ہے ۔ اگرچہ رضی نے شرح کافیہ مین کوفیونکا اختلاف نقل کیا ہے مگر یہ اونکا قول جمہور کے مقابلہ مین غیر معتمد بہ ہے۔ اسیواسطے محقق جامی نے اوسکو اس مقام پر نقل نہین کیا۔ اور بحث توابع مین نقل کرکے جواب اسکا لکھدیا ہے اور نہ شیخ ابن حاجب نے متن مین اوسکا کچھ خیال کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ ابن

حاجب نے فرمایا ہے وان کان معنیً وجاز العطف تعین العطف نحو مالزید وعمرو

والا تعین النصب نحو مالک وزیدا وما شانک وعمرا۔ یعنی اگر فعل معنون مین ہو اور عطف جائز ہوسکے تو عطف ہی متعین ہوگا جیسے اس مثال مین (مالزید وعمرو) کیونکہ یہان پر عطف جائز ہے کوئی مانع نہین ہے۔ اور اگر عطف نہ جائز ہو بلکہ ممتنع ہو تو نصب متعین ہوگا جیسے مثال (مالک وزیدا وما شانک وعمرا) مین کیونکہ اس مقام مین عطف زید وعمرو کا ضمیر مجرور پر بلا اعادہ حرف جار کے کیا گیا ہے اور وہ جائز نہین ہے۔ نیز شیخ ابن حاجب نے بحث توابع مین

فرمایا ہے واذا عطف علی الضمیر المجرور اعید الخافض نحو مررت بک وبزید

یعنی جسوقت ضمیر مجرور پر عطف کیا جاوے تو خافض کو لوٹایا جاوے جیسے

مثال (مررت بک وبزید مین) - ہدایت النحو وغیرہ کتب نحو مین بھی کوفیون کا مذہب
ذکر نہین کیا اور اعادہ نافض کو ہدایت النحو مین واجب لکھا ہے - رضی نے شرح
کافیہ مین بوجہ تائید اپنے مذہب رفض کے کوفیہ کا ایک ماخذ اور استدلال
ذکر کیا ہے - اگرچہ رضی نے بحث توابع مین جواب اسکا لکھدیا ہے - مگر اس مقام پر بھی
اوسکا جواب لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے قال الرضی فی شرح الکافیۃ فالکوفیون
یجوزون فی السعۃ العطف علی الضمیر المجرور بلا اعادۃ الجار والبصریون یجوزونہ
للضرورۃ واما فی السعۃ فیجوزونہ بتکلف وذلک باضمار حرف الجر مع انہ لا یعمل
مقدرا لضعفہ فقال المصنف ہہنا انہ یتعین النصب نظرا الی لزوم التکلف
فی العطف وقال الاندلسی یجوز العطف علی ضعف ان لم یقصد النص علی المصاحبۃ
وہو اولی لورودہ فی القرآن کقولہ تعالی تسالون بہ والارحام بالجر فی قرءۃ
حمزۃ **ترجمہ** پس کوفی فراخی کلام مین ضمیر مجرور پر عطف کو بلا اعادہ
جار کے جائز رکھتے ہین اور بصری ضرورۃ جائز رکھتے ہین لیکن فراخی کلام
مین تکلف سے جائز رکھتے ہین اور یہ بوجہ پوشیدہ ماننے حرف جر کے
باوجودیکہ وہ حالت تقدیر مین بباعث ضعف کے عمل نہین رہا پس مصنف
نے اس جگہہ کہا ہے کہ نصب متعین ہے لزوم تکلف کا عطف مین وہیان کرکے
اور اندلسی نے کہا کہ عطف جائز ہے ضعف پر اگر مصاحبت کی تصریح نہ قصد
کیجاوے اور وہی اولی ہے بباعث وارد ہونے اسکے قرآن مین مثل

قول اللہ تعالی کے (سوال کرتے ہو تم ساتھ اوسکے اور ارحام کے) موافق
قرأۃ حمزہ کے جر سے ✤ مین کہتا ہون رضی کا اندلسی کے مذہب کو پسند کرنا
ٹھیک نہین ہے کیونکہ سوا حمزہ کے باقی سب قرا رسنے ارحام کو نصب سے پڑہا
ہے تو بقاعدہ اصول حدیث کے قرأۃ حمزہ کی شاذ ٹھہری ۔ یہی وجہ ہے کہ
محققین مفسرین نے قرأۃ حمزہ کو ضعیف اور فاسد ٹھہرایا ہے ۔ قال البیضاوی
فی تفسیرہ والارحام بالنصب عطف علی محل الجار والمجرور کقولک مررت بزید و
عمرو او علی اللہ ای اتقوا اللہ واتقوا الارحام فصلوہا ولاتقطعوہا وقرأ حمزۃ
بالجر عطفا علی الضمیر المجرور وہو ضعیف لانہ کبعض الکلمۃ **ترجمہ** ارحام ساتھ
نصب کے عطف ہے محل جار مجرور پر مثل قول تیرے مین زید اور عمرو پر گذرا
یا عطف ہے اللہ پر یعنی ڈرو اللہ سے اور ڈرو ارحام سے پس اونکو ملاؤ اور
مت قطع کرو حمزہ نے ارحام کو جر سے پڑہا ہے ضمیر مجرور پر عطف کیا ہے حالانکہ
یہ ضعیف ہے کیونکہ وہ مثل بعض کلمہ کے ہے ✤ قال صاحب الکشاف فی
والارحام بالحرکات الثلاث اما قرأۃ حمزۃ فقد ذہب الاکثرون من النحویین الی انہا
فاسدۃ قالوا لان ہذا یقتضی عطف المظہر علی المضمر المجرور وذلک غیر جائز کما فے
المفاتیح ۔ **ترجمہ** صاحب کشاف نے کہا ہے کہ ارحام تینون حرکتون سے
پڑہا گیا ہے لیکن حمزہ کی قرأۃ پس اکثر نحوی اسکی طرف گئے ہین کہ وہ فاسد ہے
اونھون نے کہا ہے کیونکہ یہ مقتضی ہے عطف مظہر کو ضمیر مجرور پر اور یہ غیر جائز ہے

ایسے ہی مفاتیح مین ہے - حاصل کلام کا یہ ہے کہ مذہب کوفیون کا ضعیف پایۂ
اعتبار سے ساقط ہے - اسیواسطے شیخ ابن حاجب نے تعیین نصب فرمایا ہے
ہمارے مخاطب صاحب کی نحو کا یہ حال ہے - اسیطرح یہ کہ شحنۂ ہند مین اشتہار
دیا جاتا ہے کہ ہمارے رسالے کی مطالب کو ہمارا مخاطب ہمسے بیان کرے + سچ ہے
جب مطلب رسالہ کا معنی القول فی بطن القائل ٹھہریگا تو اگر کوئی شخص بسبب عدم
علم غیب کے مطالب رسالہ کا بیان نہ کرسکے تو نزدیک جمہور اہل علم کے معذور ہوگا
(۲) صہ۲ سطر۶ قولہ (غزال العلوم) یہ کہان کا محاورہ ہے اسکی سند کلام عرب
عرباسے درکار ہے - علوم کا ہرن یہ محاورہ آپکا تازہ ہے + (۳) صہ۲ سطر۱۰
(واستصاہ من لوامع جمالہ) استصاہ بصاد مہملہ اور ہاے ضمیر کے غلط ہے
چاہیے استضا بضاد معجمہ + (۴) صہ۲ سطر۱۱ (وہو مولانا وشیخنا الخ) بدل
اور مبدل منہ کے درمیان فاصلہ واو سے لانا آپ ہی کا کام ہے + (۵)
صہ۲ سطر۱ (وانا محمد یسین رزقنا اللہ الی قولہ باعدینی وبین الخ) پہلے ضمیر واحد
متکلم کی انا پھر جمع کی نا پھر یاے متکلم بینی - واہ کیا عمدہ عبارت ہے - انا رزقنا اللہ
کیا فصاحت بلاغت کا کلام ہے + (۶) صہ۳ سطر۵ (من اپریل) جب عربی
عبارت آپ لکھنے لگے تھے تو (اپریل) کو بھی (افریل) لکھا ہوتا کیا بافارسی کا
استعمال عربی مین آیا ہے جیسے آپ نے (انجریزیہ مینا) کاف کو جیم سے بدلا
ہے ایسے ہی یہان بھی باے فارسی کو حرف فا سے بدلا ہوتا + (۷) صہ۳

سطر ۸ (الی اللہ الرجوع والصواب) چاہئے (الی اللہ الرجوع ومنہ الصواب)
آپ کی عبارت کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ کی طرف رجوع ہے اور اوسکی طرف صواب
ہے۔ حالانکہ بیوقوف بھی یہ جانتا ہے کہ یون بولا جاتا ہے اور اوسیکی طرف سے
صواب ہے (۸) ص۳ سطر ۹ (یضل الظالمین ویفعل اللہ مایشاء۔)
صحت آیت کی یون ہے یضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ مایشاء۔ باوجود حافظ
ہونے کے یہ غلطی ہے۔ اصل رسالے مین تو یفعل کے بعد بھی اللہ کا لفظ
نہین ہے۔ مگر پیچھے سے بنایا گیا ہے۔ اسواسطے اوسکو غلطی مین نہین شمار کیا
جسکو شک ہو سورہ ابراہیم مین اس آیت کو دیکھے۔ اسی پر رکوع ختم ہوا ہے۔
(۹) ص۵ سطر ۴ (استفتا مستفتی کے پاس حسب معمول بھیجا گیا) کہئے
جناب بعد تحریر جواب کے بھی وہ استفتا ہی رہا۔ یا خالی استفتا مستفتی کے پاس
بغیر جواب کے بھیجا گیا۔ یون تحریر فرماتے (وہ فتویٰ مستفتی کے پاس حسب معمول
بھیجا گیا۔ (۱۰) ص۵ سطر ۱۰ (علوم معقول ومنقول سے فراغت کے بعد
تحصیل علم حدیث کے لئے جناب شیخنا کی خدمت مین روانہ کیا)۔ جب آپ علوم
منقول سے فراغت پا چکے تھے تو پھر تحصیل علم حدیث تحصیل حاصل نہین تو اور
کیا ہے۔ یا آپ علم حدیث کو علوم منقول سے شمار ہی نہین کرتے۔ حالانکہ بالبداہت
غلط ہے۔ اور پھر یہ بھی غلط ہے۔ آپنے علم اصول مین توضیح ومسلم کہان پڑھی
ریاضیات سے تو آپ کو خبر تک نہین۔ آپ کے بھائی صاحب جنکے نام سے یہ رسالہ

شایع ہوا ہے اوئکا تو یہ حال ہے کہ انھون نے کتب منقول و معقول مروجہ کو ابھی تک پڑہا ہی نہین - فقہ مین ہدایہ اوئکا ابھی باقی ہے - اصول مین مسلم وغیرہ فلسفہ مین شمس بازغہ - منطق مین امور عامہ وغیرہ - ریاضیات مین اقلیدس ہیئت حساب - یہ جملہ آپکو لکھتے ہوئے شرم نہ آئی ۔ (۱۱) صـ۱۶ سطر ۸ (تضاعف) صحیح (تضائف) ہے کبری خوان بھی جانتے ہین کہ اسکو بہ تضائف عین مہملہ سے لکھنا محض غلط ہے - یہ آپ کی معقول دانی ہے کہ الفاظ مصطلحہ کو بھی صحیح نہین لکھہ سکتے ۔ (۱۲) اسی صفحہ کے سطر ۱۰ مین ہے (تضاعف مین اجتماع) صحیح ہے (تضایف مین اجتماع) (۱۳) صـ۱۷ سطر ۱ (تضاعف) صحیح ہے (تضائف) (۱۴) آپ نے تضائف کی تعریف صـ۱۶ مین لکھی ہے (تب یا ہر ایک کا تصور دوسرے کے تصور پر موقوف ہوگا یا نہین ہوگا اگر ہوگا تو وہ تقابل تضاعف ہے) - تضائف کی صحت و غلطی کا حال تو پہلے معلوم ہو چکا - یہ جو تعریف آپ نے تقابل تضائف کی فرمائی ہے غلط ہے کیونکہ اس تعریف مین دور لازم آتا ہے - یہ تعریف عوام طلبہ مین معروف ہے - صحیح تعریف تقابل تضائف کی یہ ہے (کہ اگر تعقل ہر ایک کا بہ نسبت دوسرے کے ہو تو تقابل تضائف ہے - حاشیہ ملا جلال صـ۱۹ مین ہے لان التضائف ہو کون تعقل احدہما بالنسبۃ الی الآخر - اور مولوی ظہور اللہ حاشیۃ الحواشی الزاہدیہ المتعلقہ بملا جلال مین فرماتے ہین - لان المتقابلین اما ان یکونا وجودیین

فاما ان یکون تعقل کل واحد منہما بالقیاس الی الآخر کالابوۃ والبنوۃ اولا الخ۔
ترجمہ کیونکہ متقابلین یا یہ کہ وجودی ہونگے پس بصورت وجودی ہونے کے تعقل ہر ایک کا بالقیاس دوسرے کے ہوگا جیسے باپ ہونا اور بیٹا ہونا یا نہین۔ ان دونون عبارتون سے معلوم ہوا۔ کہ تعریف تضائف کی جو درسیان طلبہ کے مشہور اور بالکل غلط ہے وہی آپ نے بھی لکھی ہے۔ اسی تعریف سے اندازہ آپ کی منطق دانی کا ہوسکتا ہے (۱۵) صـ۱۷ سطر ۱۱ (دلیل خلف بجاء مہملہ) غلط ہے۔ صحیح یون ہے (دلیل خلف بخائے معجمہ) ÷ (۱۶) صـ۱۹ سطر ۱۲ (استنتاح) صحیح یون ہے (استنتاج) ÷ (۱۷) صـ۲۵ سطر ۲ (مخالف تھے) بیاے مجہول۔ صحیح یون ہے مخالف تھی بیاء معروف ÷ (۱۸) صـ۳۰ سطر ۲ (اگی آتی ہے) صحیح یون ہے آگے آتی ہے) (۱۹) صـ۳۱ سطر ۱ (بناء وغیرہ بنانے) صحیح یون ہے (کہ بناء وغیرہ بنائی) بیاء معروف۔ (۲۰) صـ۳۱ سطر ۲ (کہ بناو غیرہ بنانے) صحیح یون ہے (کہ بناو غیرہ بنائی) بیاے معروف ÷ (۲۱) صـ۴۲ سطر ۱۴ (ان اردت سطحہ) صحیح یون ہے (ان اردت سطحہا) ۔ نحومیر کیا میزان خوان بھی جانتے ہین کہ ارض مونث ہے اوسکی طرف ضمیر مونث کی راجع ہوگی نہ مذکر کی (۲۲) صـ۴۶ سطر ۱۵ (علی ذالک) صحیح یون ہے (ذلک) بغیر الف کے۔ **واضح** ہو کہ یہ بائیس غلطیان وہ ہین جو نظر جلی مین معلوم ہوئین۔ اور مین نے اون غلطیون سے جنکی تصحیح

بعد طبع رسالہ کے مولوی عبد العزیز صاحب نے فرمادی تھی تعرض نہین کیا بعد اس چھپان بین کے پھر بھی یہ غلطیان رسالہ مین موجود ہین - اب وہی قول مولوی صاحب کا صادق آیا - کہ ان حضرات کو غلطیون کی حس بھی نہین ہوتی - اور واضح ہو کہ رسالے کے ص۳۲ مین جو ابیات مولوی صاحب نے بطور قصائد عرفی کے لکھے ہین بالکل بے معنی بے ربط ہین اصلاح انکی مولوی احمد حسن اڈیٹر شحنہ ہند نے ضمیمہ شحنہ مطبوعہ ۱۶ اگست سنہ ۱۸۹۹ء مین کردی ہے - جو صاحب آپ کے اشعار کا لطف دیکھنا چاہین وہ ابیات رسالہ کو ضمیمہ شحنہ ہند ۱۶ اگست مین جو اشعار درج ہین مقابلہ موازنہ کرکے دیکھ لین تو کہ حضرت کی شاعری کا حال معلوم ہو جاوے - مین نے بخوف طوالت رسالے کے اشعار کی غلطیون کو چھوڑ دیا + اور یہ بھی خیال کیا کہ جو کوئی شعرا کا متبع ہوتا ہے - وہ بنص قرآنی غاوی ٹھہرتا ہے + **قولہ** اور نہ کسی امیر و نواب کی خوشامد سے ہے الخ -

اقول الحمد للہ کہ مین نے آجتک کسی امیر و نواب کی خوشامد نہین کی - ان تعریفات حقہ مجدد العلم والدین فی ہذا الزمان کی لکھی ہین - حالانکہ وہ نہایت سچی ہین مجھ سے بڑھ بڑھکر آپکی تعریفین علماء عرب و عجم نے لکھی ہین - واقعی وہ اسی قابل ہین - اونکی جو تعریف کیجاے تھوڑی ہے - ماسوا اپنے مجدد کے مین نے کسی کی تعریف نہین لکھی ہے اور یہ تعریف بھی کسی خوشامد پر مبنی نہین ہے اور نہ وہ طالب خوشامد و مدح ہین - کتب طبقات علماء کو

دیکھو کہ کسطرح اور کسقدر مدائح علما متقدمین و معاصرین کی لکھی ہین کیا وہ سب
اپنے جملہ معاصرین کے باوجود اوس علم و دیانت کے خوشامدی تھے۔ نعوذ باللہ
من سوء الظن و سوء الفہم۔ الحمد للہ کہ میری معاش نہ محصول تاڑ سے ہے۔
نہ میرے والد نے ڈاکہ زنی کی۔ نہ لوگونکو لوٹا ستایا۔ حالت جاہلیت مین بھی
اللہ تعالی نے بباعث اپنے فضل کے میرے والد ماجد کو بہت کچھ مال دیکر رکھا تھا
اب تک میرے والد افسر پولیس ہین۔ مین نے اللہ کی راہ مین سب مال و متاع
زوجہ و خویش و اقربا پر خاک ڈالی۔ اللہ تعالی نے اسلام مین بھی مجھکو غنی کر دیا
ایک خاص بندہ مقبول بارگاہ کو جو مجھکو خاص اعزہ سے عزیز رکھتا ہے میرا حامی
بنایا۔ اوسکی بدولت مین سب سے بے پروا ہون۔ اور اللہ تعالی سے دعا کرتا ہون
کہ اوس اپنے بندے کو باجاہ و اقبال سلامت باکرامت رکھے آمین۔ اب تھوڑی
بہت تجارت کتب بھی ہے۔ پرچہ نصرۃ السنہ بھی جاری ہے۔ میرا پیشہ وعظ
کہکر یا بنگالہ کا سیر چکر لگا کر روپیہ وصول کرنیکا نہین ہے۔ جب کسی جگہ اہل حدیث کو
کوئی مفسد ستاتا ہے تو وہ مجھکو اوسکی سرکوبی کے لئے طلب کرتے ہین۔
بغیر کسی کی طلبی کے اپنے مرکز سے محیط کی طرف قدم نہین بڑہاتا۔ ذلک فضل
اللہ یؤتیہ من یشاء۔ **قولہ** اور اہل علم اسوقت آپ کی موافقت سے تبری
کرینگے تو آپ اونکو حاسد قرار دینگے الخ۔ **اقول** مسئلہ متنازعہ بنا عید گاہ مین
اکثر اہل علم و فضل میرے ہمراہ ہین۔ آپ کے بھائی حافظ الیسین صاحب کے

اوستاد جناب مولانا مولوی حافظ عبد اللہ صاحب غازیپوری ۔ و جناب علامہ
زمان مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی ۔ و مولوی قاضی شیخ محمد صاحب مچھلی شہری
وغیرہم کی بھی یہی تحقیق ہے کہ بناء عیدگاہ بدعت سیئہ ہے ۔ اگرچہ جناب
مولانا و استاذنا جناب میانصاحب مدظلہ العالی اس مسئلہ مین میرے موافق
نہین ہین ۔ مگر اس زمانہ کے مجدد العلم والدین افضل المتاخرین نواب صاحب بہادر
اس مسئلہ مین میرے موافق ہین ۔ ولی بہولاء السادۃ الکرام والبررۃ العظام
اسوۃ حسنۃ والحق احق ان یتبع ۔ اور مین نے کسی متبع سنت کو بھی بدعتی نہین
کہا ۔ اگر آپ سچے ہین تو میری عبارت نقل فرمائیے ۔ **قولہ** چنانچہ میرے والد
ماجد جناب شیخ احمد اللہ صاحب سے ایک خط سفارش کا بحضور جناب میانصاحب
مدظلہ اس مضمون کا لکھوایا کہ وہ فتوی نہ لکھا جاوے ۔ **اقول** مین نے شیخصاحب
سے اتنا ضرور کہا تھا کہ مین نے سنا ہے کہ ایک صاحب آپ کے صاحبزادہ سے
ایک فتوی لکھا رہے ہین ۔ اور بہت سے اہل علم کو اس مسئلہ مین خلاف ہے
اگر یہ فتوی شائع ہوگا تو خوف ہے کہ اہل حدیث مین تفرقہ پڑے ۔ آپ جناب
میانصاحب کو ایک خط اس بارے مین لکھئے ۔ بعد لکھنے خط کے جو خط مجھکو
شیخصاحب نے لکھا اوسکی نقل بعینہ کیجاتی ہے ۔ (جناب مولویصاحب عنایت
فرماے مد اللہ افضالہ السلام علیکم عنایت نامہ آپکا مع اخبار العکس پہونچا
نسبت مقدمہ حاجی عطاء اللہ صاحب کے سخت تردد ہے کہ یا اللہ کیا وجہ ہے

اور اسمین کیا بھید ہے بہر کیف جسوقت اللہ تعالی حکم دلوائے فوراً اطلاع
فرمائیگا و حال مقدمہ الہ آباد ہمکو کچھ معلوم نہین ہے ۔ اور میان صاحب نے
اوس خط کا جواب بھی نہین بھیجا جسمین ہمنے اونکو لکھا تھا کہ اگر مولوی تلطف حسین
نہین جاوین تب کاغذات بھیجدیوین کہ مولوی سعید صاحب الہ آباد جاوینگے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ امر خلاف مولوی تلطف حسین ہوا بلکہ عجب نہین ہے کہ میانصاحب کے
بھی خلاف ہوا کیونکہ کچھ جواب ابتک نہین آیا ہائی کورٹ الہ آباد تو تعطیل ہوگیا ہوگا
اور میان یسین نے جو حسب کہنے مولوی تلطف حسین کے فتوی جواز بنا
مسجد عیدگاہ و مکان کا لکھا ہے نقل اوس فتویکا آپ کے پاس بھیجتے ہین چونکہ آپنے
پہلے اسکو بدعت لکھا تھا اسواسطے یہ فتوی لکھا گیا ہے افسوس آپ نے پہلے ہمکو
نہین لکھا ورنہ ہم یسین کو منع لکھتے بلکہ جب ہمنے حسب فرمانے آپ کے منع لکھا تو
اوسکے پہلے یہ فتوی قصبہ آرہ روانہ ہوچکا تھا الغرض یہ فتوی رد تحریر آپ ہی
کے ہے اسواسطے آپ کو لکھا کہ ضرور تردید اس فتویکا آپ لکھین ہرگز اسمین غفلت
نہ کرین و نسبت مہر میانصاحب کے لکھدیجیگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میان
یسین نویسندہ اس فتوی نے بلا اطلاع میانصاحب کے مہر کردیا ہے یا کہ
میانصاحب سے سرسری مین دستخط کرایا ہے کیونکہ جس حالت مین مروان نے صرف
منبر بنایا تھا اوسوقت صحابہ نے اوسکو بدعت کہا پس ایسی حالت مین بنانا عیدگاہ کا
خصوصاً مکان کا واسطے عورتون کے کیونکر بدعت نہوگا علاوہ اسکے میان یسین نے

جو لکھا ہے کہ عیدگاہ و صحن بخیتہ یا مکان واسطے عورتون کے بنانے سے حکم عدم
صحرائیت کا نہوگا بلکہ صحرائیت باقی رہیگی یہ صرف اپنی سمجھ لکھا ہے اسمین کوئی دلیل
نہین دیا ہے کیونکہ جب صحرا مین مسجد بنائی جاتی ہے تب اوس مسجد کو مسجد طریق
کہتے ہین پس اس سے معلوم ہوا کہ جب مکان بنایا گیا تب عیدگاہ کہا جائیگا
و صحرا نہین کہا جائیگا کیونکہ صحرا اوسکو کہتے ہین کہ جس جگہہ کی تعین نہو اور جب
تعین ایک جگہہ کی قائم ہوگئی تب اوسکو مسجد طریق یا عیدگاہ کہین گے مجرد لفظ صحرا
باقی نہین رہیگا بہرکیف ان امرون کو آپ غور کرکے اور جو جو وجوہات مناسب ہو
اوس وجوہات کے ساتھ تردید اوسکا لکھین ضرور فقط انتہی بلفظہ —)

حاصل کلام کا یہ ہے کہ آپ کے والد ماجد کے خط سے چند امر معلوم ہوئے اول یہ
کہ یہ فتوی میرے مقابلہ مین میری تحریر کا رد کرنے کو لکھا گیا ہے - دوم مہر میانصاحب
کے انکار کرنے کو خود آپ کے والد ماجد ہی نے مجھکو ترغیب دی انہین کے خط کے
سبب سے مجھکو یقین مہر میانصاحب کا تھا - اب جو کچھ اس بارے مین آپ کو
کہنا سننا ہو پہلے اپنے والد ماجد کو کہیے - سوم مین نے آپ کے فتویکا
رد لکھا تھا تو حسب فرمایش آپ کے والد ماجد کے لکھا - چہارم اس مسئلہ مین آپ کے
والد ماجد بھی آپ کے مخالف ہین - اور آپ کے فتویکا رد بضمن خط مجھکو لکھ چکے ہین
اب آپ اپنے والد ماجد کا رد دل کھولکر کیجیے - اور جو کچھ چاہیے اونکو کہیے واضح ہو
کہ قبل اس رد و قدح کے خود مولوی عبدالعزیز صاحب بنا رعیدگاہ کو اپنے وعظ مین

بدعت کہہ چکے ہین - چنانچہ شیخ قادر بخش نے مجھکو مظفرپور سے بذریعہ خط کے
اس امر سے مطلع کیا ہے - نقل عبارت شیخ قادر بخش صاحب (حضور نے
بہ نسبت رسالہ عیدگاہ کے جواتمام فرمایا تھا کہ بھیجدینگے ازراہ مہربانی ضرور روانہ
فرمائیگا اور جو صاحب مجوز اسکے ہین اونکی طرف سے بھی چھپ رہا ہے گفتگو سے
اونکے معلوم ہوتا ہے اور پہلے اونہی عیدگاہ کو بدعت ٹھہرایا ہے اپنے وعظ مین
بدعت کہا ہے اونکا ٹھکانا نہین -) - اس عبارت خط شیخ قادر بخش سے معلوم ہوا
کہ خود حضرت بھی بناء عیدگاہ کو پہلے بدعت فرماتے تھے - اب محض نفسانیت سے
رد وقدح کر رہے ہین - **قوله** جس سے دو باتین ثابت ہوئین ایک یہ کہ مولوی صاحب
خود سمجھتے تھے کہ مین نے اس مسئلہ مین غلطی کی ہے میانصاحب کے یہان سے
ضرور اسکے خلاف لکھا جاویگا - **اقول** مجھکو ہرگز اپنی غلطی کا وہم وخیال بھی نتھا
مجھکو تو ابتک یقین ہے - کہ مین اس مسئلہ مین حق پر ہون جسکا دل چاہے مباہلہ
کرلے ہان یہ خیال تھا کہ جناب میانصاحب بعض دفعہ پورانے خیالونکی طرف رجوع
فرماتے ہین - اور ایسے مسائل مین مخالف ہو جاتے ہین کہین اس مسئلہ مین
بھی خلاف نکرین - اور کسیطرح کا مجھکو خیال نتھا - آپ جو چاہین گمان کرین -
قوله دوسرے یہ کہ حضرت کی نیک نیتی کا تقاضا یہ ہے کہ جس مسئلہ مین آپ کچھ
کہین اوسمین علماء اتفاق حق نکرین اور کتمان حق کے مرتکب ہون الخ **اقول**
یہ مین نے کب کہا ہے کہ کوئی صاحب حق مسئلہ نہ بتائین - ہان مین نے تو اسیقدر

کہا تھا کہ جس امر کو جناب میانصاحب مدظلہ مباح فرماوینگے۔ اگر مصلحت تفرقہ کی
جہت سے جناب میان صاحب مدظلہ مہر فتوی پر نہ فرمائین تو عمدہ ہو۔ یہ مین نے
نہین کہا یا لکھا کہ اس مسئلہ کو میانصاحب مدظلہ ظاہر ہی نہ کرین۔ بنا خانہ کعبہ
موافق بنا ابراہیم خلیل اللہ کے آنحضرت صلعم نے ایک مصلحت کی جہت سے
ملتوی کردی۔ ابوہریرہ رض کو جو آپنے اپنی نعلین دیکر بھیجا کہ جو لا الہ الا اللہ
صدق دل سے کہے اوسکو جنت کی خوشخبری دے۔ بوجہ مشورہ حضرت عمر رض
کے پھر حضرت نے ابوہریرہ رض کو روک لیا۔ ایسے ہی اگر آپ لوگ ایک امر کو جو آپ لوگون
کے نزدیک مباح ہے شائع نکرتے تو کونسا نقصان دین مین ہوتا۔ اور خود جناب
میانصاحب مدظلہ نے حافظ محمد ابراہیم صاحب دہلوی سے فرمایا کہ مولوی ابراہیم
آروی کے چند خط آئے مین برابر ٹالتا رہا اسکا جواب نہین دیا آخر جب اونھون
نے قسم دیکر لکھا اور کہا کہ مین کسیکو نہین دکھلاونگا تو فتوی وہان بھیجا گیا اور پھر آرہ
سے واپس منگایا۔ اور مولوی لطف حسین صاحب نے بھی حافظ سلیمانصاحب
سے الہ آباد مین کہا کہ میری راے ہرگز فتوی روانہ کرنے کی نتھی جب مین الہ آباد مین
آیا تو میرے پیچھے فتوی آرہ گیا جب مین دہلی پہونچا تو آرہ سے فتوی واپس منگایا
۔ اگر یہ حضرات مصلحت کو خیال نہ فرماتے تو شروع ہی مین نہ احقاق حق ظاہر
فرمادیتے۔ مگر شاباش کہئے آپ کے والد کو کہ تحفہ نہ مین فتوی کو طبع کراکر
تفرقہ ڈلوایا۔ کاشکے اگر آپکے والد بھی اس مصلحت کو سوچتے۔ اور فتوی

طمع نہ کراتے تو کیا عمدہ بات ہوتی - اس رد و قدح کی نوبت نہ پہونچتی - یہ
سب قصور آپ کے والد ماجد کا ہے نہ میرا فقط — اب آپنے جو میرے مقدمات
بدیہیہ کو بغیر سوچے سمجھے رد کیا ہے - مین اوسکے جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہون
بعون اللہ و صونہ - مین نے اثبات مدعا کے لئے پانچ مقدمے لکھے تھے
مقدمہ اولی یہ تھا کہ جیسا اطلاق سنت کا اس فعل پر کیا جاتا ہے جسکو آنحضرت
صلعم نے کیا ہو - ایسا ہی اوسپر بھی کیا جاتا ہے جسکو آنحضرت صلعم نے بطور
استمرار کے ترک فرمایا ہو - اسکی تحت مین ہمارے مخاطب صاحب لکھتے ہین
قولہ اولا تو مولوی صاحب کو ان تینون روایتون کی سند لانی چاہیے تھی الخ
اقول لانی (چاہیے تھے - غلط ہے یون لکھیے سند لانی چاہیے تھی - یا-
مجہول اور معروف مین کیا فرق آپکو معلوم نہین ہے - مین نے یہ روایتین
بحوالہ نیل نقل کی تھین - میرے غرض یہی تھا کہ مین حوالہ نیل کا لکھدون یعنی یہ
روایتین نیل مین موجود ہین اور امام شوکانی رح نے ان روایتون کے مالہا
و ما علیہا پر کلام بھی کردیا ہے - بہ نسبت روایت پہلی کے لکھا ہے - قال العراقی
وفی اسنادہ ابراہیم بن محمد بن النعمان الجعفی لم اقف علی حالہ و باقی رجالہ ثقات
ترجمہ عراقی نے کہا اسکی اسناد مین ابراہیم بن محمد بن نعمان جعفی ہین
مین اوسکے حال سے واقف نہین ہوا باقی راوی اسکے ثقہ ہین - اور کعب
بن عجرہ کی روایت نقل کرکے لکھا ہے واسنادہ جید کما قال العراقی - مین نے

استدلال انہین دونون روایتون سے کیا تھا دونون کی تحقیق امام شوکانی
نے لکھدی ہے۔ باوجود اسکے سند طلب کرنا سواے نوعمری کی اور کیا کہا جاوے
پہلی روایت کے متعلق کلام کو اسواسطے نقل نہین کیا کہ یہ کوئی جرح نہ تھی۔ کیونکہ
عراقی فرماتے ہین کہ مین اسکے حال سے مطلع نہین ہوا۔ عراقی نہون تو نہون کیا
دوسرے لوگ بھی واقف نہین ہوتے۔ مخاطب صاحب اگر اس لفظ کو جرح
قرار دیتے ہین تو لکھین کہ یہ کس درجہ کی جرح ہے۔ آیا یہ جرح بوجہ جہالت
کے ہے۔ تو جہالت عین ہے یا جہالت حال۔ جب جرح مفصل ومبین کو
معترض صاحب نقل فرماوینگے تو اسکا جواب بہ تفصیل ہم بھی گذارش کرینگے۔
قولہ اس دلیل مین مولویصاحب نے کیا کیا کتربیونت کی ہے جسکو لوگ بدیانی
دغابازی جھوٹھ بہتان کتمان تحریف کہتے ہین۔ **اقول** ایسے کلمات
بدتہذیبی کے لکھتے آپ کو شرم نہین آتی۔ اگر ہم بھی جواب ترکی بترکی لکھین
تو اپنے انداز سے دور پڑتے ہین۔ اور وعدہ سابقہ کا خلاف بھی لازم
آتا ہے لہذا ان کلمات سے چشم پوشی کرتے ہین۔ اور معاملہ اسکا یوم الدین پر
اوٹھا رکھتے ہین ۞ اور منطوق ان الفاظ کا نظر شخص محاورہ دان مین نفی اسلام
کی مسلمان سے ہے اور مسلمانکو کافر کہنا صراحۃً یا کنایۃً بموجب احادیث
ثابتہ کفر ہے۔ **قولہ** لفظ نزل کا ترجمہ چلے کیا الخ۔ **اقول** اہل علم پر
یہ بات مخفی نہین ہے کہ ترجمہ تحت لفظی ہر لفظ کا نہین کیا جاتا۔ بلکہ جیسا محاورہ وموقع

ہوتا ہے ترجمہ کیا جاتا ہے ۔ کیونکہ کسی بلند شئے سے اوترنا بغیر شئی کے
ممکن نہین ہے گویا چلنا اوترنیکو لازم ہے اسلئے نزل کا ترجمہ چلے سے کیا گیا ۔
تفسیر جلالین مین ۔ لاتوا عدوہن سرا کی تفسیر نکاحا سے کی ہے ۔ شارح تہذیب
نے سواء الطریق ۔ کی تفسیر وسط سے جو اوسکو لازم ہے کی ہے ۔ اب انپر
بھی اعتراض جمائیے ۔ اور طرفہ یہ ہے کہ خود ہمارے مخاطب صاحب نے
بھی ایسا ہی کیا ہے صـ۱۱ سطر ۱ مین ترجمہ تردونی کا (کیا تم لوگ چاہتے ہو)
کیا ہے ۔ ذرا یہ تو فرمایئے تردونی کا ترجمہ چاہتے ہو کس لغت مین ہے
اب جو الفاظ شنیعہ آپنے میرے واسطے لکھے تھے ۔ بحمدہ تعالی سب ہی آپ پر لوٹ
آئے ۔ سچ ہے من حفر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ ۔ جو جواب اسکا آپ عنایت
فرمائین گے وہی ہمارا سمجھین ۔ ایسے ایسے اعتراض کرنا آپ کی کوتہ نظری کا
باعث ہے ۔ ذرا سمجھ بوجھ کر تحریر کیا کیجیے ۔ **قولہ** اس لفظ سے معلوم ہوتا
کہ کوئی شئی اونچی ضرور تھی جسپر خطبہ آنحضرت صلعم پڑہتے تھے جو ظاہر تھی
منبر کی جس سے منبر کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے الخ **اقول** مین نے تو یہ
اثر حضرت علی رض کا نقل کیا ہے جسمین لفظ نزل ہے ۔ اصل عبارت یہ ہے
(نزل فرکب فقالوا یا امیر المومنین) یعنی چلے پس سوار ہوئے لوگون نے
کہا اے امیر المومنین ۔ ہمارے مخاطب صاحب نے ۔ امیر المومنین حضرت علیؓ
کو آنحضرت صلعم بنایا ۔ اور کہا کہ اس لفظ سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شئی اونچی

ضرورتھی جسپر خطبہ آنحضرت صلعم پڑہتے تھے۔) اب آپ ہی انصاف کیجیئے کہ
کہ اسکو لوگ کیا کہین گے تحریف وغیرہ کلمات جنکو آپنے لکھا ہے یا دوسرے کلمات
۔رہی یہ بات کہ عیدگاہ مین منبر بنوانا یالیجانا کیا حکم رکھتا ہے۔ مین کہتا ہون
بیشک بدعت ہے۔ باوجود ضرورت منبر کے آنحضرت صلعم نے عیدگاہ مین
نماز عید کے لئے نہ منبر بنوایا نہ نکالا۔ تو اب منبر بنوانا بدعت نہ ٹھہرا تو کیا ٹھہرا
۔نماز استسقا مین منبر باہر لیجانا۔ اور عید کی نماز کے لئے نہ لیجانا۔ اگر
منبر بنوانا یا نکالنا جائز ہوتا تو مروان پر کیون انکار کیا جاتا۔ رہی نظر آپکی
ابھی اسمین ہمکو نظر ہے۔ اولاً بطور معارضہ کے حافظ ابن حجر فتح الباری مین
فرماتے ہین (قولہ ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس) فی روایۃ ابن حبان من
طریق داود بن قیس عن عیاض فینصرف الی الناس قائماً فی مصلاہ ولابن خزیمۃ
فی روایۃ مختصرۃ خطب یوم عید علی رجلیہ وہذا مشعر بانہ لم یکن بالمصلی
فی زمانہ صلعم منبر ویدل علی ذلک قول ابی سعید فلم یزل الناس علی ذلک حتی خرجت
مع مروان الخ۔ **ترجمہ** قول اوسکا پھر آنحضرت صلعم پھرتے پس لوگون کے
مقابلہ مین کھڑے ہوتے۔ اور ابن حبان کی روایت مین جو طریق داود بن
قیس سے ہے وہ روایت کرتے ہین عیاض سے پس آنحضرت پھرتے لوگون
کی طرف درانحالیکہ آپ اپنی جگہہ نماز کے کھڑے ہوتے اور واسطے ابن خزیمہ
کے روایت مختصر مین ہے کہ آپنے عید کے دن خطبہ سنایا پاؤن پر کھڑے ہوکر

یہ روایت خبر دینے والی ہے کہ عیدگاہ مین آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منبر نتھا اور اسپر قول ابی سعید کا دلالت کرتا ہے کہ اسی حال پر لوگ ہمیشہ رہے یہانتک کہ مین مروان کی ہمراہ نکلا۔ روایت ابن حبان سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم اپنی جاے نماز پر ہی خطبہ پڑہتے تھے۔ اور ابن خزیمہ کی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ پاؤنپر کھڑے ہوکر خطبہ پڑہتے کوئی جگہہ اونچی نتھی کیونکہ امام کا بلندی پر کھڑا ہونا بغیر مقتدیون کے منع ہے۔ رہی عبارت ابن قیم کی اونھون نے لفظ لعل سے محض احتمال عقلی نکالا ہے۔ کوئی یقینی بات نہین لکھی۔ اصل یہی ہے کہ بعض دفعہ آپنے راحلہ پر خطبہ پڑہا ہے جیساکہ روایت ابو سعید مین آیا ہے۔ اور حافظ بقی بن مخلد وغیرہ نے اسکو روایت کیا ہے۔ اور حافظ ابن قیم نے اس روایت کے بارے مین یہ جو فرمایا ہے کہ شاید کاتب نے رجلیہ کو راحلہ سے بدلدیا ہے یہ بات اونکی بغیر دلیل تصحیف کے مقبول نہین ہے۔ اگر بغیر دلیل کے احتمال تصحیف کا نکالا جاوے تو ہر شخص اپنی روایت مخالف مین احتمال پیدا کردیگا۔ یہ قول حافظ ابن قیم کا سواے اونکے مقلد کے اور کوئی تسلیم نکریگا۔ ہان اگر مطابقت موافقت روایات کی گنجایش نہ ہوتی تو بھی احتمال پیدا کرنے کی ایک صورت تھی جبکہ دونون روایتون مین یون موافقت ہوسکتی ہے۔ کہ بعض دفعہ آپنے اپنے مصلی پر کھڑے ہوکر خطبہ پڑہا۔ بعض دفعہ راحلہ پر۔ تو اب بحمدہ تعالی سب ہی روایتون مین تطبیق

ہوجائیگی تعارض باقی نہ رہیگا۔ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ ٹیلہ یا زمین بلند پر
آپ کھڑے نہین ہوتے تھے۔ اسکے مدعی کو چاہیے کہ روایت صحیحہ پیش کریے
۔ جیسے ہمنے ابن حبان و ابن خزیمہ کی روایت پیش کی ہے۔ ثانیاً اب ہم
اس نظیر مین نظر کرتے ہین اہل علم پر مخفی نہین ہے کہ نظیر کا اعتبار اُسیوقت
کیا جاتا ہے جبکہ اصل بعینہ موجود نہ ہو آنحضرت صلعم کے زمانہ مبارک مین
منبر لکڑیکا موجود تھا۔ نماز استسقا کے لیئے نکالا بھی گیا۔ اگر نماز عید مین بھی
منبر کالیجانا جائز ہوتا۔ یا افضل سمجھا جاتا۔ تو آنحضرت صلعم ضرور منبر کو لیجاتے
یا کسی سے کہدیتے کہ لیجا یا منبر بنادو۔ آنحضرت صلعم و خلفاء راشدین کا منبر کو
لیجانا نہ بنوانا بیشک دلالت کرتا ہے کہ منبر عیدگاہ مین لیجانا بنوانا خلاف سنت ہے
کسی سنی کو تو اسکے بدعت ہونے مین شک باقی نہ رہیگا۔ ہان اگر کوئی مروان
متبع مروان ہے تو۔ وہ جانے اور اوسکا کام جانے۔ قیامت مین وہ خود
سمجھ جائیگا کہ حق پر کون اور ناحق پر کون تھا۔ **قولہ** اور آدھی عبارت حدیث کی
جسمین علی مرتضی کا قول شعر جواز صلوۃ قبل نماز عید و بعد آن ہے جس سے
صاف ظاہر ہے کہ جناب علی مرتضی نے اسکو بدعت مذمومہ نہین سمجھا بلکہ اوس سے
روکنے کو ناجائز ٹھہرایا اس شخص نے بالکل اُڑادی جسکو ہر شخص
تحریف کہیگا اور مولویصاحب کو مصداق یکتمون ما انزلنا ٹھہرائیگا دیکھو پوری
عبارت نیل الاوطار جلد ۲ سے نقل کرتا ہون من شاء فعل و من شاء ترک انتہی

امنع قوماً یصلون فاکون بمنزلة من منع عبداً اذا صلی الخ **اقول** بعون اللہ تعالیٰ
وصونہ بقولہ (م ح) سراوہی کے آپ لوگون نے اعتراض کرنا خوب سیکھا ہے
گو وہ فی نفس الامر کیسا ہی لچر پوچ ہو جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ذرا بھی عقل
عطا کی ہو گی۔ وہ بخوبی جان لیگا کہ دلیل اسیقدر ذکر کیجاتی ہے۔ جس سے دعویٰ کا
اثبات ہو۔ پس ہمارے دعوی کے مناسبت اسیقدر قول علیؓ کا تھا جسکو ہمنے
ذکر کیا۔ کیونکہ دعوی یہ تھا کہ عدم فعل استمراری آنحضرت صلعم پر صحابہ نے اطلاق
سنت کا کیا ہے۔ رہا یہ کہ نفل پڑہنا قبل صلوۃ عید یا بعد آن جائز ہے یا نہین
اس سے کچھ بحث نہین کیجاتی۔ ہان اگر دعوی میرا یہ ہوتا کہ نفل پڑہنا قبل صلوۃ
عید منع ہے۔ اور راوسیر مین اپنی دلیل مین یہ اثر حضرت علیؓ کا ذکر کرتا۔ اور وہ
بمایہ جسکو آپنے نقل کیا ہے نہ لکھتا تو اعتراض آپکا بجا ہو سکتا تھا۔ سبحان اللہ
کیا کہنا ہے آپ کے علم و فہم کا ہر آدمی اندازہ کر سکتا ہے کہ ابھی آپ کو یہ بھی
معلوم نہین کہ دعوی کیا ہے اور دلیل کیا ہے۔ یہ قول آپکا کہ یہ قول حضرت
علیؓ کا مشعر جواز صلوۃ قبل نماز عید ہے۔ محتاج بہ برہان ہے۔ جبکہ حضرت
علی رضہ نے پہلے خود بیان کر دیا کہ تمنے سنت کی بات مجھسے پوچھی سنت
یہی ہے کہ آنحضرت صلعم نے قبل نماز یا بعد آن نماز نہین پڑہی۔ اور
یہ بھی حضرت علی رضہ نے بیان کر دیا کہ مین اس نماز کے قریب نہین جاؤنگا۔ پھر
کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس نماز کو جائز رکھتے تھے۔ ہان بیشک اس نماز بتت

انھون نے لوگون کو منع نہین کیا بخیال آیت (ارایت الذی ینہی عبدا اذا صلی)
کے سوا اس استدلال حضرت علی رضؓ مین ہمکو نظر ہے - اور اس اجتہاد حضرت علیؓ کو
ہم ٹھیک نہین جانتے - اور نہ اونکی اور نہ کسی صحابی کی فہم کو حجت سمجھتے ہین
علی الخصوص جبکہ کوئی نص جلی اوسکے مساعد نہو - کیونکہ اگر ایسی آیت کا خیال کیا جاوے
تو جو شخص عین طلوع یا غروب کے وقت نماز نفل پڑھے - یا بعد صلوۃ عصر
کے نفل پڑھے - یا بعد تکبیر کے نماز نفل پڑھے تو چاہیے کہ اوسکو بھی منع
نہ کیا جاوے - واذ لیس فلیس - اور حضرت عمر رضؓ و ابن عباس رضؓ وغیرہما
نے بعد صلوۃ عصر کے نفل پڑہنے سے لوگونکو منع کیا بلکہ مارا - صلوۃ قبل نماز
عید و بعد کے مدعی ہو جائیے - اور دلائل اوسکے بیان کیجیے - پھر دیکھیے کس
دھوم سے جواب دیا جاتا ہے - اور یہ تو فرمائیے حضرت علیؓ کے قول کو
آپنے وحی آسمانی سمجھا ہے جو اسکے ذکر نہ کرنے پر مصداق یکتمون ما انزلنا کا
ٹھہراتے ہین - اور یہ نہین دیکھتے کہ مین نے الخ کا لفظ لکھدیا ہے - کیا آپ
یا کوئی اہل کتاب نکالکر دیکھہ نہین سکتا کہ اسکے آخر مین کیا ہے - یون ہی مفت کا
الزام دیتا ہے تو مین بھی آپ کو ہر جگہہ الزام دے سکتا ہون - آپنے میرا قول
(قال امامنا و شیخ شیخنا العلامۃ الفہامۃ الخ) اسیقدر لکھکر ٹالدیا - اور پوری
عبارت قاضی شوکانی رح کی نقل نہ کی - اب وہی سب ترات و تفوہات آپکے
آپ پر ادنی تغیر سے لوٹ سکتے ہین - ذرا سوچ سمجھکر لکھا کیجیے - قولہ اس دائیے

ظاہر ہے کہ حضرت علی مرتضی نے اس نماز کے سنت ہونے سے انکار کیا نہ کہ ترک نماز کو سنت قرار دیکر اتیان نماز کو بدعت ٹھہرایا الخ۔ **اقول** مقدمہ اولی یہ تھا کہ آنحضرت صلعم کے عدم فعل استمراری پر صحابہ نے سنت کا اطلاق کیا ہے نہ یہ کہ اوسکے مخالف کو بدعتی کہا ہے۔ عدم فعل آنحضرت صلعم کو بیشک حضرت علی رضہ نے سنت قرار دیا ہے۔ حضرت علیؓ کا قول یہ ہے (اسالتمونی عن السنۃ ان النبی صلعم لم یصل قبلہا ولا بعدہا) **ترجمہ** تم مجھکو سنت سے پوچھتے ہو بیشک نبی صلعم نے نہین نماز پڑہا نہ پہلے اوسکے اور نہ پیچھے اوسکے۔ اب آپ ہی انصاف سے کہئے کہ حضرت علی رضہ نے نہ نماز پڑہنے قبل صلوۃ عید کو سنت سے تعبیر فرمایا ہے۔ یا یہ کہا ہے کہ یہ نماز جو لوگ پڑہتے ہین سنت نہین ہے۔ اگر آپ نہ سمجھین تو مولوی عبداللہ صاحب غازیپوری۔ یا کسی اور اہل علم منصف مزاج سے خط لکھکر دریافت کر لیجیئے تو کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہماری ہٹ دہرمی ہے یا آپ کی۔ **قولہ** اس روایت مین بھی سنیت صلوۃ کی نفی ہے نہ کہ حکم سنیت کا ترک پر ہے الخ **اقول** بیشک ٹھیک ہے اس اثر مین سنیت صلوۃ کی نفی ہے۔ اسیواسطے ہمنے اس روایت سے استدلال نہین کیا۔ صحت نامہ مین ابن مسعود کا نام کاٹ دیا ہے اور صاف لکھدیا ہے کہ حضرت علی وکعب بن عجرہ نے عدم فعل استمراری آنحضرت صلعم کو سنت سے تعبیر کیا ہے۔ وہ ضمیمہ جسکا آپنے جواب لکھا ہے اوسمین بھی

ابن مسعود کے لفظ پر قلم کھینچ دیا ہے۔ باوجود ہمارے صحت نامہ کے آپ کا
باعث لانے اس روایت کے معترض ہونا سوائے فریب دہی کے اور کیا کہا جاوے
۔ رہا فرق قضیہ سالبہ و معدولہ کا ادنیٰ طلبہ جانتے ہیں کہ وہ قضیہ جسمین رابطہ
ذکر کیا جاوے۔ اگر حرف نفی رابطہ پر مقدم ہے تو بسیط ہے و الا موجبہ
اگر قضیہ ثنائیہ ہے یعنی حرف رابط مذکور نہیں ہے تو اس صورت مین البتہ
فرق دشوار ہے۔ یا تو نیت سے فرق ہو سکتا ہے یا تخصیص کرنے لفظ غیر
اور لا ساتھ موجبہ معدولہ کے اور لفظ لیس سالبہ بسیطہ سے یا برعکس اسکے قولہ
قولہ تیسری دلیل اس دعوی پہ روایت کعب بن عجرہ کی پیش کی ہے۔ اور
شائد اپنی خوش استعدادی یا دیانت داری سے (ہذہ بدعۃ و ترک للسنۃ) کو
محل استدلال سمجھا ہے الخ **اقول** استدلال ہمارا تو مثل آفتاب نیمروز کے
روشن ہے اسمین خوش استعدادی کا کیا ذکر ہے۔ بیشک کعب بن عجرہ نے فرمایا
کہ نماز قبل نماز عید کے بدعت ہے اور ترک سنت ہے۔ **قولہ** پس مولوی صاحب
کے استدلال کی صحت موقوف ہے اسپر کہ اس روایت مین سنت سے مراد سنت
اصطلاحی ہو اور اس روایت مین سنت سے مراد سنت اصطلاحی ہونے پر
کوئی دلیل نہین ہے **اقول** افسوس ہے جس شخص نے اصول کی کوئی
کتاب نہ پڑھی ہو نہ دیکھی ہو مگر علماء فحول کا مقابلہ کرے۔ اور اپنے کو روایت
و درایت مین عدیل مولٰنا محمد اسمعیل صاحب کا سمجھے۔ بس اب شیخی رہنے دیجئے

آپکی ہمہ دانی کا حال معلوم ہوگیا۔ جس نے کبھی بھولے سے بھی کوئی کتاب اصول
کی دیکھی ہوگی وہ بخوبی جانتا ہوگا کہ الفاظ مستعملہ شرع سے حقائق شرعیہ اور ہوتی
ہین نہ حقائق لغویہ۔ بحر العلوم شرح مسلّم الثبوت مین فرماتے ہین مسئلہ لاخلاف
فی الحقیقۃ الشرعیۃ التی وضعہا اہل الشرع کالفقہاء وعلماء الاصول ولافی ان الالفاظ
الشرعیۃ لاتحتاج الی القرینۃ فی افادۃ المعانی الشرعیۃ وانما الخلاف فی ان ہذہ الدلالۃ
لاجل وضع الشارع او بالاشتہار بین اہل الشرع من المسلمین فاختار المصنف الاول الخ
ترجمہ نہین خلاف ہے حقیقت شرعیہ مین وہ حقیقت کہ اوسکو اہل شرع نے مثل
فقہاء اور علماء اصول نے وضع کیا ہے اور نہ اس بات مین کہ الفاظ شرعیہ معانی
شرعیہ کے فائدہ دینے مین محتاج قرینہ کے نہین ہوتے سوا اسکے نہین کہ خلاف
اسمین ہے کہ یہ دلالت بباعث وضع شارع کے ہے یا بباعث مشتہر ہونیکے
درمیان اہل شرع کے مسلمانون سے مصنف رح نے اول کو اختیار کیا ہے۔ بدعبارت
شرح مسلّم سے معلوم ہوا کہ الفاظ شرعیہ اپنے معانی کے دلالت کرنے مین محتاج
قرینہ کے نہین ہوتے۔ جب کوئی لفظ شرعی بولا جاویگا تو مراد اوس سے وہی
معنی شرعی لئے جاوینگے نہ لغوی۔ اور معنی حقیقی شرعی سے پھیرنے کے لئے
کوئی صارف ہونا چاہئے وہ اسجگہہ مفقود ہے۔ بلکہ ہذہ کا مشار الیہ وتقابل
بدعت معنی شرعی کی تائید کررہا ہے ذرا سمجھنے کے لئے عقل درکار ہے
نیز کتب اصول حدیث مین یہ مسئلہ بسط سے مذکور ہے۔ کہ صحابہ جس فعل کو سنت

سے تعبیر کرتے ہین - مراد اوس سے جمہور محدثین کے نزدیک سنت آنحضرت صلعم کی
ہوتی ہے - حافظ سخاوی فتح المغیث شرح الفیہ مین تحت قول عراقی (وہو قول
الاکثر) مین فرماتے ہین (من العلماء اذ ہو المتبادر الی الذہن من الاطلاق لان
سنۃ النبی صلعم ہو الاصل وسنۃ غیرہ تبع لسنتہ وکذلک الامر والنہی لاینصرف بظاہرہ
الا لمن ہو اہلہ ہو الشارع صلعم وامر غیرہ تبع فحمل کلامہم علی الاصل اولی خصوصاً
والظاہر ان مقصود الصحابۃ بیان الشرع الخ - ترجمہ وہ قول اکثر علماء کا ہے
اسواسطے کہ وہی متبادر ہے طرف ذہن کے اطلاق سنت سے کیونکہ سنت
نبی صلعم کی اصل ہے اور سنت غیر کی آپکی سنت کے تابع ہے اور ایسا ہی
امر اور نہی نہین پھیرا جاویگا اپنے ظاہر سے مگر اوسکی طرف جو اوسکا اہل ہے اور
وہ شارع صلعم ہے اور امر غیر کا تابع ہے پس اون کے کلام کا حمل کرنا اصل پر
اولی ہے خاصکر اور ظاہر یہی ہے کہ مقصود صحابہ کا بیان کرنا شرع کا ہے فقط
- حافظ ابن صلاح اپنے مقدمہ مین فرماتے ہین وکذا قول الصحابی من السنۃ
کذا فالاصح انہ مسند مرفوع لان الظاہر انہ لایرید بہ الا سنۃ رسول اللہ صلعم
وما یجب اتباعہ - ترجمہ اور ایسا ہی قول صحابی کا سنت ہے فلان بات
ہے پس اصح یہ ہے کہ بیشک وہ مسند مرفوع ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ وہ صحابی
سنت سے نہین ارادہ کرتا ہے مگر سنت رسول اللہ صلعم کی اور وہ چیز کہ اتباع
اوسکی واجب ہے - حافظ ابن حجر شرح نخبہ مین فرماتے ہین (ومن الصیغ

المحتملة قول الصحابی من السنة کذا فالاکثر علی ان ذلک مرفوع ونقل ابن عبد البر
فیہ الاتفاق قال واذا قالہا غیر الصحابی فکذلک ما لم یضیفہا الی صاحبہا کسنة العمرین
وفی نقل الاتفاق نظر فعن الشافعی فی اصل المسئلة قولان وذہب الی انہ غیر
مرفوع ابو بکر الصیرفی من الشافعیة وابو بکر الرازی من الحنفیة وابن حزم من اہل
الظاہر واحتجوا بان السنة تتردد بین النبی صلعم وبین غیرہ واجیبوا بان احتمال
ارادة غیر النبی صلعم بعید وقد روی البخاری فی صحیحہ فی حدیث ابن شہاب عن
سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ فی قصتہ مع الحجاج حین قال لہ ان کنت ترید السنة
فہجر بالصلوة قال ابن شہاب قلت لسالم افعلہ رسول اللہ صلعم فقال وہل
یعنون بذلک الا سنتہ فنقل سالم وہو احد الفقہاء السبعة من اہل المدینة واحد
الحفاظ من التابعین عن الصحابة انہم اذا اطلقوا السنة لا یریدون بذلک
الا سنة النبی صلعم الخ **ترجمہ** صیغہاے محتملہ سے ہے قول صحابی کا کہ سنت
سے فلان بات ہے پس اکثر اسپر ہین کہ وہ مرفوع ہے اور ابن عبد البر نے اسپر اتفاق
نقل کیا ہے کہا اور جب اس صیغہ کو غیر صحابی کا بولے تو بھی اسیطرح ہے جبتک اوسکے
صاحب کی طرف اوسکو نسبت نہ کرے جیسے سنت عمرین کی اور اتفاق کے نقل
کرنے مین نظر ہے پس امام شافعی سے اصل مسئلہ مین دو قول ہین ابو بکر
صیرفی شافعیہ سے اور ابو بکر رازی حنفیہ سے اور ابن حزم اہل ظاہر سے اسکی طرف
گئے ہین کہ وہ غیر مرفوع ہے اور انھون نے حجت پکڑی ہے کہ سنت متردد ہوتی ہے

درمیان نبی صلعم اور درمیان غیر آپ کے اور جواب دیے گئے ہین کہ احتمال ارادہ غیر نبی صلعم کا بعید ہے اوسے امام بخاری نے اپنی صحیح مین روایت کیا ہے حدیث ابن شہاب سے وہ روایت کرتے ہین سالم بن عبداللہ بن عمر سے وہ اپنے باپ سے اپنے قصہ مین ساتھ حجاج کے جبکہ اوسکو کہا اگر تو سنت کا ارادہ کرتا ہے تو نماز ظہر کو جلدی پڑھ ابن شہاب نے کہا مین نے سالم سے کہا کیا اسکو نبی صلعم نے کیا ہے پس سالم نے کہا نہین مراد لیتے ہین ساتھ اسکے مگر سنت آنحضرت صلعم کی پس سالم نے کہ وہ ایک فقہاء سبعہ مدینہ مین سے ہین اور ایک حفاظ تابعین سے ہین صحابہ سے نقل کیا کہ وہ لوگ جب سنت کو مطلق بولتے تھے تو نہین مراد لیتے تھے اوس سے مگر سنت نبی صلعم کی ۔ فقط

اقوال مذکورہ بالا الحدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ قول صحابی (یہ امر سنت ہے یا ترک اسکا سنت ہے) مین مراد سنت سے آنحضرت صلعم کی سنت ہوتی ہے نہ سنت لغوی ۔ نیز ہماری تحقیق سے ہمہ دانی معترض صاحب کا حال بھی معلوم ہوگیا کہ حضرت نے کوچہ علم اصول مین گذر بھی نہین کیا ۔ محض بدتہذیبی کے کلمات لکھنے سیکھ لئے ہین ۔ یہی آپکا مبلغ علم اصول ہے پھر جبکا یہ اصول ہوا اوسکے فروع کا خدا حافظ ۔ قولہ بلکہ اسکے خلاف پر دلیل قائم ہے وہ یہ ہے کہ سنت اصطلاحی ایک حکم ہے منجملہ احکام شرعیہ کے اور احکام شرعیہ متعلق ہوتے ہین افعال مکلفین کے ساتھ نہ کہ اعدام افعال کے ساتھ جس نے بھولکر بھی کبھی کوئی اصول کی کتاب

دیکھی ہوگی وہ اس سے انکار نہیں کرسکتا الخ - **اقول** بعون اللہ وصونہ
اگر آپ کوئی کتاب اصول کی پڑھ لیتے - یا بھولے سے ہی دیکھہ لیتے تو ایسی بات
زبان قلم پر نہ لاتے (تو لازم آوے کہ حکم شرعی متعلق ہو عدم کے ساتھہ) اسمین
کچھہ شک نہیں ہے کہ سنت ایک حکم شرعی ہے اور احکام شرعیہ متعلق بافعال
عباد ہوتے ہین - اس مقام پر بھی یہ سنت متعلق کف کے جو ایک فعل ہے ہوتی
ہے نہ متعلق عدم کے - یہ آپکا اعتراض کچھہ نیا نہیں ہے - پہلے سے مبتدعین
اہل حدیث پر یہ ایراد کرتے چلے آتے ہین - اور اہلحدیث اوسکا جواب دیتے
چلے آتے ہین - پہلے یہ اعتراض مصری نے کیا تھا جواب اسکا مقمعہ احمدیہ میں دیا گیا
پھر فضل رسول بدایونی نے کیا - جواب اوسکا مولوی بشیر الدین صاحب مرحوم نے
مقمعہ سے نقل کیا مولوی بشیر الدین صاحب مرحوم صواعق مین مقمعہ سے نقل
کرتے ہین - لان من قال ان المتابعۃ کما تجب فی الفعل الذی فعلہ صلعم عبادۃ
علی سبیل الدوام بدون الترک احیاناً من غیر وجوبہ علیہ تجب فی مالم یفعلہ صلعم
من العبادات وانما مع وجود مقتض وفقدان مانع بالکف والانتہاء عنہ والکف
فعل والتکلیف بالفعل جائز بلا خلاف بین الاصولیین ومنہا اصل متوارث
من الصدر الاول مجمع علیہ ولا خلاف فیہ الا من لا اعتداد بہ الخ **ترجمہ**
کیونکہ جس نے کہا ہے کہ متابعت جیسا کہ اوس فعل مین واجب ہے جسکو
آنحضرت صلعم نے علی سبیل دوام بلا ترک احیان کے از رو عبادت کے بغیر وجوب کے

دوا آگیا ہو اوسمین بھی واجب ہے جسکو آنحضرت صلعم نے ہمیشہ نہ کیا ہو عبادات
سے باوجود ہونے مقتضی کے اور فقدان مانع کے ساتھ روکنے اور باز رکھنے
کے اوس سے اور (کف) فعل ہے اور تکلیف ساتھ فعل کے جائز ہے
بلا خلاف درمیان اصولیین کے اور یہ ایسی اصل ہے جو صدر اول سے
چلی آتی ہے اسپر اجماع کیا گیا ہے اور اوسمین خلاف نہین ہے مگر اوس شخص کا
جسکی گنتی نہین ہے فقط حاصل کلام یہ ہے کہ یہانپر بھی تکلیف ساتھ فعل
کف کے ہے ۔ ماہرین علم اصول پر مخفی نہین ہے کہ صیغہ نہی مین طلب کف
مقصود ہوتا ہے نہ عدم ۔ آپسا سادہ لوح تو یہان پر بھی اعتراض کرسکتا ہے
کہ نہی ایک حکم ہے احکام شرعیہ سے اور احکام شرعیہ متعلق افعال عباد سے
ہوتے ہین نہ اعدام افعال مکلفین کے ساتھ ۔ اگر نہی کو اپنے معنی اصلی پر
حمل کیا جاویگا تو لازم آئیگا کہ حکم شرعی متعلق ہو عدم کے ساتھ واللازم
باطل فکذا الملزوم فما ہو جوابکم فہو جوابنا ۔ **قولہ** آپ کے اس قول کی بنا پر
سنت تقریری کا ترک بھی سنت ٹھہریگا الخ ۔ **اقول** واہ جناب کیا خوب سمجھے ہو تو
ایسی ہو سنت تقریری مین گو حقیقۃً آپکا فعل نہین ہوتا مگر حکماً تو ہوتا ہے
۔ اوسپر کیسے ترک آنحضرت صلعم کا صادق آئیگا ۔ فن الکتب اصول کا ملاحظہ فرمائیے
وہی قول آپکا صادق آیا ۔ بل ہذا الا بہتت فقط ۔ مقدمہ اولی کی تردید جو کچھہ اپنی لیاقت
وسمجھہ والی سے آپنے کی تھی سب کا جواب تمام ہوا ۔ اب ہم پہلے مقدمہ کی تائید مین

احادیث واقوال ائمہ کے ذکر کرتے ہین مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین ہے - عن انس قال قال رسول اللہ صلعم یا بُنیّ ان قدرت ان تصبح وتمسی ولیس فی قلبک غش لاحد فافعل ثم قال یا بُنیّ وذالک من سنتی ومن احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ رواہ الترمذی ترجمہ انس رض سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے اے میرے چھوٹے بیٹے اگر تو طاقت رکھے صبح اور شام کرنے کی اور تیرے دلمین کسیکی طرف سے کینہ نہو تو کر پھر فرمایا اے میرے چھوٹے بیٹے یہ یعنی (نہ رکھنا کینہ دلمین) میری سنت سے ہے اور جس نے میری سنت کو محبوب رکھا - پس بیشک اوس نے مجھکو محبوب رکھا اور جس نے مجھکو محبوب رکھا وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے - مین کہتا ہون ترمذی نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے لہذا احتجاج ساتھ اسکے درست ہوا - اہل انصاف متبع سنت خیال فرماوین کہ خود آنحضرت صلعم نے اپنے عدم فعل یعنی نہ کینہ رکھنے کو سنت فرمایا بس اب فیصلہ ہوگیا - محمدی سنی مسلمان کو اس سے بڑھکر اور کیا فیصلہ لیگا - فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول + -

ابوداؤد مین ہے قال ابوداؤد حدثنا محمد بن العلاء ثنا ابو معاویۃ ثنا الاعمش عن اسمعیل بن رجاء عن ابیہ عن ابی سعید الخدری وعن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب عن ابی سعید الخدری قال اخرج مروان المنبر فی یوم عید

فبدا بالخطبۃ قبل الصلوۃ فقام رجل فقال یا مروان خالفت السنۃ اخرجت المنبر فی یوم عید ولم یکن یخرج فیہ وابدرت بالخطبۃ قبل الصلوۃ فقال ابو سعید الخدری من ہذا فقالوا فلان بن فلان فقال اما ہذا فقد قضی ما علیہ الحدیث ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہا مروان نے عید کے دن منبر نکالا پس خطبہ کو پہلے نماز کے شروع کیا پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا اے مروان تو نے سنت کے خلاف کیا دن عید کے منبر نکالا حالانکہ وہ اس دن مین نہین نکالا جاتا تھا اور پہلے نماز کے تو نے خطبہ شروع کیا پس ابو سعید خدری نے کہا کون ہے یہ لوگون نے کہا یہ فلان بیٹا فلانے کا پس کہا لیکن یہ پس اس نے پورا کیا جو اوسپر تھا آخر حدیث تک۔ اس روایت مین ہے کہ ابو سعید کے سامنے ایک آدمی نے مروان کو کہا کہ تو نے سنت کے خلاف کیا۔ تو سنت کیا تھی جسکا اوس نے خلاف کیا ہر صاحب فہم کہدیگا۔ کہ سنت عدم اخراج منبر تھی دیکھو صحابہ کے سامنے اوس آدمی نے عدم اخراج منبر کو سنت سے تعبیر کیا۔ قال الشیخ الامام العلامۃ شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ الحرانی فی کتابہ اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم۔ برد قول من قال البدعۃ قسمان حسنۃ وسیئۃ قال رح (فمثال ہذا القسم الاذان فی العیدین فان ہذا لما احدثہ بعض الامراء انکرہ المسلمون لانہ بدعۃ فلو لم یکن کونہ بدعۃ دلیلا علی کراہیتہ لقیل ہذا ذکر اللہ ودعاء الخلق الی عبادۃ اللہ فیدخل فی العموما کقولہ اذکروا اللہ ذکرا

كثيرا ومن احسن قولا ممن دعا الى الله او بقياس على الاذان فى الجمعة فان الاستدلال
على حسن الاذان فى العيدين اقوى من الاستدلال على حسن اكثر البدع بل يقال
بهذا تركه رسول الله صلعم مع وجود ما يعتقد مقتضيا و زوال مانع وتركه كذلك سنة
كما ان فعله سنة فلما امر بالاذان فى الجمعة وصلى العيدين بلا اذان ولا اقامة
كان ترك الاذان فيهما سنة فليس لاحد ان يزيد فى ذلك بل الزيادة فى ذلك
كالزيادة فى اعداد الصلوات او اعداد الركعات او صيام الشهر او الحج فان رجلا
لو احب ان يصلى الظهر خمس ركعات وقال هذا زيادة عمل صالح لم يكن له
ذلك وكذلك لو اراد ان ينصب مكانا آخر يقصد لدعاء الله فيه و ذكره لم يكن له ذلك
وليس له ان يقول هذه بدعة حسنة بل يقال له كل بدعة ضلالة ونحن نعلم
ان هذا ضلالة قبل ان نعلم نهيا خاصا عنها او نعلم ما فيها من المفسدة فهذا مثال
لما حدث مع قيام المقتضى له و زوال المانع لو كان خيرا فان كل ما يبتديه المحدث
لهذا من المصلحة او يستدل به من الادلة قد كان ثابتا على عهد رسول الله صلعم
ومع هذا لم يفعله رسول الله صلعم فهذا الترك سنة خاصة مقدمة على كل عموم
وكل قياس انتهت عبارته - قال العبد الضعيف فهذه العبارة تشفى العليل
وتروى الغليل - ترجمہ پس مثال اس قسم کی اذان کہنا عیدین مین ہے
بیشک یہ اذان جبکہ نکالا اسکو بعض امیرون نے تو مسلمانون نے اسکا انکار کیا
کیونکہ یہ بدعت ہے پس اگر بدعت ہونا اسکا دلیل اسکی کراہت پر نہو تو البتہ

کہا جاوے کہ یہ اللہ کا ذکر ہے اور خلق کو اللہ کی عبادت کی طرف پکارنا ہے
پس یہ اذان عمومات مین داخل ہوگی مثل قول اللہ تعالی یاد کرو اللہ کو یاد کرنا
بہت اور کون زیادہ اچھا بات کا ہے اوس آدمی سے جو اللہ کی طرف پکارتا ہے
اور قیاس کیجاوے جمعہ کی اذان پر پس بیشک استدلال حسن اذان عیدین
مین قوی زیادہ ہے استدلال سے حسن اکثر بدعات پر بلکہ کہا جاوے یہ وہ ہے
کہ اسکو ترک کیا رسول اللہ صلعم نے باوجود ہونے اوس شئے کے جسکے
مقتضی کا اعتقاد کیا جاتا تھا اور زائل ہونے مانع کے ترک آپکا ایسا ہی سنت
ہے جیسے فعل آپکا سنت ہے پس جبکہ جمعہ مین آپنے اذان دینے کا ارشاد
فرمایا اور نماز عیدین کی بلا اذان واقامت کے پڑہا تو ترک اذان دونون مین
بیشک سنت ہوگا پس کسیکو نہین پہونچتا کہ اسمین زیادہ کرے بلکہ زیادتی اسمین
مثل زیادتی کے ہے اعداد نماز یا اعداد رکعات یا صیام ماہ رمضان یا حج مین
پس بیشک اگر کوئی آدمی دوست رکھے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑہنے کو اور
کہے یہ زیادتی عمل صالح کی ہے پس نہین پہونچتا ہے اوسکو یہ ایسے ہی اگر
ارادہ کرے کہ کوئی مکان دوسرا بنائے اوسمین اللہ سے دعا اور ذکر کا قصد
کرے تو نہین جائز ہوگا اوسکو یہ - (مین کہتا ہون جیسے ہمارے مخاطبین کہ
ایک مکان عیدگاہ مین بنایا چاہتے ہین اور بناء عیدگاہ کی قائم کرتے ہین)
اور نہین جائز ہے اوسکو کہ کہے یہ بدعت حسنہ ہے بلکہ اوسکو کہا جاویگا کہ کل بدعت

گمراہی ہے اور ہم جانتے ہین کہ بیشک یہ گمراہی ہے قبل اسکے کہ ممانعت خاص
اسکی جانین یا اسمین مفسدہ معلوم کرین یہ مثال اوسکی ہے جو نو پیدا ہوئی
باوجود قائم ہونے مقتضی کے اوسکے لیے اور زائل ہونے مانع کے اگر
بہتر ہوتی تو پس بیشک ہر وہ شخص جو ایجاد کرنیوالا بدعت کا اس بدعت کے لیے
ظاہر کرتا ہے مصلحت سے یا دلیل پکڑتا ہے اولہ سے بیشک وہ ثابت نہین زمانہ
رسول اللہ صلعم مین باوجود اسکے نہین کیا اوسکو رسول اللہ صلعم نے پس یہ
یہ ترک سنت خاص ہے مقدم ہے ہر عموم و قیاس پر۔ ختم ہوئی عبارت شیخ ابن
تیمیہ کی۔ **مولف** رسالہ کہتا ہے یہ وہ عبارت ہے جو بیمار بدعت کو شفا دیتی
ہے اور تشنہ سنت کو سیراب کرتی ہے بیشک یہ اولہ ضعیفہ اور قیاس فارق جو جواز بنا مین پیش کرتے
ہین آنحضرت صلعم کے زمانہ مین بھی موجود تھے باوجود اسکے آپنے بناء عیدگاہ
کی نہ طیار کرائی نہ پختہ نہ خام بیشک ترک بنا سنت خاصہ ٹھہریگا۔ جو مقدم ہوگا
ہر عموم و قیاس پر۔ یہی وجہ ہے کہ خیر القرون مین کسی شخص نے بنا کو قائم کیا
جو محب سنت ہین وہ صاف کہدینگے کہ بنا عیدگاہ بدعت ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ ہمارے مجدد العلم والدین جناب نواب صاحب بہادر دام اللہ اقبالہ نے بناء
عیدگاہ کو بدعت فرمایا۔ اور جناب مولوی محمد بشیر صاحب۔ و مولوی شیخ محمد صاحب
و مولوی عبد اللہ صاحب غازیپوری نے بنا کے بدعت ہونے کا حکم لگایا۔
فی الجملہ عبارت شیخ ابن تیمیہ سے بخوبی ثابت ہے کہ جیسے فعل رسول اللہ صلعم کا

سنت ہے ایسے ہی ترک بھی سنت ہے۔ یہ عبارت شیخ ابن تیمیہ کی نسخہ مولوی
رفیع الدین صاحب سے میرے تلمیذ رشید مولوی حیات محمد بہاری نے نقل کرکے
ہمارے پاس بھیجی۔ اور صواعق میں بھی اس عبارت کو مولوی بشیر الدین صاحب
مرحوم نے نسخہ مولوی امداد العلی صاحب مرحوم سے نقل کیا ہے۔ بعض الفاظ کا
دونوں میں تفاوت ہے میں نے دونوں کا مقابلہ کرلیا ہے وللہ الحمد۔ حافظ
ابن قیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں وکان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اذا انتہی
الی المصلی اخذ فی الصلوٰۃ من غیر اذان ولا اقامۃ ولا قول الصلوٰۃ جامعۃ و
السنۃ انہ لا یفعل شیئ من ذلک **ترجمہ** اور تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی
آلہ وسلم جب پہنچتے عیدگاہ میں شروع کرتے نماز میں بغیر اذان اور اقامت
کے اور نہ کہتے الصلوٰۃ جامعۃ اور سنت یہ ہے کہ بیشک کوئی شئے ان میں
سے نہ کیجاوے۔ حافظ ابن قیم رح نے ترک اذان واقامت وغیرہما کو
سنت فرمایا۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں قال البخاری کان الحمیدی
یحتج بہذا الحدیث علی ان السنۃ للمصلی ان لا یمسح جبہتہ فی الصلوٰۃ وکذا قال
العلماء یستحب ان لا یمسحہا فی الصلوٰۃ الخ **ترجمہ** امام بخاری نے کہا تھے حمیدی
حجت پکڑتے ساتھ اس حدیث کے اسپر کہ سنت نمازی کے لیے یہ ہے کہ نہ پونچھے
پیشانی اپنی کو نماز میں ایسا ہی اور علماء نے کہا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ
پیشانی نہ پونچھے نماز میں۔ اس عبارت میں امام بخاری نے اپنے شیخ حمیدی

سے نقل کیا کہ سنت ترک مسح پیشانی کا نماز مین ہے اور امام بخاری نے
بھی اسپر سکوت کیا۔ ایسے ہی امام نووی نے بھی سکوت فرمایا۔ دوسرے مقام پر
امام نووی فرماتے ہین واما قول مالک فی الموطا لم اسمع احدا من اہل العلم والفقہ
ومن یقتدی بہ ینہی عن صیام یوم الجمعۃ وصیامہ حسن وقد رایت بعض اہل
العلم یصومہ واراہ کان یتحراہ فہذا الذی قالہ ہو الذی راہ وقد رای غیرہ
خلاف ما رای ہو والسنۃ مقدمۃ علی ما راہ ہو وغیرہ وقد ثبت النہی عن صوم
یوم الجمعۃ فیتعین القول بہ ومالک معذور فانہ لم یبلغہ ترجمہ لیکن
قول امام مالک کا موطا مین کہ مین نے کسیکو اہل علم اور فقہ اور اوس شخص سے
جسکے ساتھ اقتدا کیجاتی ہو نہین سنا کہ وہ منع کرتا ہو یوم جمعہ کے روزہ رکھنے سے
اور روزہ رکھنا اوسکا عمدہ ہے اور مین نے بعض اہل علم کو دیکھا کہ وہ اوس کا
روزہ رکھتے تھے اور مین گمان کرتا ہون کہ اوس دن کا اندازہ کرتے تھے پس یہ جو
امام مالک نے کہا یہ وہ ہے جسکو اونھون نے دیکھا اور اونکے غیر نے خلاف
اوسکے دیکھا جو اونھون نے دیکھا اور سنت مقدم ہے اوسپر جو اونھون نے اور
اونکے غیر نے دیکھا اور بیشک ثابت ہوئی ہے ممانعت صوم یوم جمعہ سے پس
متعین ہوگا قول اوسکے ساتھ اور امام مالک معذور ہین کیونکہ اونکو نہی نہین
پہونچی۔ امام نووی نے ترک صوم یوم جمعہ کو سنت فرمایا۔ وہو المطلوب۔
اور چند جگہہ امام نووی نے ترک فعل پر سنت کا اطلاق کیا ہے۔ کہانتک عبارت

محققین کی نقل کیجاوین۔ منصف کے لئے اسیقدر کافی وافی شافی ہے مخاصم
کے لیے پورا قرآن اگر ہو تو بھی کافی نہین۔ للہ الحمد کہ اس مقدمہ کا ثبوت اچھی طرح
سے ہوا۔ آب جو کچھ آپنے مقدمہ ثانیہ کے بارے مین تحریر فرمایا ہے۔ اوسکے
جواب کی طرف توجہ کیجاتی ہے وباللہ التوفیق۔ مقدمہ ثانیہ یہ تھا (مقابل
سنت بدعت ہے یعنی جو چیز سنت سے ثابت نہو وہ بدعت ہے) اب ہمارے
مخاطب صاحب کا قول اہل انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ **قولہ** اور مقدمہ اولی
آپ کا یہ ہے کہ فعل و عدم فعل استمراری آنحضرت صلعم کا دونون سنت ہے
پس دونون مقدمون کے ملانے سے نتیجہ یہ نکلا کہ جس فعل کو آنحضرت صلعم نے
استمرار کیا اوسکا ترک بدعت ہے اور جسکو استمرار اترک کیا اوسکا کرنا بدعت
ہے اور جسپر مداومت نہین کی اوسکو ہمیشہ کرنا بدعت ہے۔ اس سے بہت سے
سنتون پر عمل کرنیوالا بدعتی ٹھہرتا ہے الخ **اقول** اہل انصاف خیال
فرماوین کہ ہمارے مخاطب صاحب کی چال عجب نرالی ہے۔ ہماری اوسنے اونکے
یا تو نیر کہنے لگجاتے ہین کہ لوگ اسکو بے ایمانی کہتے ہین۔ دغابازی بتاتے ہین یا
تحریف گنتے ہین۔ اور آپ حضرت اس فن مین ایسے مشاق ہین کہ جو چاہتے ہین
چالاکی سے کر گذرتے ہین۔ اللہ تعالی کا خوف نہین کرتے۔ نہ اہل علم سے
شرماتے ہین۔ بھلا یہ تو فرمائیے ہمنے فعل کے ساتھ استمرار کی قید کب
لگائی ہے۔ ہان البتہ ترک فعل کے ساتھ تو قید استمرار کی لگائی گئی ہے نہ فعل کے

ساتھ - اب مین پھر اپنی پہلی عبارت کا اعادہ کرتا ہون - اہل علم غور سے دیکھین اور
معترض صاحب کی چالاکی اور فریب دہی پر ذرا داد دین - عبارت میری ضمیمہ شحنۂ ہند
مطبوعہ ۲۴ اپریل ۱۸۸۶ء کالم دوسرے مین یہ ہے (مقدمہ اولی جیسا اطلاق
سنت کا اوس فعل پر کیا جاتا ہے جسکو آنحضرت صلعم نے کیا ایسا ہی اوس فعل پر بھی کیا جاتا
ہے جسکو آنحضرت صلعم نے بطور استمرار کے نہ کیا ہو عدم فعل استمراری آنحضرت صلعم
سنت کا اطلاق کرنا صحابہ و تابعین مین شائع و ذائع تھا الخ) - اہل انصاف ذرا نظر غور
و تامل و انصاف سے غور کرین کہ اس عبارت مین فعل کے ساتھ کہین قید
استمراری ہے - یہ بات مخاطب صاحب کی کہ (جس فعل کو آنحضرت صلعم نے استمرارا
کیا ہو اوسکا ترک بدعت ہے) نیز یہ عبارت اور جسپر مداومت نہین کی اوسکو
ہمیشہ کرنا بدعت ہے - کیسے ٹھیک ہوگی - اور بہت سے سنتون پر عمل کرنیوالا
کسطرح بدعتی ہوگا - اب آپ کے الفاظ شریفہ آپ پر ہی اونکی تغیر سے عائد
کئے جاتے ہین - فعل مین مخاطب صاحب نے قید استمراری اپنی طرف سے بڑہا کر
اعتراض جما دیا کہ بہت سی سنتون پر عمل کرنیوالا بدعتی ٹھہریگا - نعوذ باللہ من
سوء الفہم - حقیقت مین دین کا فہم اللہ کی بڑی نعمت ہے - من یرد اللہ بہ
خیرا یفقہہ فی الدین و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء - چنانچہ نقصان فہم
سے کیا کیا اعتراضات لایعنی جنکی بیخ و بنیاد نہین ہوتی آدمی کو سوجھتے ہین
- یا اللہ تو ہمارے مخاطب کو فہم عطا کر کہ سنت و بدعت مین فرق سمجھین -

قولہ دعوی تو یہ کلیہ کیا اور دلیل مین قول ابن عمر وغیرہ کا نسبت صلوۃ
ضحی وغیرہ کے پیش کردیا ذرا یہ نہین سمجھا کہ دعوی مین افراد موضوع پر
کلیۃً حکم ہے الخ **اقول** آپ کی منطق دانی تو خوب معلوم ہے بے فائدہ بغیر
سمجھے بعض الفاظ منطقیہ کو کیون لے آیا کرتے ہین۔ خصوصاً مسائل دین مین
حالانکہ حدیث مین آیا ہے ان البلاء موکل بالمنطق۔ اور ائمہ مجتہدین وغیرہم نے
علم منطق کی تحریم پر تنصیص کی ہے۔ مخاطب صاحب کی دیانت تو اسی سے
ظاہر ہے کہ معقول کو منقول پر مقدم رکھتے ہین۔ وہ بھی بطرز نامعقول اسلیئے
کہ آپ کو جسطرح فہم منقول کا نہین ہے۔ اسیطرح معقول سے بھی خالی الذہن
ہین مع ہذا دخل در معقولات دیئے جاتے ہین یہان تو بعد تتبع جزئیات کے
استقراء حکم کلی کیا گیا ہے۔ نہ یہ کہ حال کلی سے حال جزئیات پر حکم ہے ابھی تک
آپ کو یہی معلوم نہین کہ استدلال کی کتنی قسمین ہین۔ اور طریقہ استدلال کا
کیا ہے یہ تو نصیب اعداء ہے۔ ذرا قیاس اور استقراء مین فرق سمجھ لیجیے
۔ آپ کو اس مقام پر یہ لازم تھا کہ کوئی جزئی ایسی تلاش کرکے لکھتے کہ وہان سنت کا
تقابل دوسری چیز سے ہوتا۔ اور ہمارے دلائل کو جو احادیث و اقوال صحابہ سے
ہین اوٹھاتے یہ تو آپ سے نہ ہوسکا۔ اور نہ آیندہ انشاء اللہ ہوگا۔ **قولہ** مولوی صاحب
کے استدلال کی پوری مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے کہا کہ قرآن مین ہے ان اللہ
یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی ۔ جب

اللہ نے اسطرح پر فرمایا تو لازم آیا جو عدل و احسان و ایتاء ذی القربی نہین وہ
فحشاء و منکر و بغی ہے * **اقول** اب معلوم ہوتا ہے کہ یون ہی آپ مثالون سے
ٹال دیجئے گا۔ اور کسی دلیل کا جواب نہ دیجئیگا۔ کجا میرا استدلال ابواب محدثین سے
کجا یہ مثال۔ کیا آپ کو اتنا معلوم نہین ہے کہ تقابل دو چیزون مین ہوتا ہے۔
اور اس آیت مین یہ صورت مفقود ہے۔ کیا عدل کا تقابل دوسری چیز کے
ساتھ حدیث مین نہین وارد ہوا۔ کبھی یہ حدیث ملاحظہ سے گذری ہے یا نہین
جہاد ہمیشہ قائم رہیگا عدل عادل کا جو رجائر کا اوسکو مٹا نہین دیگا۔ عدل کا تقابل
جور سے البتہ آتا ہے نہ فحشاء سے۔ اس آیت مین تقابل سمجھنا آپ ہی کا
کام ہے۔ جب تک آپ کوئی ایسا مادہ نہین پیش کرینگے جسمین بدعت کا تقابل
ماسوا سنت کے دوسری چیز سے کیا گیا ہو اوسوقت تک آپکی تقریب تام ہوگی
ورنہ ایسی ایسی مثالین جنکو مثل سے کچھہ تعلق نہ ہو ایک ادنی عامی محض بیوقوف
بھی لکھہ سکتا ہے۔ **قولہ** اور ایک دلیل اپنے دعوی پر ترمذی کی حدیث پیش کی ہے الخ
اقول قبل اس روایت کے جسکو آپنے ذکر کیا ہے حدیث ساریہ کی مین نے
لکھی تھی۔ اوس سے آپنے کچھہ تعرض نہین کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت
سے آپ پر حجت پوری ہوچکی ہے۔ اسکے بعد دوسری روایت ترمذی کا جواب
ادا کرتے ہین۔ اب اہل انصاف جواب مولویصاحب کو ملاحظہ فرماوین **قولہ** سبحان اللہ
کیا خوب ماحصل نکالا ہے اس حاصل نکالنے کی بھی ایک مثال دیتا ہون مثلاً

کسی شخص نے کہا کہ جو کوئی نماز روزہ پھیلائیگا وہ نجات پائیگا اور جو زنا چوری
پھیلائیگا وہ ہلاک ہوگا مولویصاحب کے نزدیک اوسکا حاصل یہ ہوگا کہ مقابلہ
نماز و روزہ کا زنا و چوری سے ہے جو نماز روزہ نہین وہ بلاشبہ زنا و چوری
ہے الخ + **اقول** اللہ اکبر کہان حدیث ترمذی کی جو صریح اپنے مقصود پر دلالت
کرتی ہے - اور کہان ہمارے مخاطب صاحب کا قیاس - اسے حضرت ایسی
مثالون سے کام نہین چلتا کوئی دلیل قرآن و حدیث سے آپکے پاس موجود ہو
تو پیش کیجیے - یا کسی دلیل شرعی سے ثابت کر دیجیے کہ سنت کا مقابل بدعت سے
نہین ہوتا - اپنے من سے جو چاہیے مثال بنائیے - بھلا یہ تو فرمائیے تقابل
دو چیز مین ہوتا ہے یا چار چیز مین - پھر قرآن و حدیث مین نماز کا تقابل زنا سے
ہی آیا ہے - آپنے پورا استقرا کیا ہے - یا روزہ کا تقابل چوری سے آیا ہے
- اللہ و رسول کے مقابلہ مین ایسی جرأت کہ محض اپنے قیاس سے احادیث کا
رد کیا جاتا ہے - اور مثال تشکم زادے سے نص شارع کو اوٹھایا جاتا ہے - سوای
آپ کے یا بعض احناف کے کوئی یہ کام کرسکتا ہے - شاباش عمل بالحدیث کے
یہی معنی ہین - **قولہ** معشر اہل علم پر مخفی نہین کہ تقابل کی چار قسمین ہین الخ -
اقول اسکو ادنی ادنی طلبہ جانتے ہین اسکی تشریح کی کیا حاجت تھی
ہان محض حجم کتاب بڑہانا یا اپنے وقوف ہین امور کی جتانا منظور ہے - کہ ہم بھی
منطق خوب جانتے ہین - **قولہ** پس جب دونون وجودی ہونگے تب ایکا ایک کا

تصور دوسرے کے تصور پر موقوف ہوگا یا نہیں اگر ہوگا تو وہ تقابل تضاعف ہے - الی قولہ - زیادہ توضیح اسکی نہیں کرتا ہوں + **اقول** حال عبارت کا یہ ہے کہ اب تک آپکو تضائف و تضاعف میں فرق معلوم نہیں ہے - تینوں جگہ آپنے تضاعف بعین مہملہ لکھا ہے یہ تو آپکا مبلغ علم ہے - پھر تعریف تضائف ٹھیک نہیں ہے - معلوم ہوتا ہے ہمارے مخاطب صاحب نے بغیر سوچے سمجھے کسی کتاب معقول سے چار قسموں کا ترجمہ نقل کر دیا ہے - ہم اس مقام پر تحقیق اقسام اربعہ تقابل کی کتب قوم سے نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں - تو کہ اہل علم کو مولوی صاحب کے علم و فہم کا اندازہ ملجائے - مفتی ظہور الله حاشیۃ الحواشی الزاہدیۃ المتعلقۃ بملا جلال میں فرماتے ہیں فاعلم ان التقابل المصطلح عبارۃ عن کون الشیئین بحیث لایجتمعان فی شئ واحد فی زمان واحد من جہۃ واحدۃ وہو ینقسم عندہم علی اربعۃ اقسام التضائف والتضاد والعدم والملکۃ والایجاب والسلب لان المتقابلین اما ان یکونا وجودیین فاما ان یکون تعقل کل واحد منہما بالقیاس الی الآخر کالابوۃ والبنوۃ اولا کالسواد والبیاض اولا یکونا وجودیین فاما ان یعتبر فی العدمی محل قابل للوجودی کالعمی والبصر اولا یعتبر ذلک کالانسان واللاانسان فسمی التقابل الاول بالتضائف والثانی بالتضاد وشرطہ امکان التوارد من کل من الجانبین علی محل الآخر والثالث بالعدم والملکۃ والرابع بالایجاب والسلب **ترجمہ** تو جان کہ تقابل مصطلح عبارت ہے ہونا دو شیئوں کا اسطرح پر کہ کسی شئے میں ایک جہت سے ایک زمانہ میں

نہ جمع ہون وہ اونکے یعنی اہل میزان کے نزدیک چار قسمون پر منقسم ہوتا ہے اول
تضائف دوم تضاد سوم عدم اور ملکہ چہارم ایجاب اور سلب کیونکہ بیشک
متقابلین یا یہ کہ دونون وجودی ہون گے۔ پس یا تو تعقل ہر ایک کا اون
دونون سے بالقیاس دوسرے کے ہوگا مثل باپ ہونے اور بیٹا ہونیکے
یا نہین ہوگا جیسے سیاہی اور سپیدی یا دونون وجودی نہ ہونگے یعنی
ایک وجودی ہوگا اور ایک عدمی پس یا تو عدمی مین محل قابل واسطے وجودی
کے اعتبار کیا جاویگا مثل عمی اور بصر کے (یعنی عمی البیا محل ہے کہ قابل بصر
ہے) یا یہ نہین اعتبار کیا جاویگا (یعنی عدمی محل قابل وجودیکا نہین ہوگا)
مثل انسان اور لا انسان کے پس پہلی قسم تقابل کا نام تضائف رکھا گیا ہے
اور دوسری کا نام تضاد اور شرط قسم ثانی کی ممکن ہونا توارد ہر ایک کا بانبیز
سے محل دوسرے پر ہے اور تیسریکا عدم و ملکہ اور چوتھیکا ایجاب او رسلب
۔ ہمارے مخاطب صاحب نے اول تو تعریف تضائف کی غلط لکھی تقابل تضائف کو
سمجھا ہی نہین۔ دوسرے شرط تقابل تضاد یعنی امکان توارد ہر ایک کا
جانبین سے محل دوسرے پر اسکو بوجہ عدم علم کے ذکر نہ کیا۔ تعریفات اقسام
اربعہ تقابل کی جنکو ہمنے ذکر کیا ہے۔ اور ہمارے مخاطب صاحب کی تعریفات
کو موازنہ مقابلہ کر کے اہل علم دیکھین اور لطف اوٹھائین۔ **قولہ** مین کہتا ہون
کہ بدعت و سنت مین تقابل تضاد ہے کیونکہ دونون وجودی ہین جیسا کہ

دونون کی تعریف سے ظاہر ہے الخ - **اقول** اسمین کلام ہے بچند وجوہ اولاً
از روے منع کے ہم نہین تسلیم کرتے کہ درمیان دونون کے تقابل تضاد ہے
کیونکہ شرط تقابل تضاد کی (امکان ہر ایک کے توارد کا محل دیگر پر) مفقود ہے
محل بدعت پر توارد سنت کا ممکن نہین ہے - ایسے ہی محل سنت پر توارد
بدعت کا ممکن نہین کیونکہ جو سنت ہے وہ بدعت نہین ہوسکتی اور جو بدعت
ہے اوسکا سنت ہونا محال ہے فاذا فات الشرط فات المشروط سپیدی
سیاہی ان دونون مین تقابل تضاد ہے کیونکہ ہر ایک کے محل پر توارد دوسرے کا
ممکن ہے ایسے ہی کلیۃ جمیع مواد مین - آپ ثابت کرین کہ سنت و بدعت ایک
محل دوسرے پر وارد ہوسکتے ہین - ثانیاً تعریف شرعی بدعت و سنت کو آپنے
بیان نہین کیا فقط لفظ ابتدع واحیی جس سے تعریف مصطلح بدعت
و سنت کا پتا نہین لگتا آپنے تقابل نکالا ہے - پہلے آپ کو لازم تھا کہ تعریف
جامع و مانع سنت و بدعت کی فرماتے - بعد اوسکے دونون مین تقابل پیدا کرتے
- اور یہ آپنے کیا نہین اسلیے ہنوز دلیل آپ کی تام نہین - ثالثاً ہم معارضہ کرتے
ہین اکہ سنت کے وجودی ہونے مین تو کچھ شک نہین ہے - رہی بدعت
سو وہ وجودی نہین ہے - بلکہ عدمی ہے کیونکہ تعریف بدعت کی ہمارے
نزدیک وہ معتبر ہے - جسکو علامہ فہامہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب
اقتضاء الصراط المستقیم مین ذکر کیا ہے حیث قال (البدعۃ الشرعیۃ مالم یدل

علیہ ودلیل شرعی) یعنی بدعت شرعیہ وہ ہے جسپر دلیل شرعی نہ دلالت کرے دلالت نہ کرنا دلیل شرعی کا حیز عدم مین ہے نہ وجود مین ۔ پہ احد المتقابلین عدمی ہوا تو عدم وملکہ کا تقابل تو ہو نہین سکتا کیونکہ عدم کو قابل وجود کا ہونا چاہیے ۔ خواہ مخواہ تقابل ایجاب وسلب کا ماننا ہوگا ۔ رابعًا اگر ہم بالفرض والمحال مان بھی لین کہ سنت وبدعت مین تقابل تضاد ہے ۔ بعد تسلیم کے ہم کہتے ہین کہ تقابل تضاد ہمارے مطلب کے کچھ مضر نہین ۔ کیونکہ جن مادون مین ارتفاع دونون کا ممکن ہے ۔ یعنی ایجاب یا تحریم یا کراہیت سو وہ معلوم ہین ۔ مراد ہماری اس قول سے کہ جو سنت نہین ہے وہ بدعت ہے ۔ ماسوای ان مادون کے باقی جمیع مواد ہین ۔ ماسوا ان مادون کے کوئی دوسرا مادہ نقض کا پیدا کیجئے کہ جس سے ارتفاع سنت وبدعت کا ہوسکے اور یہ انشاءاللہ آپ سے ہو نہین سکیگا ۔ بصورت نہ ہونیکے ہمارا اعتقاد ثانیہ ثابت رہا ۔ اور جمیع اقوال آپ کے مردود ہوگئے وللہ الحمد ۔ **قولہ** مولانا اسمعیل شہید نے تنویر العینین مین تصریح بھی اسکی کی ہے فبقولنا فعل خرج بہ عدم الرفع فان العدم لیس بفعل نعم اذا کان العدم مستمرا فی زمان النبی صلعم والخلفاء الراشدین ففعلہ یکون بدعۃ الخ ۔ **اقول** بھلا یہ تو فرمایئے بحث تو تقابل مین ہے کہ سنت وبدعت مین کس قسم کا تقابل ہے مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید کی عبارت کو اس سے کیا واسطہ

آپ فرماتے ہین تصریح اسکی موجود ہے - ذرا کتب اصول مین صریح کے
معنی دیکھیے کہ صریح کسکو کہتے ہین - بلکہ مولنا کی عبارت سے تو ہمارے
مقدمۂ اولی کی تائید نکلتی ہے - کیونکہ مولنا نے صاف فرمایا ہے جو عدم
آنحضرت صلعم و خلفاء راشدین کے زمانہ مین مستمر رہا ہو فعل اوسکا بدعت ہے
تو بقول مولنا کے بناء عیدگاہ بیشک بدعت ٹھہری - کیونکہ عدم بناء آنحضرت صلعم
و خلفاء راشدین کے زمانہ مین مستمر رہا ہے تو - اب فعل اوسکا بیشک بدعت
ہوگا - اور مفتی صاحب مروج بدعت - الحمد للہ کہ آپ کی دلیل سے ہمارا مطلب
ثابت ہوگیا - ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد * اسکے بعد جو کچھ آپ نے
اس صفحہ مین لکھا ہے سب کا جواب قول اول مین گذرا * - **مقدمہ ثالثہ**
ہمارا یہ تھا کہ سنت حقیقیہ مقدم ہے سنت حکمیہ پر بوقت تعارض ہر دو سنن کے
سنت حقیقیہ پر عمل ہوگا - اسپر ہمارے مخاطب صاحب فرماتے ہین - **قولہ** ہر چند
یہ مقدمہ بجاے خود صحیح ہے اور مین نے اصل فتوی مین اسکو لکھا ہے الخ -
اقول باوجودیکہ یہ مقدمہ صحیح ہے - مگر مولویصاحب کی دیانت کو دیکھیے
کہ پھر بھی اسپر کلام کرنے لگے - ایسے ہی لوگ ضد مین آکر حرام کو حلال بنا دیتے
ہین - **قولہ** اور زٹل قافی اوڑاتے - **اقول** واہ کیا خوب زٹل قافی - یہ تو
خوب محاورہ ہے - اس فصاحت کے قربان - اسی فصاحت (قافی ہم
دوسرو نپر اعتراض کیے جاتے ہین - معلوم نہین کنے قافے مین یہ قافی

آپ کو ہاتھ آئی ہے ۔ **قولہ** بھلا یہ تو بتلاسئے کہ جب فعل و عدم فعل دونو
سنت ٹھہرے تو درمیان سنت حقیقیہ و سنت حکمیہ کے عدم تعارض کی
کون صورت ٹھہر گی بلکہ ساری سنت حکمیہ سنت حقیقیہ کے متعارض ہو گی الخ
اقول یہ سوال آپکا ناشی عدم فہم و سوء ظن سے ہے ۔ کیا معاذ اللہ
صحابہ کرام آنحضرت صلعم کے خلاف کیا کرتے تھے جو اونکی سنت ہمیشہ متعارض
ہوا کریگی ۔ یہ حکم تو اوس صورت مین کیا جاتا ہے ۔ جبکہ صحابہ کو حدیث نہ پہونچی ۔
بعض نے اپنے اجتہاد سے خلاف سنت کیا تو اوسوقت سنت حقیقیہ
مقدم ہوگی ۔ زید بن ثابت و جابر بن عبد اللہ وغیرہما سے عدم قرأۃ خلف
امام مروی ہے ۔ حالانکہ یہ صریح خلاف ہے سنت آنحضرت صلعم کے ۔ ہمین
کیا مطلب کہ کوئی سنت حکمیہ عدم معارض سنت حقیقیہ ہو یا نہو ۔ جو اسکا مدعی ہو
اوس سے دریافت کرین ۔۔ رہی یہ بات کہ سنت حقیقیہ اور سنت حکمیہ مین عدم
تعارض ہو سکتا ہے یا نہین ۔۔ یہ ہم آپ کو اوسوقت بتاوینگے ۔ جب آپ اپنے
حواریون کے عجز اپنا طبع کرا دینگے کہ ہم لوگون کی سمجھہ مین کوئی صورت نہین آتی
۔ پھر ہمارے قلم کا انشاء اللہ تعالی تماشا دیکھیئے گا ۔ اور نیز آپ کو صریح قدرت
کاملہ اللہ تعالی کی معلوم ہو جاویگی ۔ کہ اللہ تعالی نے کیسے کیسے بندے اپنے
پیدا کیے ہین ۔ **قولہ** علاوہ برین موافق قاعدہ آپکے تو ساری سنت حکمیہ
بدعت کے افراد مین داخل ہوئی الخ ۔ **اقول** یہ بھی آپ کی سمجھہ کی خوبی ہے

آپ اس فرق کو کیا جانین - یہان پر محض فرق اعتباری اور اصطلاحی ہے کل صحابہ کے فعل کو سنت حکمیہ سے تعبیر کیا گیا - اگر یہ عمل ورآمد صحابہ کا بمقتضائے نص ہے تو بیشک یہ سنت نہ تو معارض سنت حقیقیہ کے ہوگی - نہ افراد بدعت مین داخل ہوگی - ہان اگر یہ عمل ورآمد جسکا نام ہمنے اپنی اصطلاح مین سنت حکمیہ رکھا ہے - صریح سنت کے معارض متناقض ہے تو اوسوقت سنت حقیقیہ مقدم ہوگی ولامشاحۃ فی الاصطلاح - **مقدمہ** رابعہ ہمارا یہ تھا (جس شئے کو جس ہیئت سے شارع نے مشروع فرمایا ہے - اوسکی اوس ہیئت کذائی کو تغیر و تبدیل کرنا یا اوسمین کمی بیشی کرنا بدعت ہے) اس مقدمہ کی نسبت ہمارے مخاطب صاحب دیکھیے کیا فرماتے ہین - **قولہ** یہ مقدمہ بھی مین ہی نے اصل فتوی مین لکھا ہے الخ ؛ **اقول** محض غلط بعینہ ان الفاظ سے اگر آپ نے اس مقدمہ کو لکھا ہے تو صفحہ کالم وسطر کا حوالہ دیجیے - یا عبارت اوسکی بعینہ نقل کیجیے - والا ایسی جرأت سے پرہیز کیجیے - اور بدزبانی سے باز آئیے ہان دوسرے پیرایہ مین آپنے ایسی عبارت لکھی ہے - جس سے آپ نے اس مقدمہ کو گویا تسلیم کرلیا ہے - نہ یہ کہ آپ نے بھی یہی مقدمہ بعینہ قائم کیا ہے -- **قولہ** اور معاونین ومصدقین یہ کیسکو کہتے ہین میری تحریر پر تو صرف حضرت میانصاحب کی مہر وعبارت ہے - یہ بے ادبی اوس جناب کے ساتھ ہے - حیف ہے اسپر اور اسکی کردار پر ع نمک خوردن نمکدان راشکستن الخ

اقول جس صورت مین جناب میانصاحب مدظلہ العالی کو مین پہلے ہی مستثنی کر چکا ہون
اور لکھہ چکا ہون کہ مجہکو ابتک یقین اس امر کا نہین ہے۔ کہ جناب میانصاحب مدظلہ العالی
نے اسپر مہر کی ہوگی دیکھو ضمیمہ شحنہ ہند نمبر ۴ ۲۲ اپریل کالم اول۔ باوجود اسکے میرے
قول کا مصداق جناب میانصاحب حضرت کو ٹھہرانا یا سمجھنا۔ سوائے اوس شخص کے
اور کسیکا کام نہین ہے۔ جو پرلے سرے کا بدظن ہو۔ آپنے چونکہ جناب میانصاحب
مدظلہ العالی لکھے تہے پر ضمیمہ آیا۔ مین کہدیا تہا کہ آپ امرا کی خوشامد کرتے ہین
اس قصہ کو آپ کے والد ماجد بھی بخوبی جانتے ہین۔ آپ اپنے پر دوسرون کو
بھی قیاس کرتے ہین۔ اب وہی عبارت آپکی آپ پر عائد کیجاتی ہے۔ حیف ہے
اس بدگمانی پر نمک خوردن نمکدان راشکستن بقول م ج سراویکے۔ یہ
آپ لوگون نے عام لوگون کے بھڑکانیکا خوب ہتکھنڈا نکالا ہے۔ اجی حضرت جناب
میانصاحب کی جسقدر مین نے نصرت حقہ کی ہے۔ شاید ہی کسی نے کی ہو۔ میرے
رسائل ہدایۃ القلوب۔ تحریر قصہ سفر حج جناب میانصاحب۔ طریق النجاح اعلام
ہدایۃ المرتاب۔ عمارۃ المساجد کو ملاحظہ فرمائیے۔ کہ اعتراضات مبتدعین کو جو
جناب میانصاحب پر تہے کسطرح سے مین نے اوٹھایا ہے۔ اور مین ہمیشہ
جناب میانصاحب کی طرف سے مبتدعین سے منازعات تحریرا و تقریرا کرتا رہا۔
آپ نے آجتک سوای آلپ کی ردوقدح کے کسی بدعتی کے رد مین بھی قلم اوٹھایا
ہے۔ دور کیون جاؤ حافظ عبدالشکور ٹانڈوی حال وارد کلکتہ نے آپ کے اوپر

آپ کے بڑے بھائی کے رد مین ایک رسالہ مسمی بہ فتح الشکور لکھا ہے جسمین
آپ کے والد بزرگوار شیخصاحب کی کیسی کچھہ اہانت کی ہے اونکا کیا حال خراب
نہین لکھا - اور جناب میانصاحب مدظلہ کو اوسمین کیسا کچھہ سخت و سست
لکھا ہے - آجتک آپ صاحبونکی حمیت کو جوش نہ آیا - اوسکا رد کسی نے لکھا
ہوتا - مناسب تھا کہ اوسکا بھی رد لکھکر شائع کرتے - حق والد و اوستاد سے
سبکدوش ہوتے مگر آپ سے یہ کب ہو سکیگا - انشاء اللہ تعالی اوسکا جواب بھی
ہم ہی لکھینگے - رہے اس فتوی کے معاون و مصدق - سو سوای جناب میان
صاحب کے بہت لوگ ہین - معاون اوسکے آپ کے والد ماجد ہین - جنکی اعانت و
وتقاضا سے یہ فتوی طبع ہوا - مصدق مولوی تلطف حسین - مولوی ابراہیم وغیرہ
حضرات اہل آرہ ہین - اب تو آپنے ہندی کی چندی سن لی - اب بھی آپکو
معاونین و مصدقین کا حال معلوم ہوگا یا نہین - **مقدمہ** خامسہ میرا یہ تھا
اجماع کے واسطے ہونا سند و نقل کا ضرور ہے - اسکے جواب مین ہمارے
مخاطب صاحب فرماتے ہین - **قولہ** یہ مقدمہ بھی بجاے خود صحیح ہے مگر اس سے
استنتاج آپ ایسے لوگونکا کام نہین ہے الخ * **اقول** الحمد للہ کہ ایک
مقدمہ کو تو آپنے تسلیم فرمایا - انشاء اللہ آپکو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ کیسی عمدہ
طرح سے یہ مقدمہ کام دیتا ہے - جو کچھہ آپنے مقدمات خمسہ کی نسبت کلام
کیا تھا سبکا جواب پورا ہوا - اب آیندہ آپکی خوش تقریری و عمدہ کلامی قابل غور ہے

قولہ آپ کی غرض اس دعوے سے کہ (عیدگاہ نبوی مین کوئی شئی نہین تھی) نفی علم ہے کیونکہ وہی متنازعٌ فیہ ہے الخ۔ **اقول** میرے کلام مین نفی علم کو دعوی سمجھنا یہ آپ کی خوش استعدادی کی دلیل ہے۔ دعوی تو ثبوت علم کا آپ کر چکے ہین۔ مین نے تو بطور منع کے کلام کیا ہے۔ کہ ہم نہین تسلیم کرتے کہ عیدگاہ نبوی مین کوئی شئے زمانہ آنحضرت صلعم مین تھی۔ اور سند منع مین عبارت فتح الباری و ترجمۃ الابواب شاہ صاحب کو پیش کیا ہے۔ ایک کارستانی آپنے یہ کی کہ (عیدگاہ نبوی مین کوئی شئی نہین تھی اس میرے منع کو دعوی قرار دیا اور عہد سعادت مہد آنحضرت صلعم کو بالکل اوڑا دیا۔ یہ آپ کی دیانت کا مقتضی ہے **قولہ** پہلی عبارت فتح الباری کا ترجمہ آپنے خود یہ لکھا ہے (سوائے اسکے نہین کثیر بن صلت نے مکان اپنا بعد آنحضرت صلعم کے ایک مدت کے بنا لیا لیکن چونکہ اس جگہہ مین وہ مکان مشہور ہو گیا بسبب اوسکے قرب کے مصلی بھی اوسکے ساتھہ وصف کیا گیا۔) الی ان قال اس عبارت کو دعوی سے کیا تعلق ہے دعوی تو یہ ہے کہ عیدگاہ مین کوئی شئے نہ تھی یعنی علم نہ تھا اور اس عبارت مین صرف کثیر بن صلت کا حال مذکور ہے اور علم کا تو کچھہ بھی ذکر نہین اثبات نفی علم مین اس عبارت کا لانا سوای اسکے اور کیا کہا جاوے کہ مستدل نے حالت خمار مین تحریر کی ہے **اقول** اس عبارت کو میرے مقصود سے پورا پورا تعلق ہے۔ مگر ذرا سمجھنے کے واسطے فہم درکار ہے۔ اب ہم پورا

تعلق ہونا اس عبارت کا اپنے مقصود سے ظاہر کئے دیتے ہیں۔ غور سے خیال فرماتے۔ اصل لفظ حدیث جس سے آپ نے علم پر استدلال پکڑا یہ ہے۔ (حتی اتی العلم الذی عند دار کثیر بن الصلت) ترجمہ یہانتک کہ آئے آنحضرت صلعم علم کو وہ علم جو نزدیک گھر کثیر بن صلت کے ہے) اس عبارت میں ظاہر ہے کہ العلم موصوف ہے اور الذی مع اپنے صلہ کے ملکر صفت اوسکی ہے۔ ظاہر عبارت سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بوقت صدور فعل فاعل کے مفعول جو موصوف ایک صفت سے ہے۔ مع صفت کے موجود تھا۔ حالانکہ فی نفس الامر یون نتھا کیونکہ عبارت فتح سے معلوم ہوا۔ کہ وجود صفت آنحضرت صلعم کے زمانہ کے بعد ہوا پس ایسے ہی موصوف بھی۔ کیونکہ یہ ممکن نہین ہے کہ صفت بغیر موصوف کے پائی جاوے۔ یہ ذرا باریک فرق ہے۔ مین اسکو مثال سے واضح کر دیتا ہون کوئی شخص یہ کہے کہ مین رحیم آباد گیا وہ رحیم آباد کہ متصل تاجپور کے ہے۔ ظاہر کلام سے یہی سمجھا جاویگا کہ بوقت جانے کے دونون موجود ہون گے۔ اور جبکہ معلوم ہو جاوے۔ کہ تاجپور بوقت جانے کے موجود نہ تھا بلکہ بعد صدور مجیت کے آباد ہوا تو ہر عاقل سمجھ لیگا۔ کہ رحیم آباد بھی بوقت آباد ہونے تاجپور کے یا بعد آباد ہونے تاجپور کے آباد ہوا ہوگا۔ کیونکہ عند ظرف کے لئے آتا ہے۔ تو ظرف کا وجود قبل مظروف کے ہونا چاہیے۔ فافہم۔ حاصل کلام خلاصہ مرام یہ ہے کہ عبارت حافظ ابن حجر سے نفی دار کثیر بن صلت کی زمانہ آنحضرت صلعم مین صراحتًا

ہوتی ہے - اور وہ مستلزم نفی علم کو ہے - زیادہ تفصیل اسکی انشاء اللہ
آئندہ آئیگی فانتظر - **قولہ** دوسری عبارت فتح الباری کی جس سے
مولویصاحب کو استدلال ہے اوسکا ترجمہ بھی خود ہی فرماتے ہیں الخ
اقول اصل عبارت فتح الباری کی مع ترجمہ کے میں نے جو لکھی تھی وہ یہ ہے

(تقدم فی باب الخروج الی المصلی بغیر منبر التعریف بمکان المصلی وان تعریفہ
بکونہ عند دار کثیر بن الصلت علی سبیل التقریب للسامع والا فدار کثیر
بن الصلت محدثۃ بعد النبی صلعم وظہر من ہذا الحدیث انہم جعلوا المصلاہ
شیئا یعرف بہ وہو المراد بالعلم وہو بفتحتین الشئ الشاخص) **ترجمہ**

پہلے تعریف مصلی کی گذر چکی اور یہ بات بھی گذر چکی کہ مصلی کی تعریف کثیر بن
صلت کے مکان کے ساتھ بہ سبیل تقریب سامع کے لیے ہے ورنہ گھر کثیر
بن صلت کا بعد آنحضرت صلعم کے محدث ہوا اور اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا
کہ اون لوگوں نے آپ کی جگہہ نماز کی شناخت کے لیے ایک شئے رکھدی تھی
کہ اوس سے آپکا مصلی معلوم ہو اور یہی مراد لفظ علم سے اس جگہہ ہے عَلَم
بفتح عین و لام بمعنی شئے بلند کے ہیں اھ اس عبارت کے جواب میں جو کچھہ
ہمارے مخاطب صاحب فرماتے ہیں وہ قابل غور ہے - **قولہ** اولا اس ترجمہ
میں مولویصاحب کی تحریف و بددیانتی دیکھنی چاہیے مصلی کو معنی جائے نماز
ٹھہرایا - **اقول** کچھہ ہوش کی دوا کیجیے - الفاظ غیر مہذبانہ سے زبان

قلم کو روکئے مصلی کے حقیقی معنی جاے نماز کے ہی ہین۔ مین نے تو اس
دعوی کو دلائل سے ثابت کیا تھا۔ آپ نے اون دلائل کا تو کچھہ جواب نہ دیا۔ اور
بغیر سمجھے بوجھے الزام تحریف و بددیانتی کا لگا دیا۔ (اللہ تعالی نے قرآن شریف
مین فرمایا ہے واتخذوا من مقام ابراہیم مصلّی یعنی پکڑو تم مقام ابراہیم کو
جاے نماز۔ بخاری مین ہے وصلی رسول اللہ صلعم ذلک علی اکمتہ)
یعنی جاے نماز آنحضرت صلعم کی یہ ٹیلہ پر تھی۔ صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۲۰ مین
ہے فاتی رسول اللہ صلعم حتی اذا قام فی مصلاہ قبل ان یکبر ذکر فانصرف وقال
لنا مکانکم الخ یعنی آئے آنحضرت صلعم یہانتک کہ آپ اپنی جاے نماز پر کھڑے
ہوئے پہلے تکبیر کہنے کے یاد کیا پس پھرے اور ہمکو کہا تم لوگ اپنی جگہہ مین کھڑے
رہو۔ اور صفحہ ۲۹۷ مین ہے حتی انتہی الی مصلاہ الذی کان یصلی فیہ الخ یعنی
یہانتک کہ پہونچے آپ اپنی جاے نماز مین وہ کہ اوسمین نماز پڑہتے تھے فقط
حاصل یہ ہے کہ کتب حدیث مین بہت جگہہ لفظ مصلی کا اپنے معنی حقیقی مین
مستعمل ہوا ہے۔ اسیطرح سے اس جگہہ بھی مراد معنی حقیقی ہین یعنی
لوگون نے آپکی جاے نماز کی شناخت کے لئے کوئی شئے رکھدی تھی تو کہ
آپکی جاے نماز ہر کسیکو معلوم ہو جاوے۔ اور اوس جگہہ پر لوگ نماز پڑہکر
تبرک حاصل کرین۔ یہ تحریف کیسے ہوئی۔ معنی حقیقی جب تک بن سکین معنی
مجازی لینا یہ قاعدہ کس کتاب مین آپنے پڑہا ہے۔ تمام کتب اصول الاول

اس قاعدہ سے ہین کہ معنی حقیقی کے ہوتے ہوئے معنی مجازی نہین لئے جاتے
فقط **قولہ** جعلوا کے معنی رکھدی تھی بنایا ٭ **اقول** آپ کیا جانین کہ جعل
کن کن معنون کے لئے کلام عرب مین آیا ہے - کتب لغت کا ملاحظہ فرمائے
جعل کے معنی وضع کے بھی ہین - عرب کے محاورہ مین بولتے ہین جعل الشئ
جعلا وضعہ الخ کذا فی القاموس - اور جعل بہت سے معنی مین مستعمل ہوتا ہے
بمعنی سمی و بمعنی تبین و بمعنی نسبت کردن و بمعنی خلق و بمعنی تشریف - اور معنون
مین بھی سوا انکے مستعمل ہوتا ہے - تفصیل اسکی کتب لغت مثل قاموس
وصحاح جوہری مین ملاحظہ کرنا چاہئے - ہمارے مخاطب صاحب نے نہ کتب
ادب کو پڑہا - نہ محاورات عرب کا تفحص کیا - بغیر سوچے سمجھے ایک جعل بنا کر اعتراض کرنا
سیکھ لیا ہے - **قولہ** شناخت کے لئے یہ لفظ محض اپنی طرف سے گھڑکر
بنایا یہ کیا افترا پردازی نہین ہے - الی قولہ - یہ سب خرفتین کہین ٭ **اقول**
یعرف بہ کا لفظ اصل مین موجود ہے یا نہین - عرف یعرف کے معنی کسی لغت
مین دیکھ لیجئے تو کہ شناخت کے معنی آپ کو معلوم ہو جاوین - آپ کے حال و
قال پر وہی شعر جسکو آپنے نقل کیا ہے خوب صادق آتا ہے ؎ کوئی سیدھی
بات صاحب کی نظر آتی نہین ٭ آپ کی پوشاک کو کپڑا ابھی آڑا چاہئے ٭ یہ کہنا کہ
لفظ (المصلاہ) بمعنی عیدگاہ شائع و ذائع ہے - دعوی بلا بینہ ہے
پہلے ہمنے بخوبی ثابت کر دیا کہ اصل معنی اسکے جاے نماز کے ہین اسکا جواب

نہ پہلے آپ سے ہوسکا نہ اب انشاء اللہ ہوگا۔ **قولہ** وہ عبارت فتح الباری کی
یون ہے (انہم جعلوا المصلاۃ شیئا یعرف بہ) اسکا ترجمہ اسیقدر ہوا کہ اون لوگون
نے آنحضرت صلعم کی عیدگاہ کے واسطے ایک نشان بنایا تھا کہ اوس سے عیدگاہ
معلوم ہو۔ **اقول** اجی حضرت یہ تو فرمائیے۔ شئے کے معنی نشان کے آپنے کس
لغت سے نکالے۔ کیا اسکو لوگ آپکا مقولہ تحریف المرید و یا شی نہ کہین گے سبحان اللہ
جس بات کا آپ اعتراض کرتے ہین اوسیمین خود مبتلا ہو جاتے ہین۔ یہ بھی
اللہ کی قدرت ہے بقول م ج سر او یکے کیا آپ صوفی مزاج تو نہین ہین
کہ اپنے بھائی مسلمان پر اعتراض کرکے خود مورد اعتراض کے بن جاتے ہین
اصل معنی اسکے یہ ہین کہ اون لوگون نے آنحضرت صلعم کی جا سے نماز کے لئے
ایک شئے رکھدی تھی تو کہ آپکی جا سے نماز معلوم ہو جاوے۔ بیان واضح اسکا
گذر چکا۔ **قولہ** باقی رہا وہ لوگ بنانے والے کون تھے صاف طور پر پتیا در یہی ہے
کہ صحابہ رض تھے ورنہ صاحب فتح الباری یا بانی علم کا نام لکھتا۔ الی قولہ۔ علاوہ
اسکے آئندہ ثابت کرونگا کہ علم آنحضرت صلعم کے زمانہ مین تھا تو سوائے صحابہ کے
اور کون بانی ہوگا۔ **اقول** اسپر کیا دلیل ہے کہ بنانے والے صحابہ تھے جیسا
احتمال صحابہ مین نکل سکتا ہے ایسا ہی تابعین و تبع تابعین ہلم جرا مین بھی نکل سکتا
ہے۔ مدعی و مثبت کو چاہیئے کہ تعین صحابہ کے لئے کوئی دلیل پیش کرے
ہاں آپ کو تو فقط احتمال نکالدینا کافی ہے۔ آپکا یہ فرمانا کہ جہان اس وضع پر ضمیر آئی ہے

وہان مراد صحابہ رضہ ہین - یہ بھی دعوی ہی دعوی ہے - دس پانچ جگہہ تو ایسی
نقل کردیجیے تو کہ آپ کا صدق وکذب دیکھا جاوے آئندہ جب آپ علم کا ہونا
زمانہ نبوی مین ثابت فرماوینگے تو دیکھا جاویگا - اس جگہہ تو آپ سے ثابت
نہ ہوسکا - اب ہم فرض کرتے ہین کہ بنانے والے علم کے صحابہ تھے - تو بھی
ہم کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلعم کے زمانہ مین یہ حضرات علم بناتے تو دو حال سے
خالی نہ ہوتا - یا تو امر آپکا پایا جاتا یا تقریر - اور یہ دونون ہنوز ثابت نہین ہوے
ظاہر ہی ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانہ مبارک مین بغیر آپ کے حکم کے صحابہ کبھی علم نہ بناتے
اگر صحابہ نے کسی عبادتگاہ مین کوئی امر ایسا ماسواے اسکے کیا ہو تو اوسکی
نظیر پیش کیجیے - جسکو اللہ نے فہم سلیم دیا ہے - وہ اس عبارت حافظ ابن حجر
(انہم جعلوا المصلاۃ شیئا) سے خود سمجھ لیگا - کہ جاعل اسکے - زمانہ نبوی مین
نہین تھے - ورنہ یہ فعل انکی طرف ہرگز نہ منسوب ہوتا - بلکہ شارع کی طرف منسوب
ہوتا فافہم وتدبر **قولہ** تیسری عبارت تقریب التہذیب کی مولوی صاحب اپنی
سند مین نقل کرتے ہین - الی قولہ - اس دعوے کو عبارت تقریب سے کیا
تعلق ہے نہ معلوم کہ یہ شخص جو لکھتا ہے اسکو سمجھتا بھی ہے یا یونہین اناپ
شناپ بکے جاتا ہے الخ **اقول** آپ کو سواے بدزبانی کے کچھ اللہ نے فہم
بھی عطا فرمایا ہے یا نہین - یا ادراک آپ کے حصہ مین ہی نہین ہے - جناب
نے یہ تو غضب کی کہی - کہ عبارت تقریب کو کیا تعلق ہے - عبارت تقریب کو

مین نے فقط اسواسطے ذکر کیا تھا کہ معلوم ہو جاوے کہ کثیر بن صلت تابعی ہین
یعنی صحابی نہین ہین - کہ انکا گھر حضرتؐ کے زمانہ مین متصل عیدگاہ کے ہو سوتو
غرض اس سے حاصل ہے - آپ نہ سمجھین تو مین کیا کرون - نفی علم کی سند
مین مینے اس عبارت کو نہین لکھا فقط کثیر کی تابعیت کے ثبوت مین لکھا ہے
آپکو پھر مکرر سہ کرر سمجھا دیا جاتا ہے کہ ذرا سمجھ بوجھکر اعتراض کیا کرین - **قوله**
عبارت فتح کی خود مولویصاحب نے نقل کی ہے اوسمین یہ مضمون کہین نہین
پایا جاتا ہے الخ **اقول** کیا عبارت فتح الباری مین یہ نہین ہے کہ اگر کون
نے آپکی جاے نماز کے لیے ایک شئے قائم کی تھی - جس سے صاف معلوم
ہوتا ہے - کہ حضرت صلعم کے زمانہ مین علم نہ تھا مفصل بیان اسکا اوپر گذرا
باوجود موجود ہونے اس عبارت کے آپکو بہتان باندہتے ہوئے شرم نہین آئی
صدق رسول الله صلعم اذا لم تستحی فاصنع ما شئت **قوله** جو یہ تھی دلیل آپنے
علم نہ ہونے کی عبارت شاہ ولی الله صاحب کی پیش کی ہے الخ **اقول** بیشک
مین نے اپنی دلیل مین عبارت شاہ صاحب کو ذکر کیا ہے - وہ عبارت
مع ترجمہ کے یہ ہے باب العلم بالمصلی الخ واعلم انہ ثبت فی الروایات الصحیحۃ
انہ ما کان لہ صلعم علم فی مصلاہ ومعنی قول ابن عباس حتی اتی العلم الذی الخ
حتی اتی الموضع الذی قد نصب العلم فیہ فی زماننا ہذا عند دار کثیر بن الصلت الخ
ترجمہ یہ باب ہے علم کا مصلی مین - تو جان کہ روایات صحیحہ مین ثابت ہوا ہے

کہ آپ کے مصلّی مین عَلَم نہ تھا - اور معنی قول ابن عباس (حتی اتی العلم الذی
کے یہ ہین کہ یہانتک کہ آپ اوس جگہہ مین تشریف لائے کہ ہمارے زمانہ
مین وہان عَلَم گاڑا جاتا ہے اور یہ نزدیک مکان کثیر بن صلت کے ہے
آخر تک ∴ اس عبارت کے جواب مین ہمارے مخاطب صاحب فرماتے ہین
قولہ اولا شاہ صاحب نے ان روایات نافیہ عَلَم کو نقل نہین کیا کہ بعد تنقید رجال
وقوت ماخذ اور وجہ دلالت پر اون روایات کے نظر کیجاتی اور بغیر لحاظ ان امور کے
صرف شاہ صاحب کے لکھنے پر یون حکم لگا دینا اور صریح لفظ حدیث سے جو
روایت ابن عباس مین ہے عدول کرنا تقلید ناسدید ہے الخ **اقول** شاہ
ولی اللہ صاحب محدث ہمارے آپ کے عمدہ ترین سلسلہ شیوخ مین داخل ہین
اور اونکی جلالت قدر وعلو علم پر زمانہ بھر کا اتفاق ہے - وہ اس بات کی خبر دیتے ہین
کہ روایات صحیحہ سے ثابت ہوا ہے کہ عَلَم آنحضرت صلعم کے مصلّی مین نتھا ہم تو
اونکو اس خبر مین سچا سمجھینگے - کیا آپ تنقید رجال وقوت ماخذ کے سمجھنے مین
شاہ صاحب سے بڑہ گئے ہین - جس صورت مین شاہ صاحب نے صحت کا
حکم روایات نافیہ پر کر دیا ہے - تو اب پھر تنقید رجال کی کیا حاجت ہے -
نیز آپ کیا جانین کہ رجال کی تحقیق کیسی ہوتی ہے - پھر اس قول شاہ صاحب کو
تقلید ناسدید بتانا آپکا ہی کام ہے - آپکو تقلید کے معنی بھی ابتک معلوم نہین
ہین - ہان یہ بات تو اوسکو معلوم ہو جو کتب اصول پر حاوی ہو - تقلید کہتے ہین

کسی شخص کی بات کو بغیر دلیل کے ماننا - جب شاہ صاحب نے احادیث
صحیحہ کا حوالہ دیا تو تقلید کیسے ٹھہری - اور عینی نے جو علم کی تفسیر لکھی تو نفسہ
لکھی تھی کسی روایت کا حوالہ نہین دیا تھا - اور نہ توثیق اونکی اہلحدیث مین معتبر ہے
اور شاہ صاحب نے صریح لفظ حدیث سے مونہہ بھی نہین پھیرا - بھلا یہ تو
فرمایئے کہ شاہ صاحب کی نسبت بدتہذیبی کے کلمات لکھنا کیا یہ ہی اوس شیخ کی
جسکی برکت سے آپ عزیز ہوئے نہین تو کیا ہے - نمک خوردن نمکدان را
شکستن آپکا مقولہ آپ ہی پر صادق آتا ہے - اگلے الفاظ آپ کے تو لکھ سکتا
نہین - اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہون - **قولہ** تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ لفظ
حدیث کو ظاہر سے پھیرنے کے لئے کوئی قرینہ صارفہ چاہیے شاہ ولی اللہ
صاحبکی تاویل بلا دلیل ہرگز مقبول نہین ورنہ ہر شخص جس حدیث کی چاہیگا
تاویل کر دیگا اور ظاہر معنی سے حدیث کو پھیر دیگا اور یہ تاویل اوسکی بغیر دلیل
اور قرینہ صارفہ کے مقبول ہوگی حالانکہ یہ کوئی صاحب فہم و دیانت نہین کہہ سکتا الخ
اقول شاہ صاحب آپکے سلسلہ سند کے شیوخ سے ہین - اونکے حق مین
آپ جو چاہین کہین - کیا وہ آپ کے نزدیک صاحب فہم و دیانت نہ تھے -
جو اونھون نے حدیث کے معنی غلط بیان کیے - اون جیسا صاحب فہم و دیانت
تو آجکل کوئی نظر نہین آتا - ہان آپ شاید اون سے بڑھے ہوئے ہون تو ہون
مگر جو کوئی آپکی تحریر دیکھیگا - وہ اسکا ہرگز باور نہین کریگا شاہ صاحب نے

ظاہر حدیث کو اپنے معنی سے ہرگز نہین پھیرا۔ بلکہ جو اوسکے معنی فی نفس الامر ہو سکتے تھے اونکو بیان کر دیا۔ انشاء اللہ اسکی تفصیل آیندہ آتی ہے۔

قولہ باقی رہا اسکا ثبوت کہ یہ تاویل ظاہر لفظ حدیث کے خلاف ہے سو یہ ہے کہ علم حدیث مین مفعول واقع ہوا ہے آنحضرت صلعم کے فعل اتی کا اور مفعول کا وجود وقت صدور فعل فاعل کے ضروری ہے تاکہ فعل اوسکے ساتھ متعلق ہو اسلیے کہ فعل موجود ہے تو اگر مفعول اوسکے وجود کے وقت موجود نہو تو لازم آوے کہ موجود معدوم کے ساتھ متعلق ہو وہذا خلف کیونکہ متعلق اسم فاعل و متعلق اسم مفعول کو تعلق کیوقت ایکظرف مین موجود ہونا چاہیئے یعنی ایک زمانہ مین موجود ہین فی زمانین کے درمیان تعلق ممکن نہین ہے تعلق کا منشا اشتراک زمانی ہے نہ کہ تغائر زمانی پس دلیل خلف سے ثابت ہوا کہ ظاہر لفظ حدیث کا اقتضا ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین علم تھا اور یہی ہمنے کہا تھا الخ **اقول** بعون اللہ وصونہ یہ مقام درمیان ہمارے اور مخاطب صاحب کے نزاعی ہے پہلے ہمنے عبارت فتح الباری و شاہ ولی اللہ صاحب سے بخوبی ثابت کر دیا کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین علم کا وجود نتھا۔ ہمارے مخاطب صاحب نے ثبوت علم مین کوئی قول مفسر محدث مورخ کا نہین پیش کیا۔ یہ ایک دلیل عقلی قواعد نحو سے پیش کی ہے۔ انشاء اللہ ہم اس دلیل پر مفصل کلام کرتے ہین۔ اگر ہمارے مخاطب صاحب انصاف کی نگاہ سے

سے ہماری تحریر کو ملاحظہ فرماوینگے تو امید ہے کہ مان جائینگے۔ اور پھر نیزہ قلم کا ہاتھ مین نہ اوٹھائینگے۔ اگر آپ تسلیم نہ کرینگے تو اور اہل علم تو انصاف فرماکر کھرے کھوٹے مین تمیز کرینگے۔ پہلے مین کامل اخلاص سے اللہ تعالی سے اعانت چاہتا ہون کہ میرے سینہ کو عمدہ مضامین سے بھر دیوے۔ پھر جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہون۔ وہذا اوان الشروع فی الجواب۔ فاقول حدیث ابن عباس رض جس سے ہمارے مخاطب صاحب نے استدلال کیا ہے لفظ اوسکا یہ ہے۔ (حتی اتی العلم الذی عند دار کثیر بن الصلت) ظاہر ہے کہ اتی فعل لازم ہے صراح مین ہے (اتی اتیان بالکسر آمدن) یعنی اتی اور اتیان کے معنی آنا ہے آمدن بمعنی آنا۔ ہر خاص و عام جانتے ہین کہ لازمی ہے۔ فعل لازم کا تعدیہ تین چیز سے ہوتا ہے ہمزہ۔ یا تضعیف۔ یا حروف جارہ سے۔ یہان پر ان تین چیزون سے کسی چیز کے ساتھ تعدیہ بھی اسکا نہین ہوا۔ جو کہا جاوے کہ اگرچہ یہ فعل لازم ہے۔ مگر تعدیہ اسکا احد من وجوہ ثلاثہ سے کیا گیا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ فعل لازم کا مفعول بہ نہین ہوتا۔ نحو میر جاننے والا بھی اسکا انکار نہ کریگا۔ تو اب علم کوئی دوسرا مفعول ماسوائے مفعول بہ کے ٹھہریگا مفعول مطلق تو ہو نہین سکتا۔ کیونکہ مفعول مطلق اسم اوس حدث کا ہے جسکو فاعل فعل نے کیا ہو۔ اور وہ اوس فعل مذکور کی معنی مین بھی ہو علم مین یہ باتین مفقود ہین۔ اور نہ مفعول لہ ہوسکتا ہے کیونکہ مفعول لہ وہ ہوتا ہے کہ جسکے

باعث سے فعل مذکور کیا جاوے - ظاہر ہے کہ (اتی) اسواسطے نہین کیا گیا - اور نہ یہ مفعول معہ ہے کیونکہ وہ مذکور ہوتا ہے بعد واو کے واسطے مصاحبت معمول فعل کے - لفظ علم بعد واو کے مذکور نہین ہے - جس صورت مین مفعولات اربعہ کا ہونا باطل ہوا - تو خواہ مخواہ اسکو مفعول فیہ کہنا پڑیگا - اور نصب مفعول فیہ کا تقدیر فی سے ہوتا ہے - اور تقدیر فی کو قبول کرنیوالی دو چیزین ہین - ظرف زمان مطلقاً تقدیر فی کو قبول کرتے ہین - اور ظرف مکان مین سے مبہم جنکی تفسیر جہات ستہ - یا دوسری تفسیر سے کی گئی ہے تقدیر فی کو قبول کرتے ہین لفظ عند ولدی اور جو انکے معنون مین ہے انپر حمل کیا گیا ہے - ایسے ہی ہے لفظ مکان وما بعد و خلت کا بباعث کثرت استعمال کے اسپر حمل کیا گیا ہے کذا فی الکافیۃ وشرحہا - لفظ علم کا نہ تو ظرف زمان سے ہے نہ مکان سے - لہذا تقدیر فی کی صلاحیت کے لیئے مضاف اسکا مقدر ماننا پڑیگا - تقدیر عبارت کی یون ہوگی - حتی اتی موضع العلم الذی عند دار کثیر بن الصلت یعنی یہانتک کہ آئے آنحضرت صلعم جگہہ علم مین وہ علم جو نزدیک مکان کثیر بن صلت کے ہے - اور یہ قاعدہ بھی ہے - کہ مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ پر الف لام لے آتے ہین - جیسے فی المہد انسے من المہد کذا فی الجمل تو اب مفعول اتی کا موضع العلم ٹھہرا - اور وجود موضع کا بوقت صدور فعل فاعل کے تھا - رہا وجود علم یہ حدیث سے سمجھا نہین جاتا - حدیث

سے موضع علم کا ہونا معلوم ہوتا ہے کما مر تفصیلہ - اب مثبت علم کو چاہیے کہ کسی دوسری دلیل سے جو اپنے مضمون مین نص ہو ثابت کرے - کہ علم آنحضرت صلعم کے زمانہ مین تھا - کیونکہ روایت ابن عباس رض سے موضع علم کا ہونا ثابت ہوتا ہے - رہا علم محتمل ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین ہو یا بعد آپ کے - کیونکہ بالفعل دونون احتمال متساوی الاقدام ہین - اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال - اور اس ہماری تحریر سے یہ بھی ثابت ہوا - کہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرارہ نے جو معنی حدیث کے بیان کئے ہین وہ بہت ٹھیک ہین - اور موافق اقتضا قواعد کے تھے - ہمارے مخاطب صاحب نے کلام شاہ صاحب پر غور نہین فرمایا - اور بغیر تامل کے لکھدیا کہ - یہ تاویل شاہ صاحب کی خلاف ظاہر ہے - حالانکہ یہ تاویل ہی نہین بلکہ معنی حدیث ہین - اب ہم انہین الفاظ حدیث سے جو اوپر مذکور ہوئے - ثابت کئے دیتے ہین کہ علم کا وجود آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نتھا - بیان اسکا دو وجہ سے ہے -

وجہ اول لفظ عند کا جو حدیث مین واقع ہوا ہے استعمال اوسکا ظرف مکان کے لئے آتا ہے - ادنی قواعددان بھی اسکا انکار نہ کریگا - تو اب موافق قواعد کے وارکثیر بن صلت ظرف علم کا ٹھہریگا - اور علم مظروف - اور ظرف کا وجود مظروف سے مقدم ہوتا ہے - بغیر وجود ظرف کے مظروف پایا نہین جاتا - اس لحاظ سے وارکثیر بن صلت کا وجود مقدم ہونا چاہیے وجود علم سے حالانکہ

عبارت فتح الباری سے معلوم ہوا کہ مکان کثیر کا بعد زمانہ کثیر آنحضرت صلعم کے
حادث ہوا ہے۔ تو خواہ مخواہ وجود علم کا بھی بعد اوسکے ہوگا اور یہی مطلوب تھا
وجہ دوم الفاظ حدیث (حتی اتی العلم الذی عند دار کثیر بن الصلت)
مین مطابق ظاہر ٹھہرا سے ہوئے آپ کے العلم موصوف واقع ہوا ہے - اور الذی مع اپنے
صلہ کے صفت اوسکی - اور مدلول موصوف بعد موصوف ہو جانے صفت کے
ممکن نہین کہ بدون صفت کے پایا جاوے - ایک کا عدم بر تقدیر موصوف
بوصف ہونے کے مستلزم ہوگا عدم دوسرے کے - اور یہ پہلے ثابت
ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین وجود صفت کا نہ تھا پس ایسا ہی وجود
موصوف بھی ماننا پڑیگا - اگر کوئی یہ کہے کہ وجود موصوف مقدم ہوتا ہے
وجود نعت سے جیسے رجل عالم مین رجل کا وجود پہلے ہوویگا تو عالم کا وجود
بعد اوسکے ہوگا - تو مین کہتا ہون یہ بات ٹھیک ہے مگر جب وصف علم کا
رجل مین حاصل ہو جاویگا تو - بعد اوسکے دونون جس زمان یا مکان مین
موجود ہونگے تو ایک دوسرے سے علیحدہ نہین پائے جاوینگے - اور ظاہر
لفظ حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے - کہ مکان کثیر بن صلت کا جو وصف
علم ہے حضرت کے زمانہ مین موجود تھا - حالانکہ یہ بات ہمنے پہلے بخوبی ثابت
کر دی ہے کہ مکان کثیر کا بعد زمانہ نبوی کے حادث ہوا ہے - پس اوسیوقت
موصوف کو بھی خیال کرنا چاہیے - الحمد للہ کہ ان دو وجہ سے نفی علم کی

زمانہ نبوی مین ثابت ہوئی - اور معترض کی تقریر کا جواب تمام ہوا -
چونکہ ہمارے مخاطب صاحب نے سوای اس دلیل کے دوسری کوئی دلیل
اثبات علم کی بیان نہین فرمائی - اور اس دلیل کا حال ناظرین رسالہ کو معلوم ہوچکا
- اور اسی دلیل سے جواز بناء عیدگاہ کا مخاطب صاحب نے نکالا ہے اسلیے
ہم بھی مناسب سمجھتے ہین کہ اسی مقام مین مفصل بحث اسکی لکھی جاوے - اور
سب ادلہ کو ایک مقام مین ذکر کردیا جاوے کہ مخاطب صاحب کو جواب دینے کا
موقع بھی عمدہ ملے ۔ آب وجود علم کا فرض کرکے گفتگو کرتے ہین - اور گفتگو
چند وجہ سے ہے **وجہ اول** ہمنے فرض کیاکہ وجود علم کا آنحضرت صلعم کے
زمانہ مین تھا - مگر یہ کس جگہہ سے معلوم ہوا کہ وہ علم عیدگاہ مین تھا - یا متصل عیدگاہ
کے تھا - اور اگر متصل عیدگاہ تھا تو کسقدر فاصلہ پر تھا - اور ہنوز اسکو معترض
نے ثابت نہین فرمایا - جب تک ہمارے مخاطب صاحب وجود علم کو عیدگاہ مین
نہ ثابت کرینگے تب تک تقریب تام نہوگی - مدعی اثبات علم کو ضرور ہے کہ علم کا ہونا
عیدگاہ مین کسی نقل صحیح سے ثابت کرے - بغیر پہونچانے ثبوت اس امر کے اپنا
قصد ہرگز ہرگز نہ کرے **وجہ دوم** ابطال آپکی دلیل کا نقض اجمالی سے
کیا جاتا ہے - بیان اسکا اسطرح پر ہے کہ یہ دلیل مستلزم فساد کو ہے وہ یہ
کہ تخلف حکم کا دلیل سے بعض صور مین پایا جاتا ہے - مشکوۃ مطبوعہ مجتبائی ۱۴۱

مین ہے - وعن المطلب بن ابی وداعة قال لما مات عثمان بن مظعون اخرج

بجنازتہ فدفن امر النبی صلعم رجلا ان یاتیہ بحجر فلم یستطع حملہا فقام الیہا رسول

اللہ صلعم وحسر عن ذراعیہ قال المطلب قال الذی یخبرنی عن رسول اللہ صلعم کانی

انظر الی بیاض ذراعی رسول اللہ صلعم حین حسر عنہما ثم حملہا فوضعہا عند راسہ

وقال اُعلم بہا قبر اخی وادفن الیہ من مات من اہلی رواہ ابوداود **ترجمہ** مطلب

بن ابی وداعہ سے روایت ہے کہا جبکہ عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا اونکا
جنازہ نکالا گیا پس دفن کئے گئے ایک آدمی کو آنحضرت صلعم نے حکم کیا کہ آپکے
پاس پتھر لاوے وہ آدمی اوسکو اوٹھا نہ سکا پس آنحضرت صلعم اوسکی طرف کھڑے
ہوئے اور اپنے دونون ذراع سے کپڑے کو کھسکایا مطلب نے کہا اوس آدمی
نے جس نے مجھکو رسول اللہ صلعم سے خبر دیا کہا کہ گویا مین سفیدی ذراعہا (ن)
آپکی دیکھتا ہون جبکہ آنحضرت صلعم نے اون دونون سے کھسکایا پھر اوس
پتھر کو اوٹھایا اور نزدیک سر اوسکے کے رکھا اور فرمایا کہ نشان لگاتا ہون مین
ساتھ اوسکے قبر بھائی اپنے کا اور دفن کرونگا مین اوس آدمی کو جو مرے اہل
سے میرے اوسکی طرف اسکو ابوداود نے روایت کیا ہے اس حدیث ابوداود
سے معلوم ہوا کہ عثمان بن مظعون کی قبر کے سرا نے خود آنحضرت صلعم نے
علم پتھر کا لگایا۔ تو اب بمقتضاے دلیل آپ کے چاہیئے کہ پختہ بنوانا قبر کا بھی بلحاظ
اس حدیث کے جائز ہو جاوے۔ حالانکہ جواز پختہ قبر بنوانے کا کوئی قائل نہین
ہوا۔ اور نہ کسی نے اس حدیث سے پختہ قبر پر استدلال کیا ہے۔ اگر آپکی

دلیل صحیح ہوتی تو بیشک ایک طائفہ مبتدعین کا جو اپنے مشائخ کی قبور کو پختہ
بنواتے ہیں ۔ ضرور اس حدیث سے استدلال پکڑتے ۔ حالانکہ آجتک کسی نے
اس سے استدلال نہ پکڑا ۔ یہاں پر بھی دلیل آپ کی موجود ہے ۔ مگر تخالف حکم
ہے ۔ یا تو آپ نفس اس حدیث سے قطع نظر حدیث دوسری کے جواز پختہ
قبر کا فتوی دیجئے ۔ ورنہ عیدگاہ کے جواز کا فتوی واپس لیجئے ۔ **وجہ سوم**
شیخ نے جذب القلوب الی دیار المحبوب میں بذیل مصلی العید لکھا ہے مصلای عید در
زمان آنسرور بنا نداشت بلکہ از بناے آن نہی فرمود و خطبہ عید نہ بر منبر خوانده
و اول کسیکہ در خطبہ عید منبر گرفت مروان بن الحکم بود انتہی ولہذا اسیلی جرار
میں کما فی الموعظۃ الحسنہ کہا ہے من الماثور فی العیدین ان تکون الصلوۃ
فی الجبانۃ الا لعذر من مطر او نحوہ واستدلوا علی ذلک بما ثبت من مواظبتہ
صلعم علی الخروج الی الصحراء انتہی جبانہ بفتح جیم و تشدید باء موحدہ بمعنی صحراست
کذا فی مجمع البحار ۔ بعدہ میں نے خلاصۃ الوفا شیخ سمہودی کی جانب مراجعت کی کہ
عیدگاہ کی پوری پوری تحقیق ملے ۔ اتفاقاً اوسمیں ایک ایسی حدیث ملی جو قاطع
باب نزاع ہے ۔ جس سے بناء عیدگاہ کی ممانعت صراحتاً معلوم ہوتی ہے پہلے
تو ایک نسخہ خلاصۃ الوفا کا مجھکو کتاب خانہ نواب ٹونک سے ملا ۔ بعد اوسکے مجھکو
ماہ شوال ۱۳۰۵ ہجری میں قبل پہونچنے رسالہ مخاطب کے سفر اعظم گڈھ کا اتفاق ہوا
اوس سفر میں نسخہ خلاصۃ الوفا مطبوعہ مصر بھی مجھکو دستیاب ہوا بحمدہ تعالی اسوقت

وہ نسخہ میرے سامنے رکھا ہوا ہے حدیث یہ ہے (ولابن شبة فيما جاء في

المصلى عن انس بن مالك ان رسول الله صلعم خرج الى المصلى يستسقى فبدء

بالخطبة ثم صلى وقال هذا مجمعنا ومستمطرنا ومدعانا لعيدنا ولفطرنا واضحانا فلا يبنى فيه

لبنة على لبنة ولا خيمة ترجمہ اور واسطے ابن شبہ کے اون روایات میں

جو وربارہ عیدگاہ کے آئی ہیں انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ بیشک

رسول اللہ صلعم عیدگاہ کی طرف نکلے طلب بارش کرتے تھے پس خطبہ پہلے شروع کیا

پھر نماز پڑھی اور فرمایا یہ ہمارے جمع ہونے کی جگہہ اور پانی طلب کرنے کی

جگہہ اور جگہہ دعا کرنے کی عیدین اور عید فطر اور عید الضحیٰ میں پس نہ بنایا جاوے

اوسمیں اینٹ پر اور نہ خیمہ + اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بنا عیدگاہ

کی خود حضرت صلعم نے ممانعت فرمائی - اور اصل نہی میں تحریم ہے کما فی کتب

الاصول - اگرچہ اس حدیث کی سند خلاصۃ الوفا میں مذکور نہیں ہے مگر شیخ سمہودی

مولف کتاب نے اصل مخرج بتا دیا ہے یعنی عمر بن شبہ جو شیخ ابن ماجہ ہیں

اونھوں نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں روایت کیا ہے - اور عمر بن شبہ

ثقہ ہیں تقریب التہذیب میں ہے عمر بن شبة بفتح المعجمة وتشديد الموحدة

ابن عبيدة بن زيد النميري بالنون مصغر ابو زيد ابن ابى معاذ البصري نزيل بغداد

صدوق له تصانيف من كبار العاشرة مات سنة اثنتين وستين وقد جاوز

التسعين ترجمہ عمر بن شبہ فتح شین اور تشدید بار سے بیٹے

عبیدہ بن زید نمیری ساتھ نون کے مصغر ابوزید بیٹے ابو معاذ کے بصرہ کے
رہنے والے بغداد مین نازل ہوئے صدوق تھے واسطے اونکے تصانیف
بہت ہین طبقہ گیارہوین کے بڑون مین سے ہین دو سو باسٹھ مین مرے
نوّے برس سے عمر اونکی تجاوز کر گئی تھی۔ حافظ صفی الدین خلاصہ مین فرماتے
ہین عمر بن شبّۃ بفتح اولہ والموحدۃ الثقیلۃ ابن عبیدۃ بالفتح النمیری ابو زید
البصری الحافظ الاخباری الادیب عن عمر بن علی المقدمی والقطان وابی نعیم و
خلق وعنہ (ق) وطائفۃ وثقہ الدارقطنی مات سنۃ اثنتین وستّین
ومائتین ترجمہ عمر بن شبّہ بفتح شین اور بار مشدد کے بیٹے عبیدہ
فتح اول سے منسوب طرف نمیر کے ابوزید بصرہ کے رہنے والے حافظ حدیث
اخباری ادیب روایت کرتے ہین عمر بن علی مقدمی اور یحیی قطان اور ابی نعیم
اور ایک خلقت سے اور اوس سے روایت کرتے ہین ابن ماجہ اور ایک
طائفہ ثقہ کہا اونکو دارقطنی نے سن دو سو باسٹھ مین مرے۔ عبارت تقریب
و خلاصہ سے ثقاہت عمر بن شبّہ کی معلوم ہوگئی چونکہ تاریخ عمر بن شبّہ تلاش
کیگئی نہین ملی انشاء اللہ جب دستیاب ہوگی تو باقی سند بھی نقل کر دیجاویگی
یہ بات تو یقینی ہے کہ یہ حدیث موضوع نہین ہے کیونکہ ہمنے کتب موضوعات
ائمہ مثل فوائد مجموعہ و موضوعات صغیر و کبیر ملا علی قاری ولالی المصنوعہ و مقاصد
حسنہ وغیرہ کا استقرار کیا تو اس حدیث کو اونمین نہ پایا۔ اگر ہمارے مخاطب

صاحب کو اصل کتاب ملجاوے تو وہ ضرور اسکی سند نقل کرکے اگر لائق کلام کے
ہو تو اوسپر کلام کرین متبع سنت کو تو یہی لازم ہے کہ حدیث سنکر پھر چون وچرا
نہ کرے - غرض وجہ مذکورہ بالا سے نفی علم کی بخوبی معلوم ہوئی - اور بفرض
علم بھی مقصود کا پتا ثابت نہین ہوتا - جیساکہ ان دو وجہ سے معلوم ہوا -
اور وجہ تیسری سے ممانعت بناء عیدگاہ کی ولله الحمد - سفر السعادۃ اور اسکی
شرح مین لکھا ہے کہ عادت حضرت رسالت صلعم آن بود کہ نماز عید در مصلا گزاردی
وآن مکانی ست بیرون مدینہ میان وی و مسجد شریف ہزار ذراع ست کذا فی تاریخ المدینة
و در انجا دلیل ست بر آنکہ بیرون آمدن برائے نماز عید بصحرا افضل ست از گذاردن
وے در مسجد چہ آنحضرت با وجود آن فضل و شرف کہ مسجد وے دارد بمصلی
بیرون آمد در جائے دیگر بطریق اولی بود وہم برین ست عمل ناس در امصار
مگر آنکہ عذری باشد چنانکہ گفت ویک عید باران بود در مسجد گزارد انتہی - و دوسری
جگہہ لکھا ہے آن زمان مصلی صحرا بود دیوارے و محرابے نداشت - شارح
نے لکھا ہے در بناے جداگانہ نیز سخن ست نزد بعض مکروہ ست و اصح آنست اورا
حکم مسجد نیست و اعتکاف در وے جائز نہ انتہی - ان دونون عبارتون سے
سنیت نماز عید کی صحرا مین - اور مکروہ ہونا عمارت مصلی کا بنا بر قول بعض
ثابت ہوا - اور حافظ ابن القیم نے اعلام الموقعین مین کہا ہے کہ سلف استعمال
لفظ مکروہ کا معنی تحریم مین کرتے تھے تو اس سے تحریم عمارت مصلی کی ثابت

ہوئی اور جو امر کہ خلاف سنت ہوتا ہے اوسیکو بدعت کہتے ہین پس اخراج
مصلی کا صحرا میت سے بعمارت و در و دیوار و پختگی زمین بلاشبہہ بدعت ہوگا
اور ہر بدعت گمراہی ہے بنص کل بدعۃ ضلالۃ فتامل — تیسری جگہہ کہا ہے
اما در بعض احادیث صحیح وارد شدہ کہ فنزل نبی اللہ — اگرچہ در اکثر احادیث
فلما فرغ یا فخطب ثم اتی النساء — و امثال آن واقع شدہ — ہمانا وکانی یا آلی
یا مکانے عالی بود کہ قائم مقام منبر میشد — و اطلاق نزول بجہت آن بود و این مجرد
احتمال ست ولیکن چون در احادیث صحیحہ ثابت شدہ کہ منبر نبود ناچار ست
از ارتکاب آن انتہی — اسیطرح ارتکاب انعدام منبر و عمارت کا اس نماز مین
ضرور ہے اور خلاف اسکے کرنا خلاف ماثور واللہ اعلم — **قولہ** مولویصاحب نے
اوس عبارت کو چونکہ اونکے مخالف تھی اپنی دیانت کے اقتضا سے نقل نہین کی
اور جہانتک اپنا مطلب تھا اوسیقدر کی نقل پر اکتفا کیا واہ رے دیانت ایسو
ایمان کے صدقے اور قربان جائیے **اقول** میرے دعوے کے ثبوت مین
جسقدر عبارت شاہصاحب کی تھی اوسکو مین نے نقل کردیا۔ باقی عبارت
نہ میرے دعوے کے مخالف تھی اور نہ موافق تھی اسواسطے مین نے فضول
سمجھکر اوسکو نقل نہین کیا لفظ آخرہ سے اسکی جانب اشارہ کردیا۔ آپ نہ سمجھین
تو کوئی دوسرا کیا کرے — عبارت شاہ صاحب عنقریب آتی ہے — اوس سے
آپ کو موافقت مخالفت کا حال معلوم ہوجاویگا — **قولہ** اس سے بڑہکر اور اندھیر

سنئے کہ شاہ صاحب آگے بڑھکر اپنی تحقیق لکھتے ہین کہ علم مصلّی مین جائز ہے اور ابن عباس کی تقریر سے بھی ثابت ہے کیونکہ اونھون نے اسکو ذکر کیا اور انکار نہین کیا الخ - **اقول** جواب اسکا دو وجہ سے ہے - اول یہ کہ مین نے شاہ صاحب کی عبارت سے اپنے اس مقصود پر استدلال کیا ہے کہ وجود علم کا آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نہ تھا سو وہ بمجرد عبارت شاہ صاحب سے جسکو مین نے نقل کیا حاصل ہے - اور خود اسکا آپنے بھی اقرار کیا ہے - مین نے اس امر کی بحث نہین کی کہ خود شاہ صاحب کے نزدیک علم مصلّی مین جائز ہے یا نہین یا ابن عباس کے نزدیک - جس امر سے مجھکو کوئی واسطہ نہین ہے - اور نہ مین نے اوسکی نسبت دعوی کیا ہے - اوس امر کے بارہ مین عبارت نہ نقل کرنے پر مجھکو الزام دینا محض آپکی زیادتی اور بے عقلی ہے **ثانی** یہ کہ عبارت شاہ صاحب سے ہرگز یہ معلوم نہین ہوتا کہ علم مصلّی مین جائز ہے یا نہین - شاہ صاحب نے بخاری کی غرض بیان کی ہے نہ اپنا عندیہ - چنانچہ اسکی تفصیل اگلے قول مین انشاء اللہ آتی ہے - اور اس مقام پر آپکی عبارت آپ ہی لڑائی تغیر سے عاید کیجاتی ہے - شاہ صاحب کی عبارت سے ہرگز یہ معلوم نہین ہوتا کہ اونکے نزدیک علم کا قائم کرنا مصلّی مین جائز ہے یا نہین - آپنے محض ہوکا دیا ہے - اور یہ خیال نہ کیا کہ حرف گیر موجود ہے ؎ ایسے تیر افگن سے بچکر مرغ دل کیونکر اوڑے ۔ جس جگہہ کا اوس نے پرتاکا وہی پر اوڑ گیا ⁂

قولہ ایسی ویسی کا سرقہ اگر قلمی کتاب ہوتی اور ہر شخص کو میسر نہ ہوتی تو چھپ سکتا تھا تو بھی مناسب نہ تھا چہ جائیکہ کتاب مطبوع جو ہر شخص کو میسر ہے اوسمین ایسی بدیہی چوری کرنی سوای اسکے اور کیا کہا جاوے کہ اس شخص کو نہ خدا کا خوف ہے نہ لوگونکی شرم الخ + **اقول** ہمارے مخاطب صاحب نے یہ صفحہ محض کلمات بد تہذیبی سے سیاہ کیا ہے - اور حضرت جانتے تو خاک بھی نہین مگر گالیان دینے اور لکھنے مین بڑے مشاق ہین - جو عبارت کہ میرے مقصود کے مخالف ہے نہ کلیۃ موافق اگر اوسکو مین نے نقل نہ کیا - اور الخ کا لفظ لکھکر اوسکی طرف اشارہ بھی کردیا تو کیا یہ سرقہ مین داخل ہوا - ابھی تو آپکو سرقہ کی تعریف بھی نہین معلوم - اگر کتب معانی واصول فقہ و شروح حدیث کو نہین دیکھا تو تعزیرات ہند کی ہی دفعہ ۳۷۸ مین تعریف سرقہ کی دیکھ لیجیے - بھلا جو طبع ہو کر شائع ہو گئی ہے اوسمین سرقہ کیسے ہو سکتا ہے - **قولہ** وہ عبارت شاہ ولی اللہ صاحب کی یہ ہے (ولما کان ظاہر لفظ الحدیث یحتمل ان یکون فی زمانہ علیہ السلام ہی المولف عقد الباب علیہ والاظہر عندی ان غرضہ رح اثبات ان نصب العلم جائز فی المصلی وہو ثبت بتقریر ابن عباس رض ایضا فانہ ذکرہ بلا انکار علیہ فثبت المراد انتہی مافی تراجم الابواب + **اقول** چونکہ یہ عبارت شاہ صاحب کی جسکے نہ ذکر کرنے مخاطب صاحب نے اسقدر واویلا مچایا تھا ہمارے مقصود کے مخالف نہ تھی لہذا مخاطب صاحب نے چالاکی سے ترجمہ اسکا نہ فرمایا - ترجمہ عبارت شاہ صاحب کا

یہ ہے (چونکہ ظاہر لفظ حدیث کا محتمل اسکا تھا کہ زمانہ علیہ السلام مین علم ہوا اسواسطے مولف نے اسپر باب منعقد کیا اور زیادہ ظاہر میرے نزدیک یہ ہے کہ غرض بخاری کی جواز اثبات نصب العلم کی مصلّی مین معلوم ہوتی ہے اور تقریر ابن عباس رض سے بھی وہ ثابت ہوا کیونکہ ابن عباس رض نے اسکو بلا انکار کے ذکر کیا پس تو اسکو مخاطب اسمین ذرا غور کر۔ شاہ صاحب نے بخاری کی غرض کو بیان کیا ہے کہ میرے نزدیک بخاری کے انعقاد باب سے یہ غرض ہے۔ پھر اسمین تامل کرنے کو بھی کہا ہے۔ وجہ تامل کی پہلے بیان کر چکے ہین کہ روایات صحیحہ سے ثابت ہوا ہے کہ علم آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نہ تھا۔ بھلا حضرت سے یہ تو کوئی پوچھے کہ یہ عبارت میرے مطلب کے مخالف کیسے ٹھہری۔ کیونکہ میرا مطلب تو یہ تھا کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین علم مصلی مین نہ تھا۔ وہ عبارت شاہ صاحب سے پہلے معلوم ہو چکا۔ براے عنایت کچھہ تو فہم سے کام لیا کیجئے۔ ہان یہ تو فرمایئے کہ شاہ صاحب نے اپنا عندیہ کہان بیان فرمایا ہے۔ **قولہ** اس تقریر سے میرے نفس علم کا ثبوت بھی زمانہ آنحضرت صلعم مین ہو گیا اور یہی مین نے عرض کیا تھا الخ۔ **اقول** آپ کی تقریر کا رد بھی کما حقہ ہو گیا۔ اور بخوبی ثابت کر دیا گیا کہ علم کا وجود آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نہ تھا اور یہی مین نے کہا تھا۔ اہل فہم متبع سنت تو ظاہر حدیث بخاری سے ہی نفی علم کی معلوم کر لین گے۔ عن ابن عمر قال کان النبی صلعم یغدو الی المصلی والعنزۃ بین یدیہ تحمل و تنصب بالمصلی بین یدیہ

فیصلی الیہا۔ یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا تھے نبی صلعم جاتے طرف
مصلیٰ کے اور برچھا آپ کے سامنے اوٹھایا جاتا تھا اور مصلیٰ میں آپ کے
سامنے گاڑا جاتا تھا پس آنحضرت صلعم اوسکی طرف نماز پڑھتے تھے۔ حافظ ابن قیم
زاد المعاد میں فرماتے ہین۔ وکان صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ماشیا والعنزۃ تحمل
بین یدیہ فاذا وصل الی المصلی نصبت بین یدیہ لیصلی الیہا فان المصلی کان اذ
ذاک فضاء لم یکن فیہ بناء ولا حایط وکانت الحربۃ سترۃ ترجمہ تھے آنحضرت
صلعم نکلتے پیدل اور نیزہ آپ کے سامنے اوٹھایا جاتا تھا پس جب آپ مصلیٰ میں
پہونچتے تو آپ کے سامنے گاڑا جاتا تو کہ اوسکی طرف آپ نماز پڑھین کیونکہ اوس
زمانہ مین مصلی میدان صاف تھا اوسمین نہ کسیطرح کی بنا تھی نہ دیوار اور حربہ
سترہ ہوتا تھا۔ عبارت زاد المعاد وظاہر لفظ حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے
مصلیٰ مین کوئی چیز نہ تھی۔ اگر بنا یا کوئی اور چیز جسکو آپ علم فرماتے ہین ہوتی
تو ضرور آنحضرت صلعم اوسکو سترہ بناتے۔ حافظ ابن قیم نے تو تصریح ہی فرما دی
ہے کہ کسیطرح کی مصلی مین بنا۔ و دیوار نہ تھی محض فضا تھا۔ مجھکو یاد ہے کہ جناب
مولوی عبد اللہ صاحب نے جو حافظ لیسین صاحب کے اوستاذ اور میرے بھی
اوستاذ ہین حدیث بخاری کو دیکھکر فرمایا تھا کہ مصلیٰ آپکا محض فضا تھا۔ اگرچہ
حدیث بخاری کی اسبارہ مین نص نہین ہے۔ مین نے فقط متبع سنت کے لئے
اسکو ذکر کیا ہے۔ جسکو عمل حدیث مقصود ہے نہ مکابرہ مجادل کے لئے۔

ہان عبارت حافظ ابن قیم کی صاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصلی
مین کسیطرح کی بنار نہ تھی واللہ اعلم بالصواب - **قولہ** اولا اس عبارت مین
مولویصاحب کا اندہیر دیکھیے کہ عدم بنار کو فعل پر محمول کیا ہے حمل بین المتباینین
مولویصاحب ہی کا کام ہے الخ - **اقول** جبکہ عدم بنار سے مراد میری
(کف) ہے تو اب حمل مین کیا خرابی ہے - کیونکہ کف بھی ایک فعل ہے فعل کا
حمل فعل پر جائز ہے - اس قسم کا حمل خود حدیث ابن عمرؓ مین آیا ہے - وعن
ابن عمر رضہ انہ خرج یوم عید فلم یصل قبلہا ولا بعدہا وذکر ان النبی صلعم فعلہ
رواہ احمد والترمذی وصححہ کذا فی النیل **ترجمہ** ابن عمر رضہ سے
روایت ہے کہ وہ نکلے عید کے دن پس نہ نماز پڑہا پہلے اسکے اور نہ بعد اسکے
اور ذکر کیا کہ بیشک آنحضرت صلعم نے اسکو کیا ہے اب آپ خیال فرمائیے
کہ عدم صلوۃ قبل عید وبعد عید کو ابن عمر نے فعل سے تعبیر کیا ہے مشکل
یہ ہے کہ کسی فن مین آپکو نظر نہین ہے - نہ محاورات قرآن حدیث پر نظر ہے
نہ کتب جنیران پر - اسپر طرفہ یہ کہ جھٹ اعتراض کرنیکو تیار ہو جاتے ہین -
قولہ ثانیا یہ دونون استدلالون مین سے کوئی صحیح نہین ہے اول استدلال
صحیح نہین ہے دو وجہ سے وجہ اول یہ کہ صغری اسکا یعنی فعل مستمرہ آپکا عدم بنا ہو
باطل ہے کیونکہ علم کا آنحضرت صلعم کے ثبوت ثابت ہو چکا کما مر آنفا - **اقول**
اسمین کلام ہے دو وجہ سے وجہ اول یہ کہ بنار عیدگاہ کا آنحضرت صلعم کے

زمانہ مین نہ ہونا کما حقہ ثابت کیا گیا ہے۔ آپ کے قول کا ابطال بھی بخوبی
ہو چکا۔ اور نیز نفی اثبات علم کا ثبوت رد تقریر مین آپ کے گذر چکا فتذکر۔
وجہ ثانی یہ کہ اگر فرض کیا جاوے کہ علم کا ثبوت آپنے آنحضرت صلعم کے
زمانہ مین کر دیا۔ تو اس سے صغریٰ کیسے باطل ہوا۔ کیونکہ صغریٰ تو فعل مستمر
عادم بنا رہے نہ عدم علم۔ جسکے اثبات سے صغریٰ باطل ٹھہرے۔ اگر آپ
بنار کا ثبوت آنحضرت صلعم کے زمانہ مین کر دیتے۔ تو صغریٰ باطل ٹھہرتا۔ اور وہ
ابتک آپ سے نہ ثابت ہوا نہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور علم کو بنار لازم نہین
ہے ہوسکتا ہے کہ علم کوئی پتھر رکھدیا ہو۔ یا نشان کھڑا کر دیا ہو۔ جیسا کہ آپنے
عینی سے نقل کیا ہے۔ فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ فی الجملہ صغریٰ
میری دلیل کا اپنے حال پر ثابت رہا۔ **قولہ** وجہ دوم یہ کہ اسکی بنار مقدمہ اولیٰ
او ثانیہ پر ہے اور دونو مقدمے بھی باطل ہین کما ثبت آنفا۔ الیٰ قولہ۔ اور یہی
مین نے کہا تھا۔ **اقول** آپکے بطلانکا بطلان خوب ہو چکا۔ اور آپکی کارستانی
بخوبی ظاہر کر دیگئی۔ جبکہ دونون مقدمے اپنے حال پر ثابت رہے تو استنتاج
اونسے بیشک صحیح ہوگا۔ ہان یہ تو فرمائیے آپ کی عبارت (کما ثبت آنفا) مین فاعل
ثبت کا کون ہے۔ یا اضمار قبل الذکر آپ کے نزدیک جائز ہے۔ صواب یون ہے
کما ثبت بطلانہما آنفا۔ آپکی عبارت عربی کو ذرا اہل علم وانصاف ملاحظہ فرمائین۔ اور
آپکی علمیت کا اندازہ کرین۔ **قولہ** اور استدلال دوم اس سبب سے کہ اسکا صغریٰ

اقول الخ + صحیح ہے رابعہ مقدمہ جو کبریٰ اگرچہ ہے صحیح نہین ہے
استدلال دوم کا صغریٰ نہایت صحیح ہے اگر آپ نہ سمجہین تو آپ کی خوش فہمی کا
نتیجہ ہے - قولہ ارباب نہی وفہم پر مخفی نہین کہ کسی شی کے ہیئت اصلیہ کی
تغیر کمی یا بیشی کرنے سے جب ہی ممکن ہے کہ یہ کمی وبیشی اجزا وارکان یا عوارض
ذاتیہ مین اوس شئے کے واقع ہو یعنی اوس شئے کے کچھ اجزا یا عوارض
ذاتیہ کم کردین یا جو چیزین کہ اجزا وعوارض ذاتیہ مین سے اوس شی کے نہین ہین
اوسکو اجزا یا عوارض ذاتیہ مین اس شی کے بحکم داخل کردین یہ نہین ممکن ہے
کہ جو چیزین کہ اوس شی سے خارج منفصل ہین اونکی زیادتی یا کمی سے تغیر
ہیئت اصلیہ کے اس شی کی ہو + اقول اصحاب اہل دانش وبینش پر واضح
ولائح ہو کہ ہمارے مخاطب صاحب نے ان دو ورقون مین جو کچھ تقریر تحریر فرمائی
ہے نہ اسکو قواعد شرعیہ سے کوئی علاقہ ولگاؤ ہے - اور نہ قواعد عقلیہ سے
قواعد شرعیہ سے تو اسلیے نہین - کہ اصل شرع دو ہین کتاب وسنت - رہا
اجماع وقیاس مجتہد یہ دونون فرع ہین - اجماع صحابہ کے بعد دوسرے
اجماع کا ثبوت مشکل ہے - اسیواسطے امام احمد نے فرمایا ہے کہ مدعی اجماع
کاذب ہے - قیاس خود اہل ظاہر کے نزدیک حجت نہین - اگر ان دونون
امر (یعنی اجماع وقیاس مجتہد جسکے واسطے مقیس علیہ شرعی کا ہونا ضرور ہے) کو
بھی مانا جاوے تو بھی یہ تقریر نہ کتاب اللہ سے ہے - نہ سنت رسول اللہ سے

نہ اجماع و قیاس مجتہد سے - حاصل کلام کا یہ ہے کہ کسی قاعدہ شرعیہ کے
تحت میں یہ تقریر داخل نہیں ہے - اور قواعد عقلیہ سے اسکو واسطے لگاؤ
نہیں کہ اہل میزان کے نزدیک عوارض ذاتیہ کو تین اقسام ہیں کما قال
مولف شرح الشمسیہ شروط و موقوف علیہ و علل کو کسی نے عوارض
ذاتیہ میں سے نہیں گنا - یہ جدید اصطلاح ہمارے مخاطب صاحب کی ہے
لہذا یہ تقریر بالکل لغو و پوچ ہے جبتک اسکے ثبوت میں آپ کوئی دلیل شرعی
نہ پیش کرینگے تب تک یہ تقریر نہ قابل استدلال سمجھی جاویگی اور نہ مخاطب پر
اس سے حجت ہوگی - یوں ہی بے دلیل لچر پوچ تو اونی سے اونی جاہل
بھی بہت باتیں لکھ سکتا ہے - اور کبھی بار نہیں سکتا - اور آپ نے ایک ہی
تقریر کو مکرر سہ کرر لکھکر حجم بڑھایا ہے - یہ جواب تو مجملاً آپکی پوری تقریر کا
ہے - اب جواب مفصل آپکی تحریر کا قولاً قولاً نقل کرکے دیا جاتا ہے - **قولہ**
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شی مرکب کی ہیئت اصلیہ حاصل ہوتی ہے
ترکیب اجزاء معہودہ و عروض عوارض ذاتیہ سے شی خارج منفصل کو
اسکی ہیئت اصلیہ کے حصول میں کوئی دخل نہیں ہوتا - **اقول** اسمیں
کلام ہے چند وجوہ سے - اولاً ہم نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ ایک شی کا مرکب
بغیر عوارض ذاتیہ کے ممکن نہیں ہے - مثلاً انسان ایک شئے ہے ترکیب
اسکا حیوان و ناطق سے ہوا ہے - تعجب جو کہ ذات انسان کو لاحق ہوتا ہے

وہ عوارض ذاتیہ انسان سے ہے ذات انسان کی اسکی محتاج نہیں ہے کہ جبتک تعجب نہ پایا جاوے ذات انسان کی پائی نہ جاوے - اگر ایسا ہوتا تو تعجب ذات انسان کو ہمیشہ لاحق ہوتا ایسے ہی ضحک جو واسطہ شئے مساوی یعنی تعجب کے ذات انسان کو عارض ہوا ہے - ذات انسان اپنے ترکیب مین محتاج ضحک نہین ہے - یہ فرمانا آپکا کہ عوارض ذاتیہ کو شئے کے ترکیب مین دخل ہے - نہایت تعجب کا مقام ہے - ثانیاً عوارضات غریبہ کو آپنے کیون چھوڑ دیا - ثالثاً شئے منفصل کو اوسکی ہیئت مین کیون دخل نہین ہے - جبکہ آپنے عوارض ذاتیہ سے مراد شئے کا موقوف علیہ لیا تو پھر منفصل کو کیون دخل نہوگا کیا موقوف علیہ شئے شئی کی ماہیت یا اجزا مین داخل ہوتا ہے یا اوس سے خارج ہوتا ہے - یہ کیسی بات آپ بول رہے ہین ذرا ہوش و حواس کو درست کیجیے - **قولہ** مثلاً انسان کی ہیئت اجماعیہ حاصل ہوئی ہے ترکیب اعضا سے اسکو بہیئت مخصوص اور سمن و ہزال و قصر و طوالت و لون وغیرہ کو بھی جو عوارض ذاتیہ سے اسکے ہین اس ہیئت کے حصول مین دخل ہے الخ + **اقول** بھئی سمن اور ہزال و لون و قصر کو انسان کے عوارض ذاتیہ سے بتانا یہ تو آپ نے خوب ہی منطق دانی کو آپ نے ختم کر دیا - ابھی تک حضرت کو یہ بھی معلوم نہین کہ عوارض ذاتیہ کیا شئے ہین - اگر آپ عوارض ذاتیہ کے لغوی معنی بھی خیال فرما لیتے

تو بھی انکو عوارضات ذاتیہ نہ قرار دیتے - جاننا چاہیے کہ عوارض ذاتیہ
وہ کہلاتے ہین - جو ایک شئ کو بذاتہ حاصل ہوتے ہون - یا بواسطہ امر مساوی
اوس شئے کے حاصل ہون - لذاتہ کے دو قسم ہین - قسم اول یہ کہ یا تو وہ عارض
پوری ذات کو لاحق ہو جیسے تعجب کہ ذات انسان کو لاحق ہوتا ہے - یا اوس شئے
کے جز کو لاحق ہو جیسے حرکت بالارادہ کہ انسان کو بواسطہ حیوان کے لاحق ہوتی
ہے - اور مثال قسم ثانی کی ضحک ہے جو انسان کو بواسطہ تعجب کے عارض
ہوتا ہے - یہی دو قسمین عوارضات ذاتیہ کہلاتی ہین ایسا ہی شرح الشرح
قاضی مین لکھا ہے - اور شارح شمسیہ نے قسم پہلی کو دو قرار دیکر عوارض
ذاتیہ کو تین گنا ہے - پہلی قسم یعنی ذاتی مین مطلقاً واسطہ کی نفی ہے -
خواہ واسطہ فی العروض ہو یا واسطہ فی الثبوت - اور بعض متاخرین اسکے
بھی قائل ہین کہ ایک قسم واسطہ فی الثبوت کی یعنی جسمین واسطہ اور ذو الواسطہ
دونون متصف حقیقۃ صفت سے ہون - قسم اول یعنی ذاتی مین معتبر ہے
- اور قسم ثالث مین معتبر واسطہ فے الثبوت مطلقاً ہے بشرط ہونے اوسکے
مساوی واسطے شئے کے کذا فی شرح الشرح و حاشیۃ الحواشی لمولانا ظہور اللہ
حاصل کلام کا یہ ہے کہ عرض ذاتی کے واسطے ضرور ہے - کہ اول تو اوس شئے
سے خارج ہو پھر وہ اوسی ذات مین عارض ہو سکے - طول قصر ہزال وغیرہ
اول تو اوس شئے یعنی انسان سے منفصل کب ہو سکتے ہین - پھر یہ کیا فرق مین

نہین پائے جاسکتے - کیا فرس مین سمن ہزال لون نہین ہوتا - آجتک ان اشیا کو
کسی نے عوارض ذاتیہ انسان کا نہ ٹھہرایا - اور نہ کوئی عاقل ایسی بات کہہ سکتا
ہے - اجی حضرت جو عارض بواسطہ عام شئے یا خاص یا مبائن کے لاحق
ہوتا ہے اوسکو تو عارض ذاتی کہتے ہی نہین - بلکہ عارض غریب بولتے ہین
چہ جائیکہ آپنے ان اشیا کو عوارضات ذاتیہ قرار دیدیا - یہ تو ہمارے
مخاطب صاحب کی منطق دانی کا حال ہے - اور اسی کے بھروسہ پر اشتہار
شحنہ ہند مین طبع کرایا جاتا ہے - کہ ہماری کتاب کو ہمارا مخاطب اگر سمجھے -
تو ہم ہار گئے - واہ رے شیخی ماشاء اللہ کیا دندان شکن جواب - م ج -
سراوی صاحب نے اوسکا دیا - کہ ہمارے مخاطب صاحب کی آنکھین کھل گئین
قصر کے ساتھ لفظ طول کا بولا جاتا ہے اور طوالت معلوم نہین کس زبان کا لغت
ہے - کتب عربیہ مین تو کہین اسکا اتا پتا نہین ہے - ہان اطالت کا استعمال
آتا ہے نہ طوالت کا + **قولہ** مثل مکان بیتوتیت و فرش و اوانی و متی وغیرہ کو
اوسکے حصول مین اصلا دخل نہین الخ + **اقول** یہ بات تو ٹھیک ہے کہ
مکان بیتوتیت فرش وغیرہا کو انسان کی نفس ہیئت مین کچھ دخل نہین ہے -
رہی یہ بات کہ ہیئت کے عمدہ و حسین ہونے مین بھی لباس مکان کو دخل ہے
یا نہین - ہم کہتے ہین کہ انسان جب عمدہ لباس پہنے گا اوسکی ہیئت بھلی
معلوم ہوگی - اگر پھٹے پورانے کپڑے پہنے گا - گندے مکان مین ہوگا

اوسوقت اوسکی ہیئت خراب معلوم ہوگی۔ ہیئت کے حسن وغیر حسن ہونے مین
ان اشیار کو بھی دخل ہے۔ اور اسی سے ہمارا مقصود حاصل ہوجاویگا
انشاءاللہ۔ **قولہ** مثلاً نماز کی ہیئت اصلیہ حاصل ہوتی ہے اسکے ترکیبی اجزا
یعنی قیام رکوع سجود وغیرہ ہیئت مخصوص اور عروض عوارض ذاتیہ سے
جیسے طہارت محلی ومکان وجسم وثیاب وتستر وغیرہ خارج چیزین جیسے ثیاب
مخصوص ومکان مخصوص اونکو اسکے حصول مین اصلا دخل نہین ہے۔ الی قولہ
کما لایخفی علی البلید۔ **اقول** پہلے یہ تو فرمایئے کہ وغیرہ کی ضمیر آپ نے کس
جانب راجع فرمائی ہے۔ اقبال قبلہ طہارت وغیرہما کو عوارض ذاتیہ قرار دینا
آپکا ہی کام ہے آپ نے یہ بیان نہ فرمایا کہ رفع یدین یا آمین بالجہر یا قراۃ بسم اللہ
وغیرہا۔ آپ کے نزدیک ارکان مین داخل ہین یا نہین۔ بھلا یہ تو فرمایئے کہ اگرچہ
کسی خاص فرد مکان کو دخل نہین مگر ایک نوع جیسے مسجد اسکو تو حسن نماز و ترتب
ثواب مین دخل ہے۔ اسکو آپ نے عوارضات سے کیون نہ گنا۔ اور محل خاص کو
کیون دخل نماز مین نہین۔ اگر کسی شخص نے مقابر یا مزبلہ یا مجزرہ یا فوق
بیت اللہ پر نماز پڑھی۔ تو کیا یہ نماز اوسکی مقبول ہوگی۔ اور اسکو ثواب ویسا ہی
نماز کا ملیگا جیسے دوسرے مکان مین پڑھنے سے ملتا۔ پھر حسن اعمال یا ترتب ثواب
مکان مخصوص کے ساتھ کیون نہین۔ مثلاً مسجد نبوی یا بیت المقدس مین ایک ہزار
نماز کا ثواب ملتا ہے۔ یہ ثواب خاص حضرت صلعم کی مسجد اور بیت المقدس کے

ساتھ ہے۔ یا مسجد الحرام مین ایک نماز کے ادا سے لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے
۔تو یہ بات خاص اوسی مسجد کے لئے ہے۔ ایسے ہی اپنے مکان مین نماز ادا کرنے
سے ایک ہی نماز کا ثواب ملتا ہے۔ مسجد مین جماعت سے نماز ادا کرنے مین چھبیس
یا ستائیس نماز کا ثواب ملتا ہے۔ تو یہ بات خاص مسجد ہی کے لئے ہے۔ تو اب
انصاف سے فرمائے کہ جو اشیا خارج ہین اونکو ترتیب ثواب مین کیون دخل
نہین ہے۔ اور خارج ہونے مین سب برابر ہین جیسے اقبال علی القبلہ وغیرہ
صلوٰۃ سے خارج ہین۔ ایسے ہی نوع مساجد یعنی مکان بھی۔ ایک خاص خارج کو
عوارضات مین شمار کرنا دوسرون کو نہ شمار کرنا ترجیح بلا مرجح نہین تو اور کیا
ہے۔ شارع نے بیشک نماز کو مشروع کیا ہے کہ مسجد جماعت مین ادا کی جاوے
۔جس شخص نے مساجد مین نماز نہ ادا کی جماعت مین نہ آیا۔ بیشک اوس نے
مشروعی امر شارع کو متغیر کیا۔ ایسے ہی شارع کی سنت سے صحرا مین نماز عید
پڑھنی مشروع ہے۔ جس نے عیدگاہ پختہ بنوائی۔ اوس نے شارع کی مشروعی
چیز مین تغیر تبدل کیا۔ اور اپنی عقبیٰ کو برباد۔ کما لا یخفی علی البلہ والصبیان۔
قولہ ایضاً محصول اسکا یہ ہے کہ عبادات واذکار کی تغیر ہیئت اصلیہ انہین چیزون
کے کمی و بیشی سے ہو سکتی ہے جن چیزون کے ساتھ وہ عبادات واذکار
مشروع ہوئے ہین الخ + **اقول** جیسے عبادات واذکار کے تغیر ہیئت
انھین چیزون کے ساتھ ہو سکتی ہے جن چیزون کے ساتھ وہ مشروع ہوئے ہین

ایسے ہی جاے عبادت کی تغیر ہیئت اصلیہ کرنا بھی اوس چیز کے زیادتی
سے ہو جاویگی جسکو شارع نے شروع نہین فرمایا۔ مثلاً شارع نے
نماز عید کی جاے نماز کو مشروع فرمایا ہے کہ صحرا بغیر منار کے ہو۔ تو اب
اس جاے نماز مشروعہ شارع مین منار وغیرہ زیادہ کرنا۔ تغیر ہیئت مشروعہ
شارع نہین کہلائیگی تو اور کیا چیز ہوگی۔ **قولہ** پس قسم دوم بدعت مین کسی
شی کے داخل ہونے مین دو شرطین ضرور ہین اول یہ کہ وہ شے عبادات
واذکار مین سے ہو جیسا کہ اصل فتوی مین اوسکا بیان ہو چکا۔ **اقول**
اولاً ہم اس شرط کو نہین تسلیم کرتے۔ کہ وہ شے جسمین تغیر کیا جاوے۔
عبادات واذکار سے ہی ہو اور جاے عبادت نہو اسپر معترض نے
نہ کوئی اصل فتوی مین ہی دلیل شرعی لکھی نہ اسجگہہ۔ ثانیاً اگر ہم تسلیم بھی
کرلین تو بھی یہ شرط ہمارے کچھ مضر نہین ہے۔ کیونکہ جاے عبادت مشروعہ
شارع کو اپنی ہیئت پر قائم رکھنا یہ بھی عمل سنت ہے۔ اور عمل سنت
بھی عبادت ہے۔ جبکہ جاے نماز مشروعہ مین تغیر کیا جاویگا۔ تو بیشک تغیر
عبادت مین لازم آئیگا۔ اور تغیر عبادت مین بقول آپ کے ہی بدعت ہے
الحمدللہ کہ آپ کے منہ سے حق ثابت ہوا۔ **قولہ** دوسرے یہ کہ تغیر ہیئت اصلیہ
مین واقع ہو الخ۔ **اقول** یہ شرط درست ہے۔ **قولہ** عبادات واذکار
کے اجزا وعوارض ذاتیہ مین کمی یا بیشی سے تغیر ہیئت اصلیہ کی صورت

یہ ہے کہ اونکے اجزا یا عوارض ذاتیہ مین سے کچھ کم کردین الخ - **اقول**
اہل انصاف ان دو ورقون معترض صاحب کا ملاحظہ فرمائین - کہ اس ایک
بات کو مکرر سہ کرر لوٹا کر حجم رسالہ بڑہایا ہے یا نہین - جواب اسکا بالتفصیل
گذر چکا فتذکر - **قولہ** زیادہ کرنیکے یہ معنی ہین کہ جسطرح اجزا و عوارض ذاتیہ
مدار صحت یا حسن اعمال دنیا مین اور ترتب ثواب و رضاے الٰہی آخرت مین ہین اوسی
طرح کسی خارج یا نئی چیز کو مدار صحت یا حسن و ترتب ثواب ان اعمال کا سمجھکر
انمین بڑہا دین الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا ہم نے اسواسطے نقل کیا
ہے - کہ ناظرین رسالہ اسکو یاد رکھین - انشاء اللہ عنقریب اس سے کام لیا جاویگا
قولہ عوارض ذاتیہ سے مین نے مراد وہ چیزین لی ہین جو اجزا نہین ہین
اور شی کے موقوف علیہا صحتہ یا حسنا ہین یا لوازم الماہیۃ الخ - **اقول** یہ
اصطلاح آپ کی قواعد معقول و منقول سے بالکل خلاف ہے - بیان مفصل
اسکا پہلے گذرا - اس آپ کی اصطلاح کی مین ایک مثال دیتا ہون - کوئی فاسق
یا بدعتی یہ کہے کہ مین ہر روز آسمان پر پھرتا ہون - فرشتون مقربین سے
باتین کرتا ہون - تب کوئی شخص اوسکو کہے - کہ تو شب و روز فسق بدعت مین
مبتلا رہتا ہے تجھکو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا - وہ جواب مین کہے کہ مراد میری
آسمان سے زمین ہے - اور فرشتون مقربین سے میرے دوست مقرب
مراد ہین - اور یہ میری اصطلاح ہے - ولا مناقشۃ فی الاصطلاح - تو آپکی

بات سنکر سب ہی لوگ اوسکو دیوانہ کہینگے کہ سارے جہان سے علیحدہ اصطلاح
اپنی نکالی ہے۔ یہی حال ہمارے مخاطب صاحب کا ہے۔ **قولہ** جب یہ تمہید
ہو چکی تو مین کہتا ہون۔ **اقول** آپکی تمام تمہید ممہدہ کا جواب گذر چکا یہان
ہم آپکی تمہید سے ہی بنار عیدگاہ کا بدعت ہونا ثابت کردیتے ہین تقریر اسکی یون ہے کہ جس
جا سے عبادت کو شارع نے دوامًا جس ہیئت سے مشروع فرمایا اور اوسکے
خلاف کبھی نہ کیا اوس ہیئت کو قائم رکھنا یہ بھی ایک سنت ہے۔ مثلاً آنحضرت
صلعم نے ہمیشہ صحرا مین نماز پڑھی۔ اور آپنے عیدگاہ مین کبھی بنار وغیرہ نہین
بنوائی۔ تو بیشک آپکا یہ عدم فعل بنار کا سنت ہوا۔ جیسا کہ پہلے ثابت کیا گیا
اور سنت ایک عبادت ہے تو اب اس عبادت مین اپنی طرف سے بنار وغیرہ بنواکر
عوارضات اوسکے بڑہانے بیشک تغیر عبادت ٹھہریگا۔ اور عبادت مین تغیر کرنا
خود معترض کے نزدیک بھی بدعت ہے۔ اور یہ تغیر اس لحاظ سے ہوا کہ بنار
وغیرہ اس عبادت کے عوارضات مین سے ٹھہرینگے۔ کیونکہ جو بنار بنواتا ہے
وہ ثواب جانکر بنواتا ہے۔ تو اب بموجب تمہید معترض صاحب کے بنار وغیرہ
بدعت ٹھہری۔ اور یہی مطلوب تھا۔ **قولہ** کہ عیدگاہ بنانی یا زمین صحرا کو پختہ بنانا
یا اسمین کوئی مکان عورتون کے نماز پڑہنے کے لیے بنانا موجب تغیر
ہیئت اصلیہ صلوۃ عید کے جب ہی ہوسکتی ہے کہ یہ امر ثابت ہو کہ زمین صحرا کو
حصول ہیئت اصلیہ صلوۃ مین دخل ہے۔ اور یہ امر غیر قابل تسلیم ہے کیونکہ

زمین صحرا نہ صلوۃ عیدین کے اجزا سے ہے اور نہ اوسکے عوارض ذاتیہ سے الخ
اقول اولاً اسمین گفتگو ہی نہین ہے کہ صحرا کو صلوۃ عیدین کے حصول مین کوئی
تعلق ہے یا نہین ہے ثانیاً ہم نہین تسلیم کرتے کہ صحرائیت وہیئت جائے نماز
مشروعہ شارع بموجب اصول آپ کی عوارض ذاتیہ صلوۃ سے نہین ہے
جس صورت مین عوارض ذاتیہ سے آپ مراد لے چکے ہین کہ وہ عبادت کے
موقوف علیہا خواہ صحتہ یا حسنا ہون تو کیون جائز نہین ہے۔ کہ اوس ہیئت
جائے نماز جسکو شارع نے مشروع فرمایا تھا۔ حسن صلوۃ عیدین مین دخل ہو
بوجہ متابعت سنت وتنفر بدعت کے۔ بلکہ موافق تمہید آپ کے صلوۃ عیدین
مین حسن ثابت کرنیکے لئے بیشک صحرائیت وہیت مشروعہ عوارض ذاتیہ
صلوۃ عیدین سے قرار دئے جاوینگے۔ جیسے نماز پنجوقتی مین رفع یدین
وستر و تامین بالجہر وغیرہا جیسے اون عوارضات مین تغیر ناجائز ہوگا۔ ایسے ہی
اسمین بھی۔ **قولہ** اور اگر کوئی یہ کہے کہ صحرا کی تغیر ہیئت اصلیہ تو ہوئی اگرچہ
صلوۃ عید کی نہ ہوئی اور صحرا بھی مشروع ہے تو یہ تغیر قسم دوم بدعت مین
ہوئی تو یہ کہنا سراسر جہل ہے کیونکہ قسم دوم بدعت مین ابھی شرط اول گذر چکی
کہ وہ شئے عبادات و اذکار مین سے ہو الخ۔ **اقول** صحرا کو مشروع فرما کر
پھر عبادت نہ جاننا یہ بھی ایک ہی ہی۔ جس صورت مین شارع نے ایک شئے کو
ایک ہیئت پر مشروع فرمایا تو اوس شئے کو اوسی پر رہنے دینا۔ اور اسمین

تغییر تبدل نہ کرنا یہ جانکر کہ یہ طریقہ سنت کا ہے کیا یہ عمل سنت عبادت نہ ہو
پھر جو شخص اسمین زیادتی کریگا۔ وہ تغیر کرنیوالا ایک عبادت کا ہوگا۔ میری دانست
مین سواے آپ کے اور کوئی دوسرا آدمی ایسی بات نہ کہیگا۔ اور یہ بھی واضح ہے
کہ اس زمانہ مین جو حضرات بنار عیدگاہ مین بنواتے ہین وہ بیشک اس بنوانیکو
ثواب سمجھتے ہین۔ اسی ثواب کا وعدہ لوگون کو سنا کر چندہ تحصیل رہے ہین
اگر ثواب کی امید اسکی نہ دین تو چندہ ہی کون دے۔ اگر اس بیان کافی وافی
شافی کو بھی کوئی نہ سمجھے۔ اور نہ سمجھنے کا قصد رکھے۔ تو سواے اسکے اس
شخص کے حقمین اور کیا کہا جاویگا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ **قولہ**
اور جب صغری صحیح نہین ہے تو استنتاج کیسے صحیح ہوسکتا ہے کما مر آنفا +
اقول صغری کی صحت بیان واضح سے گذر چکی۔ اگر اب بھی آپ نہ سمجھین تو
کسیکا کیا قصور۔ **قولہ** وثالثاً یہ دونون استدلال آپسمین متعارض ہین الخ
اقول یہ فقط آپ کی خوبی سمجھ ہے ورنہ تعارض کیسا۔ **قولہ** اسکی تقریر
یون ہے کہ استدلال اول کا حاصل یہ ہے کہ بنار وغیرہ بنانے قسم اول
بدعت مین داخل ہے اور استدلال دوم کا حاصل یہ ہے کہ بنار وغیرہ بنانے
قسم دوم بدعت مین داخل ہے۔ کما لا یخفی علی من لہ ادنی فہم اور قسمین آپسمین
متبائن ہوتے ہین ایک شئی پر دونون صادق نہین ہوتے الخ + **اقول**
ماشاء اللہ چشم بد دور کیون نہو۔ جو اعتراض آپکا ہوتا ہے۔ وہ آپکے مبلغ علم کو

ظاہر کر دیتا ہے۔ ابھی تک آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کون قسمین مین نسبت
تباین کی ہوتی ہے۔ اجی حضرت محققین فن معقول نے تصریح کر دی ہے
کہ تقسیم حقیقی کے اقسام مین نسبت تباین کی ہوتی ہے نہ ہر تقسیم کے
اقسام مین۔ مفتی ظہور اللہ صاحب حاشیۃ الحواشی الزاہدیہ مین فرماتے ہین
(اشارۃ الی تقسیم العلم الی الحصولی والحضوری وہہنا اعتراضان احدہما انہ
لابد ان یکون بین الاقسام تباین مع انہ لیس کذلک بین الحصولی والحضوری
بل عموم وخصوص مطلقا بحسب الصدق فان الصورۃ القائمۃ فی النفس
یصدق علیہا العلم الحصولی ولکونہا صفۃ انضمامیۃ یصدق علیہا العلم
الحضوری بناء علی ان علمہا بذاتہا وصفاتہا الانضمامیۃ حضوری وقد یوجد
الحضوری بدون الحصولی کما تری فی علمنا بانفسنا فکیف یصح تقسیم العلم الیہما
والجواب عنہ ان التقسیم ہہنا لیس تقسیما حقیقیا لیجب ان یکون بین اقسامہ
تباین بل بمعنی شرح مراتب العلم ای الصورۃ العلمیۃ الخ۔ **ترجمہ**
اشارہ ہے تقسیم علم کی طرف حصولی اور حضوری کی اور اس مقام پر دو اعتراض
ہین ایک تو یہ کہ بیشک ضرور ہے کہ درمیان اقسام کے تباین ہو باوجودیکہ
ایسا درمیان حصولی اور حضوری کے نہین ہے بلکہ نسبت عموم وخصوص
مطلق کی باعتبار صدق کے ہے پس بیشک صورۃ جو قائم نفس مین ہے
اوسپر علم حصولی صادق آتا ہے اور بباعث ہونے اوسکے صفت انضمامیہ

علم حضوری اوسپر صادق آتا ہے واسطے بنا ہر اسکے کہ علم نفس کا اپنے ذات
اور صفات انضمامیہ کے ساتھہ حضوری کا ہے اور کبھی پایا جاتا ہے حضوری
بدون حصولی کے جیسا کہ تو دیکھتا ہے علم مین ہمارے اپنے نفسون کے
ساتھہ پس کیونکر صحیح ہوگی تقسیم علم کی ان دونون کی طرف اور جواب اس
اعتراض کا یون ہے کہ تقسیم اسجگہہ تقسیم حقیقی نہین ہے تو کہ درمیان اقسام
کے تبائن کا ہونا واجب ہو بلکہ بمعنی شرح کرنے مراتب علم یعنی صورت
علمیہ کے ہے آخر تک - تقریر جواب سے معلوم ہوا کہ درمیان اقسام کے
ہمیشہ تبائن نہین ہوتا بلکہ تقسیم حقیقی مین تبائن ہوتا ہے - بدعت کی
دو قسمین باعتبار شرح مراتب بدعت کے ہین - ہمارے مخاطب صاحب کی
معقول دانی کا یہ حال ہے کہ ہنوز مسائل مشہورہ سے بھی آگاہی نہین کہین سے
کان مین پڑگیا ہے - کہ درمیان اقسام کے تبائن ہوتا ہے - بس اکبارگی
جھٹ اعتراض کرنے کو تیار ہوگئے - اگر کوئی رسالہ اصول بجاے معقول کسی
اوستاد شفیق سے پڑھ لیتے تو بھی آپ یہ اعتراض واہی نہ کرتے - جس نے
نور الانوار و توضیح کو پڑھا پڑھایا ہے اوسپر یہ امر مخفی نہین ہے - کہ تقسیم ثانی
نظم کی چار قسم ہین ظاہر نص مفسر محکم انمین تبائن نہین ہے اسیواسطے

صاحب توضیح نے فرمایا ہے واعلم انہ یجب فی کل من ہذہ الاقسام ان یعتبر من
حیث ہو کذلک حتی لا یوہم التنافی بین کل قسم وقسم فان بعض الاقسام قد

قد یجتمع مع بعض و بعضہا لا ۔ **ترجمہ** تو جان کہ ہر ان اقسام مین واجب
ہے اعتبار کرنا اوس حیثیت کا جو وہ ایسی ہے تو کہ درمیان ہر قسم کے
تنافی کا وہم نہ کیا جاوے کیونکہ بعض اقسام کبھی بعض کے ساتھ جمع ہو جاتی
ہین اور بعض نہین ۔ مین کہتا ہون ایسے ہی اعتبار حیثیت کا بدعت کے
اقسام مین لحاظ کرنا چاہیئے ۔ اس تحقیق سے آپ کی تمہید اور اوسپر
جو آپ نے بنا کیا تھا سب منہدم ہو گئی وللہ الحمد ۔ تیری عبارت اسوہ حسنہ
کی یہ تھی (یہ جو کچھ تعریف بدعت مین آپنے لکھا ہے ۔ جناب مولوی محمد اسمعیل
صاحب کی کتاب ایضاح الحق سے لکھا ہے ۔ کوئی آپ کی تحقیق و طبع زاد بات
نہین ۔ مگر آپکی دیانت کے صدقے و قربان ۔ کہ مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید کا
سوا اسی نقل ایک اثر کے کہین نام نہ لیا الخ) اسپر آپ فرماتے ہین ۔ **قولہ** اولا آپکو
کیونکر علم ہوا کہ کذا کا مشار الیہ صرف ایک ہی اثر ہے کچھ نہین یہ آپکی طینت کا اقتضا
ہے ورنہ اعتراض نہین ہوتا ہے ۔ **اقول** آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ کذا اسم
اشارہ سے ہے ۔ جواب آپکی وجہ اول کا دو وجہ سے ہے (**وجہ اول**)
کم اور کذا اسماء کنایات سے ہین ۔ اور کنایہ معدود کا انسے کیا جاتا ہے ۔
اگرچہ کذا کاف جارہ و ذا اسم اشارہ سے مرکب ہے ۔ مگر اب یہ دونون ایک ہوکر
ایک اسم کنایہ ہو گیا ہے ۔ اصطلاح نحات مین انکو اسم کنایہ کہتے ہین ۔ نہ اسم اشارہ
جسکا مشار الیہ ہو ۔ معترض صاحب نے بغیر سمجھے بوجھے اصطلاح نحات کے

اسکا مشار الیہ ہونا بیان کیا۔ (**وجہ دوم**) اب ہم معترض صاحب کی بات تسلیم کرکے گذارش کرتے ہین کہ ذا اسم اشارہ قریب کے لیے ہے یا بعید کے۔ اور مفرد کے لیے ہے یا تثنیہ جمع کے لیے نحو میں جاننے والا بھی کہدیگا۔ کہ ذا مفرد قریب کے لیے آتا ہے۔ تو اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ کذا کے قریب مفرد کون اثر ہے۔ ناظرین اصل فتوی کو ملاحظہ فرمائین۔ **قولہ** ثانیاً اسمین کیا مخذور ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اور جملہ مضامین اگرچہ ایضاح کے ساتھ موافقت رکھتے تھے اور اوس سے اقتباس تھا مگر نقل بعینہ نہ تھی بلکہ عنوان مین تغائر اور بھی کمی بیشی اور طرق روایت مین اختلاف تھا الخ۔ **اقول** اسمین تین وجہ سے کلام ہے اول یہ کہ وجہ ثانی آپ کی معارض وجہ اول کے ہے۔ کیونکہ اس سے خود ہی معلوم ہوتا ہے کہ کذا کا مشار الیہ بقول آپ کے مضامین ایضاح نہین ہوسکتے تھے۔ کیونکہ اسمین اختلاف ہے۔ اور نقل بعینہ نہین ہے۔ لہذا یا تو وجہ اول غلط ٹھہر یگی یا وجہ ثانی۔ **ثانی** یہ کہ آپنے یہ جو فرمایا ہے (کہ اوس سے اقتباس تھا) معلوم ہوتا ہے کہ ابتک یہ بھی آپ کو نہین معلوم کہ اقتباس کسکو کہتے ہین۔ اور اقتباس کس سے کیا جاتا ہے۔ یاد رکھیے اقتباس فقط قرآن و حدیث سے ہوتا ہے نہ دوسری چیز سے۔ تلخیص المفتاح اور اوسکی شرح مین ہے اما الاقتباس فھو ان یضمن الکلام نظما کان او نثرا شیئا من القران او الحدیث لا علی انہ منہ ای لا علی طریقۃ ان ذلک الشئی من القران او الحدیث الخ۔ **ترجمہ**

لیکن اقتباس پس وہ یہ کہ ضمن مین لے کلام کو وہ نظم ہو یا نثر کسی شئے کو قران
یا حدیث سے نہ اسطرح سے کہ وہ بیشک اوس سے ہے یعنی ایسے طریقہ سے
کہ بیشک یہ شئے قران یا حدیث سے ہے ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ
اقتباس فقط قران یا حدیث سے ہوتا ہے ۔ پھر اسمین بھی اگر تغیر کرنا منظور ہو
تو یسیر کی قید ہے ۔ تلخیص اور اوسکی شرح مین ہے ولا باس بتغیر یسیر فی
اللفظ المقتبس ۔ یعنی نہین ڈر ہے تھوڑے تغیر کا لفظ مقتبس مین ۔ آپکا
یہ کہنا کہ اس سے اقتباس تھا با وجود تغیر کثیر اور کمی بیشی کے کیسے صحیح ہوسکتا ہے
وجہ ثالث یہ کہ آپنے جو کچھہ الضاح سے لکھا ہے ۔ وہ اقتباس نہین ہے
بلکہ مسخ اور اغارہ ہے ۔ جب آپ اس سے انکار کرینگے ۔ تو انشاء اللہ ہم
مطول سے اسکو بخوبی ثابت کر دینگے ۔ **قولہ ثالثاً** تعریف بدعت مین دو باتین
مذکور ہین ایک روایت دوسری درایت روایت تو اسفار حدیث وغیرہ مین
موجود ہین اور مین اونکا ممارس ہون باقی رہی درایت یہ داد حق ہے الخ ۔
اقول اسفار حدیث مین روایات کا موجود ہونا اور چیز ہے ۔ اور دوسرے
کی کتاب سے روایات دیکھکر نکال لینا اور چیز ہے ۔ ایمان سے کہئے ۔ آپنے
اپنے فہم سے بغیر بتائے یا دیکھے الضاح کی روایات نکال لی ہین ۔ کتب احادیث
مین تو سب کچھہ ہے مگر استنباط معنی کے لئے روایات کا تلاش کر کے نکالنا اسکیلئے
مادہ چاہیئے ۔ رہی درایت آپکی وہ ہمکو بخوبی معلوم ہے ۔ اور ناظرین رسالہ

ہذا کو بھی آپ کی درایت کا حال معلوم ہو جاویگا۔ کیون ٹرنگ کی لیتے ہو کچھ تو
اللہ کا خوف کرو **قولہ** سند حدیث جو میری تحریر مین ہے اُس سند کے مغائر
ہے جو ایضاح مین ہے الخ **اقول** یہ بھی سراسر دہوکا ہی ہے۔ پہلی روایت
آپنے عائیشہ رضہ کی من احدث فی امرنا۔ بحوالہ شیخین لکھی ہے۔ ایضاح مطبوعہ
مطبع دہلی صہ۴ مین بعینہا یہ روایت عائیشہ رضہ بحوالہ بخاری و مسلم موجود ہے
۔ اسکے بعد جابر رضہ کی روایت آپنے بڑہائی ہے۔ پھر تیسری روایت عرباض بن
ساریہ کی آپنے ابن ماجہ و ابوداود و ترمذی کے حوالہ سے نقل کی ہے بعینہا
یہ روایت صہ۳ ایضاح مین بحوالہ انھین کتب کے عرباض بن ساریہ سے
موجود ہے۔ پھر اسکے بعد آپنے آیت فاعتبروا یا اولی الابصار نقل کی ہے
وہ بھی ایضاح کے صہ۶ مین ہے۔ پھر آپنے روایت رافع بن خدیج کی بحوالہ
مسلم نقل کی ہے وہ بھی ایضاح صہ۱۲ مین بعینہا موجود ہے۔ اسکے بعد
آپنے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کی روایت نقل فرمائی ہے۔ وہ
ایضاح صہ۷ مین بعینہا موجود ہے۔ پھر اوسکے بعد آپنے روایت ترمذی
عبد اللہ بن عمر لیاتین علی امتی نقل فرمائی ہے وہ بھی بعینہا ایضاح کے صہ۸
مین موجود ہے۔ پھر اسکے بعد آپنے اثر رزین کا لکھا ہے وہ صہ۸ ایضاح مین
ہے۔ پھر قاعدہ جمع کا جو آپنے لکھا ہے وہ بھی صہ۱۰ ایضاح مین موجود ہے
۔ اسکے بعد آپ نے حدیث عمران بن حصین کی خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم۔ کو

نقل فرمایا ہے یہ بھی ایضاح صٹ مین موجود ہے - اسکے بعد آپنے روایت حضرت انس بحوالہ البخاری ومسلم نقل فرمائی ہے وہ بھی ایضاح صہ مین موجود ہے فقط ایک روایت آپنے روایات ایضاح سے زائد لکھی ہے - ورنہ باقی کل روایتین ایضاح سے نقل فرمائی ہین - ایضاح اور آپ کی سند مین کچھہ تغائر نہین ہے جس کتاب کا حوالہ ایضاح مین ہے اوسیکا آپنے بھی لکھا ہے - ہان آپنے چالاکی کرکے حوالہ ایضاح کا نہین دیا کما مر تفصیلہ - **قولہ** ہان یہ تو فرمائیے کہ کسی کتاب سے کوئی مضمون لکھنا اور اوسکا حوالہ نہ دینا آپ کے نزدیک بڑی بددیانتی ہے تو آپ کے مجدد العلم فی ہذا الزمان صاحب تو ایسے امور مین ید طولی رکھتے ہین کتاب کی کتاب دوسری زبان مین ترجمہ کرکے اپنی تصنیف قرار دیتے ہین اور اصل مصنف کا ذکر تک نہین کرتے مگر آپ وہان کچھہ نہ بولے الی قولہ - حرص روائی ہے رو بہ بازیان - **اقول** ذرا ہوش پکڑو چھوٹا منھہ اور بڑی بات - کس امام وقت علامہ زمان خیر المتاخرین پر تہمت لگاتے ہو - یہ تہمت اوس ذات پاک پر ہے - جسکی ذات پاک کیوجہ سے آپکے ہم سبق وغیرہ اوستاد بھائی پرورش پا رہے ہین - وہ کونسا شخص ہے - کہ جو اوس ذات پاک کے فیض سے فیضیاب نہ ہوا ہو - جناب فخر الاسلام والمسلمین جنکی ذات نے کشتی اہل حدیث کو تھاما ہوا ہے یعنی مولانا نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر پر یہ تہمت آپنے لگائی ہے

حالانکہ ہمارے حضرت مجدد العلم نے کسی کتاب کو دوسری زبان مین بغیر حوالہ اصل مصنف
کے نہین لکھا۔ اگر آپ یا اور آپ کے کسی ہمخیال کو کچھ دعوی ہو تو کسی ایسی
کتاب کا حوالہ دے۔ بحمدہ تعالی جواب دینے کو ایک جماعت اہلحدیث کی تیار
ہے۔ بدون حوالہ کے طعن کرنا دلیل حرمان ہے حصول صدق سے۔ ہمارے
علم مین کوئی کتاب و رسالہ ایسا نہین ہے جسمین کتاب غیر سے بدون حوالہ کے
اخذ کیا ہو۔ اور بہت رسائل ایسے ہین جو مبتکر ہین اونمین کسی کتاب سے اخذ بھی
نہین کیا ہے مگر آیات واحادیث کو وللہ الحمد۔ جو پہلے شیخ اودہ تو جواب پاکر چپ
ہین جا بسے۔ اب شیخ رحیم آبادی قائم مقام شیخ اودہ کھڑے ہوئے۔ اس
طعن بیہودہ کا جواب خود جناب عمدۃ المفسرین خلاصۃ المحدثین نے اپنی
کتاب اتقاء المنن صفحہ ۳۲ مین لکھا ہے۔ مین بعینہ آپ کے الفاظ کو
نقل کرتا ہون۔ قال دام مجدہ العالی (ایک سنت اللہ تعالی کی مجھپر یہ ہے۔ کہ مین نے
شریعت اسلام مین کتب کثیرہ مابین المطول والمختصر زبان عربی و فارسی و اردو
مین لکھی ہین۔ اگرچہ ابواب و فصول و مطالب اونکے کتب علماء راسخین و محققین
سلف و خلف سے منقول و ماثور ہین۔ لیکن طرز بیان کا و ترتیب مقاصد و
مواقف کی ہر کتاب و رسالہ مین جدید طور پر ہے۔ یہ بیان اس لطف و خوبی
کے ساتھ شائد رسائل مولفہ اہل عصر مین کم ہوگا۔ پھر انمین بعض کتب مبتکر بھی
ہین۔ جیسے تاج مکلل وغیرہ اور رسالہ القیطہ اور غالب رسائل اردو و فارسی

مجھکو نقل عبارت غیر مین دو امر کا نہایت اہتمام رہتا ہے ایک یہ کہ جسکی وہ عبارت ہو
اوسکا نام لکھا جاوے - مین کسی عالم کی تحقیق کو اپنی طرف تدلیساً یا تلبیساً منسوب کرنا
خیانت جانتا ہون - دوسرے یہ کہ نقل مذکور صحیح و مطابق اصل کے ہو انتہت
الفاظہ الشریفہ وعبارتہ اللطیفہ) اے جناب معترض صاحب ہمارے
مجدد العلم والدین نے تو خود تصریح فرمادی ہے کہ مین جسکی عبارت نقل کرتا ہون
اوسکا حوالہ دیدیتا ہون - کسی کی تحقیق اپنی جانب منسوب نہین کرتا - اب
آپ جو چاہین تہمت رکھین - پھر میرا تو یہ حال ہے کہ اگر بعض کتاب غیر مین کوئی
شبہہ پاتا ہون تو اوسکو فوراً بذریعہ عریضہ کے عرض کردیتا ہون اور
اپنا خیال اوسکے ساتھ ظاہر کردیتا ہون - مین نے ہمیشہ اللہ پر بھروسہ رکھا حق
بات کے ظاہر کرنے مین کسی سے خوف نہین کیا اور اسیوجہ سے میری یادداشت کو
اونھون نے بعض اقوال راجحہ کو پسند بھی کیا کبھی برا نہین مانا کیونکہ یہ طریق خلاف حق
خصلت اہل بطالت کی ہوتی ہے نہ اصحاب عدالت کی وللہ الحمد - ایک
آپ ہین کہ اپنے والد ماجد کو زکوۃ جو اللہ کا فرض ہے اوسکے دینے کی نصیحت
نہین کرتے - خود ہی آپنے مجھ سے مظفر پور مین کہا تھا کہ میرے والد زکوۃ
نہین دیتے - آخر مین نے آپکے والد سے پوچھا تھا - اونھون نے بیان کیا
کہ ہان مین نے حساب کرکے علحدہ زکوۃ کبھی نہین نکالی - پھر تاڑی کی تحصیل کے بارے مین
آپ کیون رو بہ بازی کرتے ہین - بس رہنے دیجئے منہہ نہ کھلوائیے - قولہ تحقیق

معنی ہین علم الشئی بالدلیل کے تو اگر یان بھی لین کہ مطالع ایضاح سے مجھے علم ہوا
تو کیا علم بالدلیل نہین ہے الخ ۔ **اقول** آپ نے نہ تو بات کو سمجھا نہ تحریر کا مطلب
خیال مین جمایا ۔ بغیر سوچے سمجھے جواب لکھنے کو تیار ہو گئے ۔ اجی حضرت
مین نے تو یہ لکھا ہے کہ یہ تحقیق آپ کی طبع زاد نہین ہے بلکہ دوسرے
آپکو حاصل ہوئی ہے ۔ یعنی ایک تو یہ بات ہے کہ تتبع قران و حدیث و زور
طبیعت سے خود ایکبات کو نکالنا دوسرے یہ کہ دوسرے کی نکالی ہوئی بات کو
بغیر حوالہ دوسرے کے اپنی طرف منسوب کر دینا ان دونون باتون مین بڑا فرق
ہے اگر آپ نہ سمجھین تو دوسرا کوئی کیا کرے ۔ پہلی بات کو اپنی طرف منسوب
کیا جاتا ہے ۔ دوسری مین یون لکھا جاتا ہے کہ یہ تحقیق ہمکو فلان شخص یا
فلان کتاب سے ہوئی ۔ بارے مناظرہ مرشدآباد مین آپ نے کونسی ناموری
حاصل کرلی ۔ اگر ہم لوگ نہوتے تو آپ کی ساری عافیت ڈھیلی ہو جاتی مفصل
بیان اسکا آپکی تحریر کے جواب مین گذرا **قولہ** علم ہونا زمان نبوی صلعم مین نے
بوجہ احسن ثابت کردیا الخ ❊ **اقول** جواب اسکا بھی نہایت عمدہ طور سے گذرا ۔ اور
نفی تعلم کی زمانہ نبوی مین بخوبی ثابت ہو گئی ۔ **قولہ** جب سنت ہونا کسی امر کا
ثابت ہو گیا الخ ❊ **اقول** جواب اسکا پہلے گذر چکا دوبارہ اعادہ کی حاجت نہین
یہ آپہی کا کام ہے کہ ایک بات کو مکرر سہ کرر لوٹائے چلے جاتے ہین ۔ **قولہ**
اول تو یہ کہنا کہ دار کثیر بن صلت کا بعد مدت مدید آنحضرت صلعم کے بنا ہوا ہی

جھوٹھ ہے الخ * **اقول** یہ کیونکر جھوٹھ ہوا۔ کیا دس پانچ سال کو مدت مدید
نہین کہتے خود حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین فرمایا ہے (وانما بنی کثیر بن
الصلت داره بعد النبی صلعم بمدة الخ) یعنی سوا اسکے نہین کہ کثیر بن صلت
نے مکان اپنا بعد نبی صلعم کے ایک مدت کے بعد بنا لیا۔ آپ تو بوجہ عدم ممارست
محاورات اردو و عربی کے کلمات بدتہذیبی کے لکھنے لگ جاتے ہین۔ رہا یہ
امر کہ دار کثیر بن صلت کو کیا علاقہ ہے بیان اسکا مفصل گذر چکا۔ اور جو کچھ
آپنے اس صفحہ مین لکھا ہے۔ سبکا جواب مذکور ہوا۔ من طریق الولید و باب
الخروج یہ میری عبارت نہین ہے۔ مین نے نیل اور فتح کی عبارت نقل کی
ہے نہ اصل کتاب مین طریق اور باب پر الف ولام ہے۔ نہ میرے اصل مسودہ
مین۔ ظاہر ہے کہ یہ غلطی کاتب کی ہے بخلاف اسکے کہ (فتح الباری) عبارت
آپ کی ہے۔ دوسرے سے اسکو آپ نے نقل نہین فرمایا۔ باقی آپ کے بعض
اغلاط بطور نمونہ کے پہلے لکھے گئے۔ **قولہ** چونکہ مولوی صاحب کو تحریف
کے معنی نہین معلوم لہذا یہ بیہودہ گوئی ہے۔ **اقول** ناظرین رسالہ ہمارے
مخاطب کی بدتہذیبی کلمات کا ملاحظہ فرمائین۔ ہم آپ کے ایسے کلمات پر صبر کرتے ہین

کما قال اللہ تعالی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ۔ اگر
ہم بھی ترکی بترکی جواب لکھتے تو یہ بحث مسائل کی باقی نہ رہتی۔ بلکہ بھٹیارونکی
لڑائی ہوجاتی۔ آئندہ اگر آپ کو یہ سلسلہ قائم رکھنا منظور ہے۔ تو تہذیب

اختیار کیجیے - رہی یہ بات کہ تحریف کے معنی ہمکو معلوم ہین یا نہین - یا یہ بات
کہ آپنے تحریف کے معنی مین غلطی کی ہے - اسکا بیان انشاء اللہ آئندہ آتا ہے
نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیے - **قولہ** تحریف کے معنی ازالہ و تغییر کے ہین یعنی
کسی لفظ کو کسی جگہہ سے اوڑا دینا الخ **اقول** آپ نے کسی کتاب لغت کا حوالہ دیا
کر معنی جو آپنے بیان فرمائے ہین کس کتاب لغت مین مرقوم ہین - تحریف کے
معنی ازالہ کے کسی کتاب لغت مین دیکھے نہین گئے لیکن آپ کیا کرین کہ آپکو
نشۂ تعصب و عدم تہذیب نے مست لا یعقل کر رکھا ہے ہون کیون نہ منحرف
رہ و رسم صواب سے ٹیڑہا لگا ہے قط قلم سرنوشت کو + اب مجھہ سے سنیے
مجد الدین فیروز آبادی قاموس مین فرماتے ہین التحریف التغییر وقط القلم محرفا
یعنی معنی تحریف کے تغییر اور قلم کا ترچھا قط دینے کے ہین - صراح مین ہے
تحریف گردانیدن سخن از موضع خود و بریدن قلم را محرف - غیاث اللغات مین ہے
تحریف گردانیدن سخن و چیزی را از وضع و حالت خود و موضوع خود از منتخب
امام رازی تفسیر کبیر مین تحت آیت ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وہم یعلمون کے
فرماتے ہین المسئلۃ الاولی قال القفال التحریف التغییر والتبدیل یعنی قفال نے
کہا کہ تحریف کے معنی تغییر و تبدیل کے ہین - عبارات محققین سے معلوم ہوا
کہ تحریف کے معنی لغوی تغییر و تبدیل کے ہین - ازالہ کے معنی آپ نے کس
کتاب لغت سے لکھے ہین - اوسکا حوالہ دیجیے - اگر کسی نے ازالہ سے تفسیر کی ہو

تو وہ معنی اصلی نہین ہو جائینگے اسکو بھی ذہن مین رکھئیگا اور مین نے کسی
لفظ کو اوسکی جگہہ اصلی سے نہین اوڑایا۔ یہ کام آپنے کیا ہے کہ المصلاۃ سے کے بدلے
فی المصلاۃ بنایا۔ لام کو فی سے بدلا (ۃ) ضمیر کو سرے سے اوڑا دیا۔ تحریف
کے یہ معنی ہین کہ ایک لفظ کو بدلکر دوسرا اوسکے مقام پر رکھدینا۔ یہ کام آپنے
کیا ہے۔ یا مین نے۔ مین نے تو ان عبارات کو جو میرے مقصود اور دعوی
سے کوئی علاقہ نہین رکھتی تھین بخوف اطالت ذکر نہین کیا الخ کا لفظ لکھکر اونکی
طرف اشارہ کر دیا۔ اسکو کوئی عاقل تحریف نہین کہیگا۔ اور نہ تحریف کی تعریف
اسپر صادق آتی ہے۔ کتب لغت مین تحریف کے معنی موجود ہین۔ اور ہمنے
بھی نقل کر دیئے ہین جسکا دل چاہے کتب لغت سے موازنہ مقابلہ کر لے **قولہ**
یا اوسکو بدل دینا اور یہ جب متحقق ہوگا کہ لفظ کے معنی بدل جاوین ورنہ تحریف
کی غایت کیا الخ **اقول** جواب اسکا دو وجہ سے ہے اول یہ کہ تحریف کے
معنی تغییر و تبدیل کے ہین معنی کی قید کسی نے آجتک زائد نہین کی یہ آپکی
اختراعی بات ہے۔ اور حمل کرنا تحریف کا الفاظ مین اولی ہے۔ امام رازی
نے تفسیر کبیر مین فرمایا ہے۔ المسئلۃ الثانیۃ قال القاضی ان التحریف اما ان یکون
فی اللفظ او فی المعنی وحمل التحریف علی تغییر اللفظ اولی من حملہ علی تغییر المعنی الخ۔
ترجمہ دوسرا مسئلہ قاضی نے کہا کہ تحریف یا یہ کہ لفظ مین ہوگی یا اوسکے معنی
مین اور حمل کرنا تحریف کا تغییر لفظ پر اولی ہے اوسکے حمل کرنے سے تغییر معنی پر

حاصل کلام کا یہ ہے کہ تحریف اگر الفاظ مین ہو گو معنی نہ بدلے ہون تو بھی تحریف کا اطلاق اوسپر کیا جاویگا۔ تحریف لفظ مین قید معنی کی سوا آپ کے آجتک کسی نے نہین بڑہائی۔ **ثانی** یہ کہ آپنے جو تحریف کی ہے لفظ اور معنی دونوکی تحریف ہے۔ کیونکہ اصل لفظ فتح الباریکا یہ تھا (لمصلاه) آپنے اسکو یون بنالا (فی المصلاة) یعنی لام کی جگہہ (فی) کیا لام اور فی کے ایک ہی معنی ہین۔ پھر آپ نے الف ولام زائد کیا۔ کیا الف ولام کے کچھہ معنی نہین ہوتے۔ اور آپنے ضمیر (ہ) کو جسکا مرجع آنحضرت صلعم تھے (ۃ) سے بدلا۔ انصاف سے کہئے معنی مین تغیر ہوا یا نہین۔ اصل لفظ کے معنی یہ تھے (آنحضرت صلعم کی جاے نماز کے لئے) آپ کی عبارت محرفہ کے یہ معنی ہوئے (عیدگاہ مین) وہ بھی جبکہ فی المصلی ہوتا نہ فی المصلاة۔ کیا یہ دونون معنی ایک کہلائین گے۔ بھلا کوئی عاقل ایسی بات کہیگا کہ معنی نہین بدلے۔ ذرا کچھہ تو شرمایا کیجئے۔ ابھی تو اہل علم وانصاف پردہ دنیا مین موجود ہین۔ آپ جانتے ہونگے کہ جو مین کہونگا اوسکو ہر کوئی مان لیگا ہرگز نہین۔ **قولہ** اور اگر معنی نہین بدلا تو کیا الزام اور کیا اعتراض نقل بالمعنی ہے کیا مولویصاحب فتح الباری کو قران سمجھتے ہین کہ اوسکی نقل مین تغییر لفظی بھی جائز نہین رکھتے الخ۔ **اقول** روایت ونقل بالمعنی مین یہ شرط ہے کہ اصلی معنی نہ بدلے جائین۔ یہان اصلی معنی بدل گئے ہین۔ جیسا پہلے قول سے واضح ہو گیا فتذکر۔ **قولہ** اصل

یون ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے الخ۔ **اقول** ہان جب حرف گیر نے دخل ظاہر کردیا
تو آپ لگے کاتب کے ذمہ لگانے۔ مگر یہ تحریف کاتب کے ذمہ نہین لگ سکتی۔
کیونکہ آپ کے والد ماجد نے جو فتوی نقل کراکر میرے پاس بھیجا تھا اوسمین بھی
بعینہ یون ہی عبارت فتح الباری کی تھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے
جان بوجھکر تحریف کی ہے۔ اور عام کو دہوکا دیا ہے تو کہ عوام سمجھین کہ آپکے
مصلی مین علم تھا۔ حالانکہ بعض لوگون نے آپ کی جاے نماز کے قریب ایک
نشان کھڑا کردیا تھا۔ **قولہ** اجی حضرت مین کیون دہوکا دینے لگا مین کیا علم
کا دہوکا دیکر عوام سے کچھ کماکھاتا ہون یا کمانیکا ارادہ رکھتا ہون یا ایس ذریعہ
سے کسی امیر یا نواب کے یہان رسائی ہے یا رسائی چاہتا ہون الخ۔ **اقول**
سچ فرمائیے سات آٹھ برس مظفرپور مین کس نے وعظ کے ذریعہ سے کمایا ہے
والد کی جدائی مین کس نے علم کو ذریعہ کمانیکا کیا تھا۔ الحمد للہ کہ نہ میرے
کسی بزرگ کی کمائی ڈاکہ کی ہے نہ آمدنی تاڑ کی۔ اور نہ مین جھوٹی خوشامدین
کسی کی کرتا ہون۔ علاوہ اسکے کسی امیر یا نواب کے یہان رسائی پیدا کرنا علی الاطلاق
شرعاً مذموم بھی نہین ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق رسالہ سعۃ المجال کے آخر مین
لکھی ہے ذرا ملاحظہ کیجیے۔ اور سوال شرعاً حرام ہے مگر سلطان سے۔
اور حدیث الدین النصیحۃ مین ائمہ مسلمین بھی داخل ہین۔ کیا حسن نیت
وصدق طویت کے ساتھ بھی کسی مسلمان امیر یا نواب کبیر سے راہ ورسم رکھنا

کسی کتاب معتمد مین منع لکھا ہے۔ اکثر صحابہ و تابعین ائمہ اسلام کے یہان رسوخ
رکھتے تھے۔ اور اونکے یہان سے منصب و معاش پاتے تھے۔ آپ نے
اگر کوئی کتاب تاریخ یا سیر کی دیکھی ہوتی اور آپکو ادب عالمانہ نصیب ہوتا
تو ہرگز یہ طعن نہ کرتے۔ باقی جواب مفصل شروع بحث مین گذر چکا فتذکر۔
قولہ بنیاد دعوی اور نئی ڈھنگ کا دھوکا ہے کہ علم بعد واکثیر بن صلت کے بنا
الخ۔ **اقول** دھوکا دینا آپ کا کام ہے نہ ہمارا۔ جواب اسکا پہلے گذر چکا ہے
کہ علم بعد واکثیر بن صلت کے بنا کو وہ بعدیت ذاتی ہو یا زمانی۔ **قولہ**
مقصود مولوی صاحب کا یہ ہے کہ یہ طلب ثبوت اتفاق مثبت سنت حکمیہ
بمعنی مروج فی زمن الصحابہ پر ہے مین کہتا ہون کہ ثبوت رواج کے لئے یہ
شرط مولوی صاحب نے کہان سے نکالی ہے شاید رواج کو بمعنی اجماع سمجھے ہین
تو یہ اور نہایت خبطگی کی دلیل ہے **اقول** رواج جمیع کو خود آپ اصلی فتوی
مین بمعنی اجماع قرار دیچکے ہین۔ اور ملحق بسنت حقیقیہ اجماع کو لکھ چکے ہین
اصل عبارت آپ کے فتوے کی نقل کیجاتی ہے وہی ہذہ (اور اصول کا مسئلہ محققہ
مقررہ ہے کہ جمع جب مضاف ہو تو مفید استغراق ہوگا اور اصحاب جمع ہے
مضاف بیاے متکلم کی طرف تو حاصل حدیث کا یہ ہوا کہ راہ نجات وہ ہے کہ جسپر
سارے میرے اصحاب کا اجماع ہوا اور اجماع سارے صحابہ کا کسی امر پر
دو طور سے مقصود ہے ایک تو یہ کہ سارے اوسکو بتین یہ اجماع حقیقی

ہے - دوسرے یہ کہ بعض بسبیل کثرت کریں اور بقیہ انکار نہ کریں بلکہ سکوت
کریں اور جائز رکھیں یہ بھی عرفاً اجماع کہا جاتا ہے مگر اسے اجماع سکوتی
کہتے ہیں - تو یہ بھی بدعت نہیں ہے بلکہ ملحق بہ سنت حقیقیہ الخ - معلوم
ہوتا ہے کہ رسالہ لکھتے وقت فتوے کے مطالب کو بھی بھول گئے تھے
یا رسالہ کسی دوسرے نے لکھا - اور فتوی کسی اور نے - اب آپ ہی انصاف کر لیجیے
کہ کسکی خبطگی ہے میری یا آپکی - اور آپکو اثبات ملحق بالسنہ کے لئے ضرور ہے
کہ آپ سند صحیح سے اتفاق رائے کل صحابہ کا ثابت فرمائیے - یا اکثر کا فعل بعض کا
سکوت - بغیر اسکے ملحق بالسنہ اسکو ہرگز نہ کہیے - **قولہ** یہ کسطرح کا تخبط
ہے کیا کل صحابہ و تابعین میں اور بلاد کے صحابہ و تابعین داخل نہیں تھے جو
اسکو تیسری وجہ قرار دیا ہے + **اقول** وجہ ثانی سے غرض یہ ہے کہ کل
صحابہ ساکنان مدینہ منورہ کا اتفاق رائے ثابت کریں - اور وجہ تیسری سے
یہ مقصود ہے کہ اور بلاد میں جو صحابہ و تابعین تھے اونکا بھی اتفاق رائے
ثابت کرنا ہوگا کہ اس بناء علم کو اونھوں نے بھی مان لیا تھا یا نہیں اسمیں
تخبط ہی کیا ہے مگر ہاں آپکی بدتہذیبی کیسے معلوم ہو - سچ ہے کل اناء
یترشح بما فیہ - **قولہ** عدم فعل کو سنت حقیقیہ کہنا آپکے علم و فہم کا
نتیجہ ہے الخ + **اقول** عدم فعل استمراری آنحضرت صلعم کا سنت
حقیقیہ ہونا پہلے بیان کر چکا ہوں - اور آپکی تحریر کی خرابیاں بھی ظاہر کیگئیں

قوله اور فتح الباری کی عبارت کے ترجمہ مین آپ مصلی کے معنی عیدگاہ کے لکھ چکے
ہین ذرا سوچکر لکھا کیجیے الخ - **اقول** عبارت فتح الباری کے ترجمہ مین
جو مصلی کی معنی عیدگاہ لکھے گئے ہین تو قرینہ مقام سے لکھے گئے ہین
(المصلاہ) مین کوئی قرینہ ایسا نہین ہے کہ یہان پر معنی حقیقی نہ مراد ہون
بلکہ یہ لفظ معنی حقیقی کی اور تائید کرتا ہے - ایک تو پہلے اسکے لام ہے
دوسرے آخر اسکے ضمیر ہے - اگر یہان پر معنی عیدگاہ کے ہوتے تو فی المصلاۃ
ہوتا - جیسا آپ نے تحریف کرکے لکھا تھا - مصلی کے معنی حقیقی ہونے کی
مثالین پہلے بیان ہوئین - تو اب معنی حافظ ابن حجر کی کلام کے وہی ہونگے
جنکو ہمنے لکھا ہے فتذکر - **قوله** دوم نہایت بیوقوفی کی بات ہے اگر اس
وجہ سے نشان بنتا تو جمیع محل صلوۃ آنحضرت صلعم پر نشان کھڑا ہوتا ورنہ
ترجیح بلا مرجح لازم آتی الخ + **اقول** باقی جمیع محل صلوۃ اور یہان پر بہت
بڑا فرق ہے - عیدگاہ مین یوم عیدین ہمیشہ جاے نماز آنحضرت صلعم پر
نشان کھڑا کیا جاتا تھا - اوسکی متابعت سے اب بھی نشان کھڑا کردیا گیا
تو اب ترجیح بلا مرجح نہ ٹھہری - کیونکہ اور کسی محل صلوۃ پر نشان نہین کھڑا کیا جاتا تھا
اگرچہ ہمیشہ کے کھڑا کرنے مین پھر بھی نظر ہے - جیسا کہ اسکی بحث انشاء اللہ
آیندہ آئیگی فافہم - مین نے اسوۂ حسنہ مین لکھا تھا (عبارت فتح الباری
سے صاف ظاہر ہے کہ وہ علم نزدیک وار کثیر بن صلت کے تھا اور گھر کثیر بن صلت کا

متصل عیدگاہ کے تھا نہ عیدگاہ مین اور علم اوسکے متصل تھا تو عیدگاہ سے
بہت دور رہوا ۔) آسپر ہمارے مخاطب صاحب فرماتے ہین **قولہ** یہ تقریر
کیسی مضحکۃ الصبیان ہے اس تقریر کی ایک مثال دیتا ہون کسی شخص نے
ایک بیوقوف سے کہا کہ پانی لے آو پانی لوٹے کے پاس ہے اور لوٹا گھڑے
کے پاس ہے اوس بیوقوف نے جو مولویصاحب کا ہمزاد تھا کہا کہ پانی
گھڑے سے بہت دور رہا اور یہ نہین سمجھا کہ پانی تو اوس گھڑے کا مظروف ہے الخ
اقول جواب تو آپ سے بن نہین پڑا فقط اختراعی وخلاف محاورہ مثالون
سے ٹالنا سیکھ لیا ہے ۔ یا گالیان دیکر پیچھا چھوڑانا یاد کرلیا ہے ۔ بھلا کوئی
بھی بیوقوف یہ کہیگا کہ پانی لوٹے کے پاس ہے ۔ مین جانتا ہون ہر صاحب
فہم زبان دان ہمارے مخاطب کی مثال پر بیساختہ قہقہہ لگائینگے اس
مثال کو یون بولتے ہین کہ پانی لے آو پانی گھڑے مین ہے اور گھڑا لوٹے
کے پاس ۔ اونی زبان دان سے محاورہ پوچھ لیجیے ۔ نہ یہ کہ پانی لوٹے کے
پاس اور لوٹا گھڑے کے پاس ۔ اگر مصلی مین علم ہوتا تو عبارت یون ہوتی
حتی الی العلم الذی فی المصلی ۔ یعنی آئے آپ اوس نشان پر جو مصلی مین

تھا ۔ حالانکہ اصل عبارت یون ہے (حتی الی العلم الذی عند دار کثیر بن
الصلت) یعنی آئے آپ موضع علم کے پاس جو متصل گھر کثیر بن صلت کے
ہے ۔ تو اب ہر عاقل محاورہ دان اس عبارت سے یہی مطلب سمجھیگا کہ علم مصلی مین

نہین تھا بلکہ خارج مصلی تھا متصل مکان کثیر بن صلت کے۔ **قولہ** حالانکہ
خود چند سطر اوپر لکھ چکے ہین کہ آنحضرت صلعم کے نماز کی جگہہ علم تھا تو کیا آنحضرت
صلعم کی نماز کیجگہہ عیدگاہ سے بہت دور تھی الخ۔ **اقول** ارباب دانش پر
مخفی نہین کہ مین نے اپنی تحریر اسوہ مین تین طرح سے معترض کے دعوی
علم کی نفی کی تھی۔ اولاً وجود علم کا آنحضرت صلعم کے زمان مبارک مین انکار۔
ثانیاً بر تقدیر تسلیم وجود علم نفی اوسکی مصلی سے ثالثاً بیان معنی بر تقدیر
وجود علم مصلی مین۔ اگرچہ عبارت مین تقدیم و تاخیر ہے مگر اصل مطالب یہی ہین
ذرا غور فرما کر سمجھا کیجیے۔ مین نے اسوہ مین یون لکھا تھا (تو ہم کہتے ہین کہ
مراد اس سے ایک نشان ہے جیسے آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نشان لاکر
کھڑا کیا جاتا تھا جس سے یہ معلوم ہو کہ عیدگاہ کا نشان ہے) اسپر مخاطب صاحب
فرماتے ہین **قولہ** الحمد للہ مولوی صاحب نے خود اقرار کیا کہ آنحضرت صلعم کے
زمانہ مین نشان کھڑا کیا جاتا تھا اور یہ کہ مروان وغیرہ نے بھی ویسے ہی کیا الخ
اقول جناب من کچھہ تو غور و تامل سے کام لیا کیجیے۔ اندھا دھوند نہ ہانکا کیجیے
آنحضرت صلعم کے زمانہ کے نشان سے وہی عنزہ مراد ہے جو آپ کے
سامنے اوٹھایا جاتا تھا اور آپ کی جاے نماز کے سامنے سترہ کے لئے
گاڑا جاتا تھا۔ پھر بعد نماز کے واپس لایا جاتا تھا۔ یہ اتفاق سال مین دو دفعہ
پڑتا تھا۔ مروان وغیرہ نے ہمیشہ کے لیے کثیر بن صلت کے مکان کے پاس

ایک نشان کھڑا کردیا تو یہ نشان بیشک دو وجہ سے بدعت ٹھہریگا - ایک تو
اسوجہ سے کہ آنحضرت صلعم جاے نماز اپنی پر بطور سترہ کے اوس نشان کو
کھڑا کرتے تھے - مروان وغیرہ نے جاے نماز سے دور رکھڑا کیا - دوم بعد
فراغت کے وہ نشان آپ کے ساتھ جاتا تھا - مروان وغیرہ نے مداومت کیلئے
کھڑا کردیا اس باعث سے یہ بیشک بدعت ٹھہرا - نشان آنحضرت صلعم اور
مروان وغیرہ مین فرق ثابت ہوا - آگے جو اسکے بعد بیدتہذیبی کے کلمات
آپنے لکھے ہین اوسکا جواب سواے صبر کے اور کچھ نہین ہے - مین نے
اسوہ مین لکھا تھا (اصل معنی تو وہی ہین جو ترجمۃ الابواب شاہ ولی اللہ
صاحب سے گذر چکے) اس عبارت کے جواب مین آپ فرماتے ہین -

قولہ معاذ اللہ یہ کیسا کذب ہے شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت منقولہ مین تو معنی
علم کا بالکل ذکر نہین ہے یہ کسطرح کی دلیری ہے الخ **اقول** یہ آپکا محض بہتان
صریح ہے مین نے یہ کب لکھا ہے کہ اصل معنی علم کے ترجمۃ الابواب شاہ صاحب
مین گذرے - (وہی) کا مشار الیہ علم کو سمجھنا آپ کے فہم کی خوبی ہے - یہ بھی ابتک
آپکو نہین معلوم کہ لفظ یہ اشارہ قریب کے لئے ہے اور وہ بعید کے لئے
کسی رسالہ قواعد اردو کا ملاحظہ فرمائیے - مہربانمن مشار الیہ اسکا حدیث ہے
جسکے معنی بیان کئے جاتے ہین - میرے کلام کے معنی یہ ہین کہ اصل معنی
حدیث وہی ہین جو ترجمۃ الابواب شاہ صاحب کی عبارت سے گذر چکے

یعنی آنحضرت صلعم آیۓ موضع علم ہین۔ اور اس کلام کو پہلی عبارت سے ربط بھی اسطرح سے ہے کہ معنی حدیث کا اوپر سے بیان چلا آتا ہے یہان اوسکی طرف اشارہ کیا گیا۔ اہل انصاف انصاف فرماوین کہ مخاطب صاحب بغیر سمجھے بوجھے کیسے کیسے بد تہذیبی کے کلمات زبان قلم پر لاتے ہین۔ اس قول مین میری نسبت فرماتے ہین کہ (یہ حضرت منہہ پر جھوٹھ بولنے والے ہین) اور مسلمانون کو ہدایت کرتے ہین کہ اسکی کسی بات کا اعتماد نہ کرین۔ ایسے ہی اور لایعنی کلمات آپنے بکے ہین۔ ان حضرات رحیم آبادیون کو بس اسیقدر زبانی اور گالی گفتہ سے یاد ہی لیجانی آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم ان حضرات کو مخاطب کرنا نہین چاہتے۔ انکے مقابل کے تو حافظ عبد الشکور ہین۔ اونھون نے بھی اپنے رسالہ فتح الشکور مین انہین کے طرز پر ان حضرات کے رد مین کلام کیا ہے جسکا جواب آجتک انسے نہو سکا۔ **قولہ** اور عینی مین تو تقلید کا آپ نقصان نکالتے ہین تو کیا قسطلانی مقلد نہین ہے الخ۔ **اقول** بہت اچھا اگر قسطلانی بھی عینی سا سخت مقلد آپ کے نزدیک ہے تو دونون کی باتون کو جانے دیجیے خاک ڈالیے۔ نہ ہم قسطلانی کی بات کو پیش کرین۔ نہ آپ عینی کی۔ الغرض جو متعصب مقلد ہو بیشک اوسکی بات قابل سند کے نہین ہے۔ ہان عینی کا متعصب ہونا تو اظہر من الشمس ہے۔ خود بعض حنفیہ نے اسکا اقرار کیا ہے۔ قسطلانی کو متعصب مقلد آجتک کسی نے نہین کہا اسکا

ثبوت آپ کے ذمہ ہے **قولہ** اور عینی نے اسکو بایں طور لکھا ہے کہ مفہوم کلی (اسکا شئی عمل لیعرف بہ المصلی) لکھکر بعض انواع اوسکے بیان کردیے ہیں پھر یہ کیسی خبطگی یا کذب وبہتان ہے کہ علم میں اختلاف بیان کیا ہے الخ

اقول سوای اس بیہودہ کلامی کے کچھہ اور مطلب فہمی سے بھی کام ہے یا نہیں عبارت کا مطلب تو ظاہر ہے کہ علم کے پہلے مضاف مقدر ہے - اچھا یہ تو فرمائیے کہ یہ مفہوم کونسا کلی ہوا ظاہر ہے کہ مفہوم کلی کلی منطقی ہے اور کلی منطقی کا وجود خارج مین پایا نہین جاتا - اور آپنے مفہوم کلی بتایا ہے - معروض سے کچھہ تعرض نہین کیا - اگر فرمائیے کہ معروض مفہوم کا شئی ہے تو کہا جاویگا کہ اولاً آپکو لازم تھا کہ مفہوم کلی کے ساتھہ کوئی دوسری قید زائد کرتے - اگر معروض بھی مانین تو بھی کلی طبعی ٹھہرا - کلی طبعی کا وجود بھی خارج مین بطور استقلال کے نہین پایا جاتا - ہان بضمن اشخاص کے پایا جاتا ہے - تو اب آپ ہی انصاف فرمائیے - جو خارج مین پایا جاویگا وہ فرد اوسکا ہوگا اور وہی علم کہلائیگا - اگر اوسی فرد کو مین نے علم سے تعبیر کرکے کہا کہ عینی نے علم مین اختلاف بیان کیا ہے - تو کیا غضب ملا دیا - کیا عوارضات شخصیہ کے عارض ہونے سے اوس شئے مین اختلاف نہین ہوجاتا - گو نفس ماہیت مین نہ سہی - پھر بھی وہ فرد تو دوسرے افراد سے ممتاز ہوجاتا ہے - یہی مراد میری اختلاف علم سے ہے

قولہ شک فی العلم سے آپ کی کیا غرض الخ - **اقول** جواب اسکا پہلے قول مین بیان
گذر چکا ملاحظہ فرمائیے دوبارہ اعادہ کی حاجت نہین - **قولہ** اور (دع
ما یریبک الحدیث) کو آپنے یہان کس موقع پر ذکر کیا (ما یریبک) کا مصداق
مصلاے ذوالعلم کو قرار دیا تو (مالا یریبک) کا مصداق مصلاے بلا علم کو
کیونکر سمجھا - کیونکہ بقول آپ کے ایک ہی مصلی کے معلم و غیر معلم ہونے مین
شبہ ہے تو دو شئے کون ہوئے اور ما یریبک اور مالا یریبک کے دونون
جدا جدا مصداق کون ہین الخ - **اقول** ذرا سمجھہ بوجھہ ہوش حواس کو
درست کر کے جو لکھا کیجیے (دع ما یریبک) کا مصداق مین نے مصلاے
ذوالعلم کو کب قرار دیا ہے - مین نے تو مصداق اسکا خالی معنی علم کو قرار دیا ہے
کہ جب علم مین شک پڑ گیا تو علم کو چھوڑ کر عدم علم کیطرف مراجعت کرنا چاہیے
حاصل کلام کا یہ ہے کہ (دع ما یریبک) کا مصداق علم ہے - اور مالا یریبک کا
عدم العلم - اور اگر مصلاے ذوالعلم کو بھی مصداق اوسکا قرار دیا جاوے
تو فقط اعتباری فرق ہوگا - یعنی ایک ہی شئے دو اعتبارون سے جدا جدا
گنی جاویگی یعنی مصلی اس اعتبار سے کہ ذوالعلم ہے - مغائر ہے اوس
مصلی کے جو بغیر علم کے ہے - مثل مشہور یون ہے لو لا الاعتبارات لبطلت
الحکمۃ - مین نے اسوۂ حسنہ مین یون لکھا تھا (ظرف مظروف مین تغائر
و تباین ہوتا ہے آپنے تو یہ حکم لگا دیا کہ بالکل عیدگاہ ہی پختہ بنوا دی جاوے

بالمصلی کی جگہہ عین مصلی کردیا) اس میری تحریر پر آپنے یہ رقم فرمایا ہے
قولہ معلوم ہوتا ہے کہ میری تحریر مولویصاحب کی سمجھہ مین نہین آئی کیونکہ
مین نے زمین عیدگاہ کی پختہ بنوانے کے جواز پر استدلال علم سے
نہین کیا جو مولویصاحب یہ بک گئے الخ **اقول** کیون غیر مہذب باتین
زبان قلم سے نکالتے ہو۔ مین نے کب کہا ہے کہ آپ نے زمین پختہ بنوانے کے
جواز پر علم سے استدلال کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ آپنے میری تحریر کا
مطلب سمجھا ہی نہین۔ اور نہ سمجھنے مطلب کا الزام میرے ذمہ لگادیا۔ آپنے اصل
فتوی مین یہ لکھا تھا (پس یہ علم ظاہر نظیر ہے اس زمانہ کی عیدگاہ کا جو مروج
ہے کیونکہ مقصود اصلی اس عیدگاہ سے وہی ہے جو اس علم سے تھا)
اسپر مین نے یہ گذارش کیا تھا کہ اوپر کی عبارت سے بفرض تسلیم تو یہی معلوم
ہوا۔ کہ علم مصلی مین تھا۔ ماہرین علم سے پوشیدہ نہین کہ عیدگاہ ظرف اور
علم مظروف ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ظرف مظروف مین تغائر تباین ہوتا ہے
آپنے تو یہ حکم لگادیا کہ بالکل عیدگاہ ہی پختہ بنوا دیجاوے) مین نے اعتراض
بالکل عیدگاہ پختہ بنوانے پر جسمین چار دیواری وغیرہ سب آگئی کیا ہے
نہ خالی پختہ زمین پر۔ اور نہ مین نے یہ کہا کہ آپنے علم سے جواز پختہ زمین کی
کیون استدلال کیا ہے۔ حالانکہ اگر کہتا تو ہو سکتا تھا اسلیے کہ یہ قیاس
مع الفارق تھا۔ آپ نہ تامل عبارت مین فرمائیے۔ نہ سابق ولاحق کا لحاظ کرتے ۱۹

نہ اپنی اصلی عبارت کا مطالعہ کرین ۔ جھٹ بغیر سوچے سمجھے اعتراض کرنے
اور بیہودہ کلمات لکھنے پر تیار ہو جائین ۔ اس ہٹ دھرمی کا کچھہ علاج ہے
قولہ ظرف مظروف کی تقریر آپ کے نزدیک بہت بڑی علمی بات ہے جو اسکی
نسبت لکھتے ہین کہ ماہرین علم پر پوشیدہ نہین الخ ۔ **اقول** مین نے بڑی
چھوٹی بات کا تو ذکر تک نہین کیا ۔ آپ جو چاہین اپنے من سے گھڑ لین علمی بات
ہونے مین اسکے تو شک نہین ۔ رہی یہ بات کہ یہ بڑی بات ہے یا چھوٹی
مین نے اسکی نسبت کچھہ نہین لکھا ۔ آپ اپنی طرف سے خواہ اسکو چھوٹی بنائے
یا بڑی **قولہ** فاقول بوجہین الاول انک ما اردت بلفظ المصلی سطح الارض
او غیرہ فان اردت غیرہ فعلیک البیان وان اردت سطحہ الخ ۔ **اقول**
عبارت اردو کا جواب عبارت عربی مین دینا یہ قاعدہ آپ نے کس کتاب
سے اخذ کیا ہے ۔ کیا مطابقت رد و مردود مین ہونی چاہئے یا نہین ۔
اور آپ کی اس تہتی عربی سے تو عبارت اردو ہی اچھی تھی جس شخص کو
یہ تمیز نہو کہ ارض مذکر ہے یا مونث سطحہا کی جگہہ سطحہ لکھے ۔ وہ عربی لکھنے کا
قصد کرے ۔ اگر آپکو عربی ہی لکھنے کا شوق ہے تو کوئی علحدہ رسالہ عربی مین
موافق محاورے اہل عرب کے لکھئے ۔ پھر دیکھئے اوسکا جواب کیسے مسوم علم
سے دیا جاتا ہے ۔ اصل غرض عربی لکھنے آپ کی معلوم ہوگئی کہ جواب آپ سے
بن نہین سکا کیونکہ اگر آپ میری عبارت کا جواب اردو مین لکھتے تو ہر خاص و عام

سب جان جاتے کہ یہ جواب ٹھیک نہین ہے - لہذا آپنے عربی عجمی نما لکھی کوئی اردو خوان اس راز پر مطلع نہو - اب مین ان دو سطرونکا ترجمہ لکھکر جواب دونگا - کیونکہ اکثر ناظرین رسالہ ہذا کے ایسے ہین جو عربی عجمی وضع کی عبارت نہین سمجھ سکتے **قولہ** وان اردت سطحہ فاسلک ان ما وضع علیہ مین اللبن والجص بوضع خاص ہو وذلک السطح متغایران ام متحدان ان قلت بالاتحاد فلا یسلمہ اہل السداد وانت مطالب بالبرہان وکیف الموضوع والموضوع علیہ یتحدان - **ترجمہ** اگر مراد مصلی سے سطح زمین ہے تو مین پوچھتا ہون کہ جو اوپر اینٹ اور گچ وضع خاص سے رکھا گیا ہے وہ اور یہ سطح آپسمین متغائر ہین یا متحد اگر تو اتحاد کہے تو اہل سداد اسکو تسلیم نہین کرینگے اور تجھ سے مطالبہ دلیل کا کیا جاویگا کہ موضوع اور موضوع علیہ متحد کیسے ہوسکتے ہین - **اقول** مین شق ثانی یعنی اتحاد کو اختیار کرتا ہون یعنی جب صحرا کی زمین پختہ بنوائی جاویگی تو اینٹین وسرخی وغیرہ اوسمین ایسی ملائی جاتی ہین کہ دونونکا ایک حکم ہو جاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ اوسپر نماز جائز ہوتی ہے - اس مقام پر تو موضوع اور موضوع علیہ مین نہایت علاقہ مضبوط ہے دونونکو گویا ایک کردیا گیا ہے - شارع نے تو ادنی ادنی علاقہ سے موضوع پر موضوع علیہ کا حکم جاری فرمادیا ہے - خیال کیجئے قرآن شریف مین اللہ تعالی نے وضو مین مسح سر فرض کیا ہے اور عمامہ

سر نہین - چونکہ اسکو علاقہ سر سے ہے - اسیواسطے آنحضرت صلعم نے
عمامہ پر مسح کرنے کو جائز فرمایا - قرآن شریف مین پاؤنکا دہونا آیا ہے
آنحضرت صلعم نے خف یعنی موزہ پر مسح کرنے کو بوجہ علاقہ کے جائز فرمایا
عمامہ موضوع سر موضوع علیہ جو حکم موضوع علیہ کا تھا اونی علاقہ سے
وہ حکم موضوع کو دیا گیا - گویا کہ دونون ایک ہی ہین - قال الامام الربانی القاضی
محمد بن علی الشوکانی رح فی کتابہ نیل الاوطار - واحتجوا بان اللہ فرض المسح علی الراس
والحدیث فی العمامۃ محتمل التاویل فلا یترک المتیقن للمحتمل والمسح علی العمامۃ
لیس بمسح علی الراس ورد بانہ اجزا المسح علی الشعر ولا یسمی راسا فان قیل یسمی
راسا مجاز العلاقۃ المجاورۃ قیل والعمامۃ کذلک بتلک العلاقۃ فانہ یقال
قبلت راسہ والتقبیل علی العمامۃ والحاصل انہ قد ثبت المسح علی الراس فقط
وعلی العمامۃ فقط وعلی الراس والعمامۃ والکل صحیح ثابت فقصر الاجزاء
علی بعض ما ورد بغیر موجب لیس من داب المنصفین **ترجمہ** مانعین
نے حجت پکڑی ہے کہ بیشک اللہ نے مسح سر پر فرض کیا ہے اور حدیث
عمامہ محتمل التاویل ہے پس یقینی بات محتمل سے نہین چھوڑی جاویگی
اور عمامہ پر مسح کرنا مسح سر نہین ہے اور رد کیا گیا ہے کہ بیشک مانع نے
مسح بالون پر جائز رکھا ہے حالانکہ بال کا نام سر نہین رکھا جاتا اگر کہا جاوے
کہ مجازا علاقہ مجاورت سے اسکو سر بولتے ہین تو کہا جاویگا کہ عمامہ بھی ایسے ہی

اوسی علاقہ سے ہے۔ پس بیشک بولا جاتا ہے کہ مین نے اوسکے سر کو بوسہ دیا حالانکہ تقبیل عمامہ پر ہوتی ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ بیشک مسح کرنا فقط سر پر ثابت ہوا ہے اور فقط عمامہ پر بھی اور عمامہ اور سر پر بھی اور کل صحیح ثابت ہے پس اقتصار کرنا اجز البعض ما ورد پر بغیر کسی موجب کے واب منصفین سے نہین۔ عبارت امام شنوکانی سے معلوم ہوا کہ درمیان عمامہ اور سر کے علاقہ ہوتا ہے۔ اور اسی علاقہ کی جہت سے سر کا حکم عمامہ پر کیا جاتا ہے۔ اور اطلاق سر کا مجازاً عمامہ پر آتا ہے۔ اور اس مقام متنازع مین تو علاقہ نہایت ہی مضبوط و محکم ہے۔ پھر کیونکر اتحاد کا حکم نہ کیا جاوے چہ جائیکہ اینٹین وچونہ وغیرہ بھی اوسی زمین کی اجزا سے ہے۔ اگر دونون کے درمیان بالکل تغائر و تبائن ہوتا تو آپ کیسے فرماتے۔ کہ مصلی مین نماز پڑھی۔ تمام لوگ بولتے ہین ہمنے نماز عیدگاہ مین پڑھی مجازاً اوسکو عیدگاہ کہتے ہین۔ اطلاق مصلی کا اوسپر کرتے ہین پس اب اعتراض میرا اپنے حال پر باقی رہا۔ **قولہ** والثانی ان الموضع الذی جعل فیہ العلم ہل یصدق علیہ المصلی ام لا ولم یصدق فکیف یصح العلم بالمصلی و این الظرفیۃ التی قد غرتک ولو صدق فذہب ایراوک فافہم وتفکر و لاتکن من الجاہلین واستحی من مکابرۃ الماہرین۔ **ترجمہ** وجہ ثانی بیشک وہ جگہ جسمین علم بنایا گیا ہے کیا مصلی اوسپر صادق آتا ہے یا نہین اگر نہین

صادق آتا تو کیونکر صحیح ہوگا علم مصلی مین اور کہان گئی ظرفیت جس نے تجھکو
مغرور کیا تھا۔ اور اگر صادق آتا ہے تو تیرا ایراد وفع ہوگیا پس سمجھہ اور فکر کر
اور غافلون سے مت ہو اور شرم کر ماہرین سے مکابرہ کرنے مین۔ **اقول**
ہم شق ثانی کو اختیار کرتے ہین۔ کہ جس جگہہ پر علم ہے وہان مصلی صادق آتا ہے
پھر اعتراض کیسے رفع ہوا۔ کیا آپنے ظرف مظروف کو ایک ہی سمجھہ لیا ہے۔
اگر تھوڑا پانی کسی بڑے برتن مین اسطرح پر ہو کہ بعض سطح باطن برتن کا سطح
پانی سے مماس ہو بوجہ قلت پانی کے تو کیا آپ یہ حکم لگاوینگے کہ پانی اور
برتن ایک ہوگئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو سطح برتن پانی کو مماس ہے
اوس پر برتن بھی صادق آتا ہے جیسے بعض مصلی مماس علم ہے اور
اوسکو مصلی بوجہ اطلاق کل کے جزء پر بولدیتے ہین اگرچہ یہ جگہہ جزء
مصلی ہے فافہم وتدبر ولا تکن من الجاہلین۔ ہان یہ تو فرمائے الو صدق
فذہب ایراد کی) یہ کہانکا محاورہ ہے۔ لو کان الجزء الضیا الغیر قادر لم یجز القادر
یہ مسئلہ نحو کا معلوم ہے یا نہین پھر لو کے جواب مین فاء آتی ہے یا لام
براے مہربانی ان باتون سے جلد مطلع فرمائیے۔ اپنے منہہ سے ماہر بننا
یہ آپ کا ہی کام ہے۔ آپکی مہارت کا حال بخوبی معلوم ہوگیا۔ کچہہ تو شرم
وحیا سے کام لیجئے۔ **قولہ** میری تقریر کا ماحصل جواز مکان مین یہ ہے کہ عیدین
کی نماز صحرا مین اداکرنی مسنون ہے **اقول** الحمدللہ کہ اسقدر تو آپ کو اقرار ہے

کہ نماز عیدین کی صحرا مین پڑھنا سنت ہے سے عمرت درازیادکہ این ہم غنیمت ست

قولہ باقی رہی زمین عیدگاہ اسکی ہیئت سے شارع علیہ السلام نے کوئی بحث نہین فرمائی کہ کیسی ہو سبزی جمی ہوئی ہو یا صاف زمین کچی ہو یا پکی اس سے شارع کچھ بحث نہین کیسی ہی ہو۔ پس انسان حسب ضرورت اور مصلحت اپنی زمین عیدگاہ کو درست کرسکتا ہے الخ **اقول** پہلے اسکی بحث مفصل گذر چکی کہ جاے نماز عید آپ کی صحرا مین ایک جگہہ معین تھی۔ شارع نے جس چیز کو جس ہیئت پر مشروع فرمایا ہے اوسمین تغیر کرنا جائز نہین ہے۔ اگر کسیطرح کا تغیر اوسمین جائز ہوتا تو صحابہ یا تابعین ضرور اوسمین تغیر کرتے مسجد نبوی کو حضرت عثمان رض نے کیسا عمدہ بنوایا صحابہ نے انکار نہ کیا۔ اگر عیدگاہ کا پختہ یا خام بنوانا جائز ہوتا تو ضرور صحابہ اوسکو بھی خام یا پختہ بنواتے صحابہ و تابعین کا مصلی آنحضرت صلعم میں تغیر نہ کرنا نہایت عمدہ واضح دلیل ہے کہ جاے نماز عید مشروعہ ہے۔ جس ہیئت پر شارع نے رکھا اوسکو ایسے ہی رہنے دینا چاہیے۔ اور نیز حدیث انس رض کی پہلے مصرح گذر چکی کہ آنحضرت صلعم نے مصلی مین اینٹ پر رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ کہنا کہ شارع نے اس سے کچھ بحث نہین کی تو محل نظر ہے۔ ایک شی مشروعہ کو جب شارع نے مدت العمر ایک ہی ہیئت پر رکھا تو کیا شارع کی تقریر نہ پائی گئی۔ چہ جائیکہ خود ممانعت شارع کی پہلے

گذر چکی فتذکر- **قولہ** اسیطرح کوئی مکان عیدگاہ مین بنا بر کسی مصلحت کے بانیطور رہ سکتا ہے کہ صحرائیت اوسکی زائل نہو الخ - **اقول** جب مکان پختہ بنگلہ بنگیا اور عورتون یا مردون نے اوسمین نماز پڑھی تو صحرا کہان رہا وہ تو اپنا مکان ہوگیا - آپ اپنے والد کے خط کو جسکی پہلے نقل ہو چکی ہے ملاحظہ فرمالیجئے - عیدگاہ کو مکان سکونت پر قیاس کرنا یہ آپکا ہی کام ہے نماز عید کے لئے صحرا مین جانا مسنون ہے - ایک قطعہ خاص صحرا کا اس نماز کے لئے معین کیا گیا ہے - یہانتک کہ حیض والی عورت کو آنحضرت صلعم نے عیدگاہ سے علحدہ بیٹھنے کو فرمایا - اسکو آپ مکان سکونت پر قیاس کرتے ہین اور آگے جاکر لکھتے ہین کہ گھر کی زمین کو بھی ویسے ہی رہنے دینا چاہئے امور دنیا کو مقیس علیہ امور دین کا بناتے ہین - آنحضرت صلعم کے زمانہ مین ہر قسم کے لوگون کے مکان تھے - کسیکا بالاخانہ کسیکا کسی ہیئت پر کسیکا کسی ہیئت پر امور دنیا مین خود آپنے فرمادیا ہے انتم اعلم بامور دنیاکم آنحضرت صلعم و خلفاء راشدین کے زمانہ مین عورتین برابر عیدگاہ مین حاضر ہوتی تھین - مردون کے بعد صف عورتون کی ہوتی تھی - اب ہمارے مخاطب صاحب یہ فرمارہے ہین - کہ عیدگاہ مین ایک مکان خاص عورتون کے لئے بنایا جاوے عورتین مکان مین بند رہکر نماز پڑھین - مرد علحدہ باہر مکان کے - اے ایمان والو کچھہ تو انصاف کرو حضرت صلعم کے طریقہ کو یہ بگاڑنا نہین تو

کیا ہے انشاءاللہ اس بگاڑ کا حال قیامت مین معلوم ہوجاویگا۔ اگر سمجھے ہو
تو آؤ اس مسئلہ مین مباہلہ کرلو۔ دیکھو اللہ کا غضب کسپر نازل ہوتا ہے۔

قولہ غرض کہ مین اہتمام ہیئت و تشخص صحرا کا منکر ہون الخ۔ **اقول** اصل عیدگاہ جو آنحضرت صلعم کی تقریر و صحابہ کرام کی تقریر سے ثابت ہے اوسمین احداث کے آپ مدعی ہین یا نہین۔ جو شخص احداث کسی امر کا مدعی ہو اوسکو دلیل دینا چاہیئے۔ مین تو احداث مکان وغیرہ کا منکر ہون بموجب حدیث البینۃ علی المدعی کے بینہ و دلیل احداث کی آپکے ذمہ ہے نہ میرے ذمے مین نے کسی امر کا دعوی نہین کیا۔ مین نے تو پہلے ہی کہا اور اب بھی کہتا ہون کہ جس جا سے نماز مشروعہ کو شارع نے مدت العمر جس طریقہ پر رکھا۔ اور صحابہ و تابعین نے بھی اوسمین تغیر نہ کیا تو اب اوسکو ایسے ہی رہنے دینا چاہیئے جو شخص اسمین احداث و اختراع کرے اوسکو چاہیے کہ کوئی دلیل اپنے اختراع کی بیان کرے ورنہ بدعتی کہلائیگا۔

قولہ پھر فرمائیے تو آپکے مجدد العلم صاحب کی مسجد آپ کے قاعدہ کے موافق ہے یا نہین اگر نہین ہے تو آپ اونکو بدعتی کہئے اور اول اونکو نصیحت کیجیے کیونکہ آپ پر اونکا حق ہے **اقول** اے جناب آپکو اوس ذات پاک سے کیون عداوت ہے اونھون نے آپکا کیا بگاڑا ہے جو بغیر دیکھے بھالے آپ کی مسجد پر اعتراض کرنے لگے۔ بے شک مسجد مذکور مصداق مسجد ہے اور بانی مسجد نے

کسی جگہہ زخرفت مسجد کو مسنون نہین لکھا ہے۔ اور نہ اپنی مسجد کو مثل مساجد بمبئی وغیرہ آرایش کیا ہے لکن ع چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ✝ عیب نماید ہنرش در نظر ✝ عالم کی حقیت اوسکی حق گوئی سے ثابت ہوتی ہے نہ مجرد عمل سے۔ کیونکہ عمل مین احتمال ریا و زمانہ سازی کا بھی ہوتا ہے۔ اور قول مین اللہ کا ڈر رہتا ہے۔ پھر ایسا قول جسکی وجہ سے مبتدعین زمانہ دشمن ہوجائین دلیل صریح ہے انصاف پر۔ آپنے اوجان کی مسجد کو نہ پوچھا کیونکہ اونکا بھی تو مجھپر دوستی کا حق ہے۔ اور جناب میانصاحب مدظلہ العالی کا بھی آپ پر اور میرے پر اوستادی کا بڑا حق ہے اونکی مسجد کا حال دریافت نہ کیا۔ یہ آپکا قصور نہین آپ کے معلم اور نفس ناطقہ مولوی لطف حسین واکیہ واعظ وصاحب مطبع جو مدت سے ہمارے مجدد العلم کا نمک کھارہے ہین۔ کی تعلیم ہے۔ افسوس ہے کہ نمک کا آج کل یہی اثر رہگیا ہے۔ مثل تو یون مشہور ہے جسکا کھاے اوسکا گاے۔ مگر یہ لوگ اولٹی چال چلتے ہین۔ اب آپ اپنے اعتراض کا جواب سنئے۔ مین تین وجہ سے جواب گذارش کرتا ہون **وجہ اول**

بخاری مطبوعہ مطبع احمدی جلد اول صفحہ ۶۴ مین ہے۔ باب من بنی مسجدا

حدثنا یحیی بن سلیمان حدثنا ابن وہب قال اخبرنی عمرو ان بکیرا حدثہ ان

عاصم بن عمر بن قتادۃ حدثہ انہ سمع عبید اللہ الخولانی انہ سمع عثمان بن عفان

رضی اللہ عنہ یقول عند قول الناس فیہ حین بنی مسجد رسول اللہ صلعم
انکم اکثرتم وانی سمعت رسول اللہ صلعم یقول من بنی مسجدا قال بکیر حسبت
انہ قال یبتغی بہ وجہ اللہ بنی اللہ لہ مثلہ فی الجنۃ **ترجمہ** عبید اللہ
خولانی نے حضرت عثمان بن عفان رضہ سے سنا کہ فرماتے تھے وقت کہنے
لوگون کے اونمین جسوقت اونھون نے مسجد رسول اللہ صلعم کو بنا کیا
کہ بیشک تم لوگون نے بہت کلام کیا اور حالانکہ مین نے آنحضرت صلعم سے
سنا فرماتے تھے جس شخص نے مسجد بنائی بکیر نے کہا مین عاصم کو گمان کرتا ہون
کہ بیشک اوس نے کہا کہ طلب کرتا ہو اوس بنا سے رضامندی اللہ تعالی
کی بنائیگا اللہ تعالی اوسکے لئے مثل اوسکے جنت مین یعنی جس آدمی
نے خالص اللہ کے لئے جیسی مسجد بنوائی لعہ اوسکے لئے ویساہی مکان
جنت مین بنائیگا ۔ حضرت عثمان رضہ نے مسجد کو نہایت عمدہ سنگین بنوایا
پتھر نقش دار لگائے چھت ساج کی لکڑیکا بنایا۔ بعض لوگون نے اس
بنا پر اعتراض کیا۔ حضرت عثمان رضہ نے اس حدیث کو سنایا کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا ہے جیسی کوئی مسجد بنائیگا اللہ تعالی ویساہی مکان اوسکے
لئے جنت مین بنائیگا ۔ حضرت عثمان رضہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ
آنحضرت صلعم نے بنا مسجد کی ترغیب دی ہے خام پختہ سنگین گچ کوئی
قید نہین لگائی۔ اس اطلاق کو جو شخص رفع کرے اوسکو چاہئے کہ

ایسی ہی صحیح روایت پیش کرے - اور حضرت عثمان رضہ جو خلیفہ ثالث تھے
اونھون نے بھی اس حدیث کا یہی مطلب سمجھا کہ جیسی کوئی مسجد عمدہ بنائیگا
اللہ اوسکے لئے ویسا ہی جنت مین مکان بنائیگا - اسیواسطے تو اونھون
نے نہایت عمدہ منقش پتھرون سے مسجد کو بنایا - یہ حدیث باطلاقہ خود آئی ہے
کہ مسجد جیسی کوئی چاہے عمدہ بنواسے - ہان البتہ اوسمین یہود و نصاری
کیطرح زینت اور زخرفت نہ کرے - کیونکہ حدیث صحیح مین اسکی ممانعت
آچکی ہے - بخاری مین ہے قال عمر وایاک ان تحمر او تصفر فتفتتن الناس
قال انس یتباہون بہا ثم لایعمرونہا الا قلیلا و قال ابن عباس لیتزخرفنہا
کما زخرفت الیہود والنصاری **ترجمہ** عمر رضہ نے فرمایا تو بچ مسجد کے
سرخ یا زرد کرنے سے پس تو لوگونکو فتنہ مین ڈالیگا حضرت انس رضہ
نے کہا فخر کرینگے مساجد سے پھر اوسکو آباد نہ کرینگے مگر تھوڑے - ابن
عباس رضہ نے کہا البتہ زینت کرینگے مساجد کی جیسا کہ زینت کیا یہود اور
نصاری نے - حاصل کلام کا یہ ہے کہ مسجد کو جسطرح سے جو چاہے بنوا دے
مگر زینت کرنے سے بچے - ہمارے مجاورنے بھی ایسے ہی مسجد پختہ
بنوائی ہے زینت یہود و نصاری کیطرح اوسمین نہین کی - **وجہ دوم**
اصل بنا ر مساجد مین یہ ہے کہ طول اور عرض اوسکا قلت اور کثرت
مصلیان مسجد کے اعتبار سے کیا جاتا ہے - اگر مصلی کم ہوتے ہین

تو مسجد اکثر چھوٹی بنوائی جاتی ہے۔ اگر لوگون کی کثرت ہوتی ہے تو مسجد بڑی بنوائی جاتی ہے۔ دیکھو جامع مسجد دہلی و باقی مساجد کو۔ طول و عرض مین مساجد کا مصلیون کے موافق بڑہانا گھٹانا فعل آنحضرت صلعم سے ثابت ہے۔ آنحضرت صلعم نے پہلے اپنی مسجد کو بنا کیا۔ جب لوگونکی کثرت ہوئی تو پھر آنحضرت صلعم نے دوبارہ مسجد کو وسیع فرمایا۔ حضرت عثمان رضہ نے زمین اپنے دامون سے خریدی۔ آنحضرت صلعم نے مسجد مین اوسکو زیادہ کیا۔ ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی جلد ثانی صـ۲۱۲

مین ہے عن ثمامة بن حزن القشیری قال شهدت الدار حین اشرف علیهم عثمان فقال ائتونی بصاحبیکم اللذین الباکم علیّ قال فجی بهما کانهما جملان او کانهما حماران قال فاشرف علیهم عثمان فقال انشدکم بالله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله صلعم قدم المدینة ولیس بها ماء یستعذب غیر بیر رومة فقال رسول الله صلعم من یشتری بیر رومة فیجعل دلوه مع دلاء المسلمین بخیر له منها فی الجنة فاشتریتها من صلب مالی فانتم الیوم تمنعونی ان اشرب منها حتی اشرب من ماء البحر قالوا اللهم نعم فقال انشدکم بالله والاسلام هل تعلمون ان المسجد ضاق باهله فقال رسول الله صلعم من یشتری بقعة ال فلان فیزیدها فی المسجد بخیر له منها فی الجنة فاشتریتها من صلب مالی وانتم الیوم تمنعونی ان اصلی فیها رکعتین

قالو اللهم نعم الی آخر الحدیث **ترجمہ** ثمامہ بن حزن قشیری سے
روایت ہے کہا مین حاضر ہوا وار کو جب عثمان رض نے اوپر جھانکا پس
فرمایا تم لوگ اپنے اون دو صاحبون کو لے آو جنہون نے میرے پر تمکو
جمع کیا ہے راوی نے کہا لایا گیا دونون کو گویا کہ وہ دونون اونٹ ہین
یا گویا کہ حمار ہین راوی نے کہا پس اوپر عثمان رض نے جھانکا پس کہا مین
تمکو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہون کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلعم مدینہ
منورہ مین آے اور سواے بیر رومہ کے پانی شیرین مدینہ مین نہ تھا
پس آپنے فرمایا کون ہے کہ بیر رومہ کو خریدے پس اپنا ڈول مسلمانون
کے ڈولون کے ساتھ کردے (یعنی اوسکو وقف کردے) عوض مین
عمدہ کے اوس سے جنت مین (یعنی جنت مین بدلا اوسکو اوس سے
عمدہ ملیگا) پس مین نے اوسکو خالص اپنے مال سے خریدا پس تم لوگ
آج کے دن مجھکو منع کرتے ہو کہ مین اوسکا پانی پیون یہانتک کہ مین پانی سمندر کا
پیتا ہون اون لوگون نے کہا یا اللہ ہان (یعنی یہ ٹھیک بات ہے) پس
کہا کہ مین تمکو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہون کیا تم جانتے ہو کہ مسجد اپنے
اہل پر تنگ ہوئی پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کون شخص ہے کہ آل فلان سے
جگہہ خریدے پس مسجد مین زیادہ کرے عوض بہتر کے واسطے اوسکے اوس سے
جنت مین پس مین نے اوسکو خالص اپنے مال سے خریدا اور تم آجکے دن

مجھکو منع کرتے ہو کہ بین اوسمین دو رکعت نماز پڑھوں - اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ مسجد آنحضرت صلعم کی لوگوں پر تنگ ہو گئی تھی - لوگ بڑہ گئے تھے
پھر دوبارہ اوسمین جگہہ زیادہ کیگئی - ترمذی نے بعد روایت کرنے
اس حدیث کے اسکی تحسین بھی بیان کردی ہے یعنی ترمذی نے اسکو
حسن کہا ہے - شیخ سمہودی خلاصۃ الوفا مین فرماتے ہین ومما یدل
تعدد بنایہ صلعم لمسجدہ وزیادتہ فیہ ما رواہ الطبرانی عن ابی الملیح عن
ابیہ قال قال النبی صلعم لصاحب البقعۃ التی زیدت فی مسجد المدینۃ
وکان من الانصار لک بہا بیت فی الجنۃ فقال لا فجاء عثمان فقال لہ لک بہا
عشرۃ آلاف درہم فاشتراہا منہ ثم جاء عثمان للنبی صلعم فقال
یا رسول اللہ اشترمنی البقعۃ التی اشتریتہا من الانصاری
فاشتراہا منہ ببیت فی الجنۃ فوضع النبی صلعم لبنۃ ثم دعا ابا بکر رض
فوضع لبنۃ ثم دعا عمر رض فوضع لبنۃ ثم جاء عثمان رض فوضع لبنۃ ثم قال
للناس ضعوا فوضعوا ویشہد لہ ما رواہ الترمذی وحسنہ عن ثمامۃ بن حزن
فی حدیث اشراف عثمان رضی اللہ عنہ علی الناس یوم الدار من قولہ انشدکم
باللہ وبالاسلام ہل تعلمون ان المسجد ضاق باہلہ فقال رسول اللہ صلعم من
یشتری بقعۃ آل فلان فیزیدہا فی المسجد بخیر لہ منہا فی الجنۃ فاشتریتہا
من صلب مالی الحدیث واخرجہ احمد والدارقطنی بنحوہ واخرجا ایضا عن الاحنف

بن قیس نحوہ ولاحمد عن ابی ہریرۃ رض کانوا یحملون اللبن الی بناء المسجد و
رسول اللہ صلعم معہم ثم قال فاستقبلت رسول اللہ صلعم وہو عاض لبنۃ
علی البنۃ فظننت انہا ثقلت علیہ فقلت ناولنیہا یا رسول اللہ فقال خذ غیرہا
یا ابا ہریرۃ فانہ لا عیش الا عیش الآخرۃ وہذا فی البناء الثانی لان اسلام
ابی ہریرۃ متاخر الخ **ترجمہ** اور روہ کہ تائید کرتا ہے تعدد بناء آنحضرت صلعم
کی مسجد کو اور زیادت آپ کی اوسمیں وہ ہے جسکو طبرانی نے ابی الملیح سے
روایت کیا ہے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے
صاحب زمین کو جو مسجد مدینہ مین زیادہ کی گئی تھی فرمایا اور وہ آدمی انصار
سے تھا تجھکو بدلے اسکے ایک مکان ہے جنت مین اوس نے کہا نہین
(یعنی زمین دینے سے انکار کیا) پس عثمان رض آئے پس انصاری سے
کہا تجھکو عوض مین اسکے دس ہزار درہم دیتا ہون پس اوس زمین کو اوس سے
خرید کیا۔ پھر عثمان رض آئے آنحضرت صلعم کے پاس اور کہا اے رسول اللہ آپ
مجھ سے خرید کیجئے زمین جسکو مین نے خرید کیا ہے انصاری سے پس آنحضرت
صلعم نے عوض مکان جنت کے اوس سے خرید کیا اور ایک اینٹ آنحضرت
صلعم نے رکھا پھر ابوبکر رض کو پکارا پس انھون نے بھی ایک اینٹ رکھا پھر عمر رض کو
پکارا اونھون نے بھی ایک اینٹ رکھا پھر عثمان رض آئے اونھون نے بھی ایک
اینٹ رکھا پھر لوگون سے کہا رکھو پس لوگون نے رکھا اور شہادت مجھ سے

اس روایت کی وہ روایت جسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے
ثمامہ بن حزن سے حدیث جھانکنے عثمان رضہ کے لوگون پر ون وار کے
قول اوسکے سے مین تمکو قسم دیتا ہون اللہ اور اسلام کی کیا تم جانتے ہو
کہ مسجد اپنے اہل پر تنگ آگئی پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کون خریدیگا زمین
آل فلان کو پس اوسکو مسجد مین زیادہ کرے بدلے مین بہتری کے جو اوسکے
لئے ہے اوس سے جنت مین پس مین نے اوسکو اپنے خالص مال سے
خریدا آخر حدیث تک ۔ اس حدیث کو امام احمد و دارقطنی نے بھی مثل اوسکے
نکالا ہے اور ان دونون نے احنف بن قیس سے بھی مثل اوسکے روایت
کیا ہے اور واسطے احمد کے ہے ابوہریرہ رضہ سے کہ لوگ تھے اوٹھاتے
اینٹون کو بنا مسجد کے لئے اور رسول اللہ صلعم ساتھ اونکے
تھے پھر ابوہریرہ نے کہا مین متوجہ ہوا آنحضرت صلعم کو اور آپ رکھنے والے تھے
اینٹ اینٹ پر پس مین نے گمان کیا کہ آپ پر بھاری ہوئی پس مین نے
کہا مجھکو دیجئے اے رسول اللہ صلعم آپنے فرمایا سوای اسکے دوسرے کو لے
اے ابوہریرہ کیونکہ نہین عیش ہے مگر عیش آخرت کی اور یہ قصہ بنا ثانیکا ہے
کیونکہ اسلام ابوہریرہ رضہ کا متاخر ہے ۔ ان روایات سے بخوبی معلوم ہو گیا
کہ آنحضرت صلعم نے اپنی مسجد کو بباعث کثرت لوگون کے دوبارہ بنوایا زمین
بڑھایا تو بس اور کیا چاہیے خود فعل سرور کائنات صلعم کافی وافی شافی ہے

آپنے اتنا خیال نہ کیا کہ مسجد قبا مسجد الحرام وغیرہما آنحضرت صلعم کے سامنے موجود تھیں حالانکہ حضرت صلعم کی مسجد سے طول وعرض اونکا کم وبیش تھا جیسا کہ تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ تقریر بھی آپ کی زیادتی کمی طول وعرض کی پائی گئی۔ پھر عثمان بن ابی العاص رض اور قیس بن طلق رض وغیرہما کو آنحضرت صلعم نے اونکے جاے عبادت سابقہ حالت جاہلیت کی جگہہ مسجد بنانیکا حکم دیا کسیکو یہ نہیں فرمایا کہ دیکھو میری مسجد کی موافق طول عرض رکھنا اوسکو سنگین یا اوسکی زمین پختہ نہیں بنوانا خود آنحضرت صلعم کے قول وفعل وتقریر سے بنار مسجد کی ثابت ہوئی کہ جسطرح کوئی چاہے بناے وللہ الحمد **وجہ ثالث** حضرت عمر رض نے اپنی خلافت مین مسجد کو پھر نئے سرے سے بنوایا اور بڑہایا کسی صحابی نے انکار نہ کیا تو یہ اجماع صحابہ ثابت ہوا۔ اور اجماع صحابہ کل فرق اہل سنت کے نزدیک حجت ہے لہذا توسیع مسجد وبنار اوسکی سنت حکمیہ سے بھی جو موافق سنت حقیقیہ کے ہے ثابت ہوئی۔ ان وجوہ ثلاثہ سے فرق بنار مسجد وعیدگاہ کا معلوم ہوگیا کہ مسجد کو خود آنحضرت صلعم نے دوبارہ بنوایا پھر خلفار راشدین نے بنوایا۔ مگر عیدگاہ کو کسی نے نہیں چھیڑا۔ بلکہ ایک منبر خام پر ابوسعید صحابی نے انکار کیا۔ لہذا بنار مسجد سنت ٹھہری۔ وبنار عیدگاہ بدعت۔ اے معترض صاحب ہمارے مجدد العلم کو اللہ تعالی نے وہ ملکہ اور نظر

صائب عنایت کی ہے کہ افعال سنیہ و بدعیہ کو آپ خوب سمجھتے ہین یہی
وجہ ہے کہ افعال بدعیہ آپ سے آجتک صادر نہ ہوئے **تنبیہ** ہمارے
ایک مخلص دوست نے شحنہ ہند مین ایک دفعہ ایک مضمون لکھا تھا کہ مسجد
وعیدگاہ مین کیا فرق ہے - اگر عیدگاہ کا پختہ بنوانا بدعت ہوگا تو مسجد کا بھی
پختہ بنوانا بدعت ٹھہریگا - وہ ہمارے دوست اوپر کی تحریر کو غور
سے ملاحظہ فرمائین - جیسے اونھون نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رض کے
زمانہ مین مسجد جامع پختہ بنی اسیطرح ہمارے دوست کسی عیدگاہ
کا بنانا بھی ثابت کر دکھلائین - مین وسیع اجازت دیتا ہون کہ
قرون ثلثہ مین پختہ یا خام کسی قسم کی بنار کا ثبوت کر دکھلائین ورنہ
اسکے بدعت ہونے مین کچھ شک نہ کرین - جس بات کو آنحضرت صلعم وصحابہ
کرام نے باوجود حاجت کے نہین برتا اوسکے بنار مین جرأت نہ کرین
آیندہ ہر یکو اختیار ہے **قولہ** اولا میری تحریر مین یہ تقریر جناب شاہ ولی اللہ
صاحب کی حجۃ اللہ البالغہ سے ماخوذ ہے چنانچہ بعینہ عبارت اوسکی
اور حوالہ اوسکا میری تحریر مین موجود ہے الخ - **اقول** محض سہو کا ہے
آپنے اپنی تحریر مین یہ نہین لکھا کہ یہ میری تحریر شاہ صاحب کی تحریر سے ماخوذ ہے
بلکہ آپنے اسطرح سے لکھا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ
آپنے اپنا اجتہاد صرف کیا ہے بعد اوسکے خاتمہ پر شاہ صاحب کی

عبارت بھی لکھدی ہے شاہ صاحب نے یہ نہین لکھا کہ مشروعیت عید کی غیظ
کفار کے لیئے ہوئی مقصود انکا فقط اسیقدر ہے کہ جاہلیت مین انصار نے
دو یوم کھیل کے معین کیئے تھے - آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے
اسکے بدلے دو دن تمکو اور بدل دیئے ہین - کیونکہ ہر امت کے لوگ
اپنی خوشی کے ایام مین اپنے دین کے شعائر ظاہر کرتے ہین مسلمان
بھی اون دنون مین اپنا شعار ظاہر کرین - اور کثرت اور شوکت اون کی
معلوم ہو - اور جو کچھ آپنے لکھا ہے کہ محل صلوۃ سے کچھ بحث نہین کہین
شاہ صاحب نے نہین لکھا — آپنے محض اپنا اجتہاد صرف کیا ہے نہ
آپ اصلی عبارت شاہ صاحب کو دیکھین نہ اپنی تحریر سابق کا مطالعہ
کرین مگر بہتان لگانیکو تیار ہو جائین - **قولہ** کیونکہ خود اونکا مضمون بلا دلیل
اپنے معرض استدلال مین لاچکے ہین **اقول** ہذا کذب صریح و بہتان
قبیح مین نے ہرگز کوئی قول شاہ صاحب کا بلا دلیل نہین تسلیم کیا شاہ
صاحب کو ثقہ سمجھکر اونکے حوالہ روایات صحیحہ کو ٹھیک سمجھا ہے - بحث اوسکی
گذر چکی - آپنے اپنا اور شاہ صاحب کا اجتہاد نقل کیا ہے - مین ایسے
ایسے اجتہادونکا قائل نہین نہ کوئی سنی مسلمان اسکا قائل ہوگا - اور
نہ کسی مجتہد کا اجتہاد غیر پر حجت ہوتا ہے یہ مسئلہ اصول فقہ مین منقح
ہوچکا ہے - **قولہ** ثانیاً اگر یہی قیاس و اجتہاد ہو تو اعتراض کیا

اجتہاد خوب ہے نہ نقصان **اقول** اولاً جو لوگ قیاس کو مانتے ہین وہ
قیاس مجتہد کا مانتے ہین نہ عوام کا۔ مجتہد ہونا تو بڑی بات ہے آپ تو
نہ محدث ہین نہ مجتہد جو آپکا قیاس عمدہ لائق تسلیم ہو۔ ثانیاً قیاس عمدہ
وہ ہوتا ہے جسکا مقیس علیہ کوئی نص ہو مقیس و مقیس علیہ مین علت جامع
ہو نہ ہر قیاس ورنہ شیطان کے قیاس کو بھی عمدہ کہیئے۔ اول من قاس
ابلیس۔ قال انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔ ثالثاً اہل
ظاہر جنمین سے مین ہون اونکے نزدیک قیاس حجت نہین۔ **قولہ** ثالثاً مین تو
یہ کہتا ہون کہ عید کا دن واسطے اظہار شان و شوکت الخ **اقول**
اسپر کیا دلیل ہے کہ یہ دن شان و شوکت کے لیئے ہی ہے اور کسی شئے
کے واسطے نہین ہے۔ حدیث لکل قوم عید سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ
یہ دن اسیواسطے ہے۔ پھر اسکو ما نحن فیہ سے کیا علاقہ **قولہ** یہ تو آپنے
خوب کہا ماشاء اللہ مولویصاحب کو ورائے اور فضل و کمال کے تاریخ وانی
مین بھی بڑا دخل ہے الخ۔ **اقول** مین نے اسوہ حسنہ مین یہی لکھا تھا
(کہ اصل عیدگاہ کا جانا واسطے اظہار شان و شوکت و غیظ کفار کے تھا
ہم کہتے ہین اسپر کیا دلیل ہے۔ اخر زمانہ مین مدینہ تو درکنار بلکہ گردو
نواح مدینہ مین بھی کوئی کافر نہ تھا پھر یہ کسکے لئے غیظ تھا) پہلے آپکو
لازم تھا کہ کسی مورخ کے حوالہ سے لکھتے کہ آخر زمانہ نبوی مین فلان فلان

کافر مدینہ یا گردنواح مدینہ مین موجود تھا بغیر تحقیق اس امر کے عدم تاریخ دانیکا
الزام دینا سوا تعصب و عدم فہمی کے اور کیا کہا جاوے۔ **قولہ** یہ علت
مشروعیت ہے نہ علت بقاے حکم الخ۔ **اقول** اسپر دلیل قران یا حدیث
سے درکار ہے جو اپنے معنی پر نص ہو کہ علت مشروعیت عید یہی غیظ
کفار ہے اور یہ فقط مشروعیت کی ہی علت تھی نہ بقاء حکم کی **قولہ** چار
دیواری کو بند ہو جانیکی چیز سمجھنا مولوی صاحب کی عقلمندی کی دلیل ہے الخ
اقول آرہ کی عیدگاہ مین آکر یا بنارس مین جو جدید عیدگاہ بنی ہے
دیکھہ جائے کہ اگر باہر سے دروازہ بند کردیا جائے تو اندر آپ بند ہو جاتے
ہین یا نہین۔ جس صورت مین چار دیواری اونچی قد آدم سے بنادی گئی
اور عورتون کے واسطے علحدہ مکان تو باہر سے کیسے کوئی کافر دیکھکر
غیظ کھائیگا۔ یہ غیظ اوسیوقت کامل طور پر متحقق ہوگا کہ میدان مین بغیر کسی احاطہ
وقید کے نماز ادا کیجاوے۔ جیسے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین تھا۔
ولہذا ہمارے مجدد العلم نے عیدگاہ قدیم بھوپال جسکی چار دیواری تھی موقوف کرکے
نماز عید کو صحرا مین قائم رکھا ہے جہان کہ اثر کسیطرح کی بنا کا نہین ہے
حالانکہ وہ اگلی عیدگاہ بھوپال کی ساختہ روساء سابق تھی۔ **قولہ** اور
مین نے جو یہ لکھا ہے کہ یہ امور دینیہ سے نہین ہے صرف زمین صحرا کو پختہ
اور عورتون کے لیے مکان بنانے کو لکھا ہے بناء عیدگاہ کو نہین لکھا ہے

آپنے جو بناءِ عیدگاہ کو سمجھہ لیا یہ آپکی خوش فہمی کا نتیجہ ہے - میری تحریر کو
غور سے دیکھئے بناءِ عیدگاہ کو تو مین نے وجود علم سے زمان آنحضرت صلعم
مین ثابت کیا ہے الخ **اقول** محض غلط و دہوکا دہی ہے آپنے کل امور
چاردیواری و زمین پختہ و مکان بنوانیکو امور دنیاوی سے لکھا ہے
امور دینیہ سے اسکو خارج فرمایا ہے - اصل عبارت فتوی عیدگاہ
کی یہ ہے (اور جب محل سجود خاص کی نسبت امر یا نہی وارد نہوئی تو
سطح صحرا کی باعتبار حکم خام یا پختہ یا چاردیواری یا مکان عورتون کے
نماز پڑہنے کے متعلق حکم شارع کے نہوئی کہ امور دینیہ سے متصور ہو
اور تغیر اوسمین مورد بدعت سیئہ ہو الخ) خیال فرمائیے چاردیواری کا
لفظ اصل فتوی مین ہے یا نہین اور اسکو بھی اصل فتوی مین امور دنیا سے
گنا گیا ہے یا نہین اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ فتوی کسی دوسرے صاحب کا
ہے رسالہ کے مولف دوسرے ہین یا سابق و لاحق کی تحریر کا خیال نہین
کیا جاتا یا محض جدل مدنظر ہے تحقیق دین مقصود نہین - اللہم
احفظنا من ہذہ الامور - **قولہ** جیسے غرس و زراعت وغیرہما الخ **اقول**
آپ ایک ہی مضمون کو چند بار اعادہ کرتے ہین - پہلے ہمنے بخوبی ثابت کر دیا ہے
کہ جائے نماز عید جیسے شارع نے مشروع فرمائی ایسے ہی اب بھی
ہونا چاہیئے دوبارہ اعادہ کی کچھہ حاجت نہین ہے - فلیکن ہذا آخر الکلام

فی اثبات ماقصدناہ من المرام والحمد للہ تعالیٰ علی اختتام ہذہ الرسالۃ المبارکۃ
والعجالۃ النافعۃ کما حمدتہ فی بدایتہا اللہم تقبلہا منی بقبول حسن و
اجعلہا خالصا بوجہک الکریم واہد بہا القلوب القاسیۃ واغفر لنا فانک انت الغفور الرحیم

تنبیہ السفیہ

چونکہ مولانا مولوی عبید اللہ صاحب و مولوی حمید اللہ صاحب و حاجی ممتاز احمد صاحب و مولوی حافظ عبد الغفار صاحب۔ و دیگر احباب کی راے یہ قرار پائی کہ آپ جواب تحریرات رحیم آبادیونکا نہ دیں۔ لہذا مین نے عرصہ تک سکوت اختیار کیا اور یہی وجہ تاخیر جواب کی ہوئی۔ اور ہمارے مقابلین نے اس سکوت کو عجز پر محمول کیا۔ پہلے تو شحنہ ہند مین ایک اشتہار طبع کرایا کہ مخاطب ہمارا ہمارے رسالہ کے مطلب کو ہمسے بیان کرے۔ پھر ابن حسین کے پردہ مین گولہ اندازی شروع کی اور یہ لکھا کہ ہماری تحریرات مدنداں شکن مین جواب اونکا نہین ہو سکتا۔ ایسی ایسی تحریرات کو دیکھکر نیز ایک اور وجہ خاص سے میری طبیعت بھی جوش زن ہوئی۔ مین نے عرصہ ایکماہ یا کچھ زائد مین قلم برداشتہ یہ جواب لکھا۔ اور سارے مقاصد و مطالب مخاطب کا پورے طور سے جواب دیا۔ کوئی قول معترض کا فروگذاشت نہین کیا۔ خصوصا وہ مقام جنکو ہمارے مخاطب صاحب اپنے زعم مین ادق المرام

و منزلة الاقدام جانتے تھے - اب جو صاحب اس رسالہ کا جواب
لکھین اونکو بھی لازم ہے کہ ہمارے کل مطالب و اعتراضات کا
جواب دین اور یہ نہ کرین کہ چند مضامین متفرقہ کا جواب لکھکر شائع کرین
اور اسکو رد جواب قرار دین جیساکہ پیشتر ہمارے مخاطب صاحب
نے کیا ہے - اور شیعہ بمقابلہ اہل سنت و جماعت کیا کرتے ہین +

تمت

ارشاد

میںنے حتی المقدور بدتہذیبی کے کلمات سے پرہیز کیا ہے۔ ہاں بعض جگہہ عبارت مخاطب کو ادنیٰ تغیر سے اونھیں پر چسپاں کیا گیا ہے۔ جو صاحب جواب لکھنے کا قصد فرمائیں وہ بھی اس امر کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ اور گالی گفتہ بدزبانی سے جو طریقہ طائفہ شیعہ شنیعہ اور فساق اسواق کا ہے اپنی تحریر کو پاک صاف رکھیں۔ کیونکہ یہ بحث مسائل کی ہے نہ لڑائی سوقیونکی ۞

سنہ ۱۳۰۶ ہجری

خاتمہ رسالہ توثیق الحق السدید الفصل ما شہدت بہ الاعداء

اللہ تعالی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ رسالہ ہدایت کا مقالہ مسمی بہ توثیق الحق السدید تمام کو پہونچا۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو قبول فرماکر قلوب قاسیہ کو اس سے ہدایت کرے۔ بعد اختتام اس رسالے کے دلمین یہ بات سمائی۔ کہ اہل حق کو اس بات سے مطلع کر دینا ضرور چاہئیے کہ قبل اس رد و قدح کے جناب مولوی عبد العزیز صاحب واونکے بڑے بہائی مولوی عبد الرحیم صاحب اس عاجز کی نسبت کیسی کچھ حسن ظنی رکھتے تھے۔ اور مولفات احقر کو کیسی عزت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ جناب مولوی عبد العزیز صاحب نے میرے رسالہ طریق النجاح کی تقریظ مین میرے رسالے اور میری نسبت یون رقم فرمایا ہے (سبحان اللہ ما الطیب کلامہ + وما احسن نظامہ + کلام اے کلام یزدہی الفصحا حسنا + ویبسط الاذہان نظما + تضمن اجزاء فرائد درر فاخرہ + واستنارت بہ آثار السنۃ الباہرہ + وتنور بہ انوار الشریعۃ الغراء + وضح بہ اسرار الحکمۃ البیضا + فبشری البشراوم المعتصمین بحبل اللہ + ان طلعت لہم الشموس الشریعۃ البرہانیۃ + وطوبی للطوائف المتمسکین لبسنۃ خیر خلق اللہ + ان تجلت علی صفحات

الایام آثار الحکم الیمانیہ + اللہ اکبر کیف الجواب تذہب معانیہ کل العنا +
وتحصیل بروئیتہ کل الغنا + رطبت بمدح مولفہ الالسنہ + وکیف
ینکرہ احد فانہ کظہور الشمس یوم الضحو بالہاجرہ + وانہ بلیغ ای بلیغ
لو تکلم اوجز + وافحم کل عنید واعجز + الخ - **ترجمہ** سبحان اللہ
کیا عمدہ ہے کلام اوسکا + کیا اچھا ہے نظام اوسکا + کلام ایسا کلام ہے
جو فصحا کو حسن زیادہ کر دیتا ہے + اور از ہان کو خوش کرتا ہے
نظم سے + اسکے اجزا موتیون کے متضمن ہین + اور اس سے
آثار سنت روشن کے روشن ہوئے + اور انوار شریعت غرا کے اس سے
روشن ہوئے + اور اسرار حکمت بیضا کے اس سے واضح ہوئے +
پس خوشخبری ہو جماعت قران سے چنگل مارنے والی کو کہ اونکے لیے
آفتاب شریعت برہانیہ نے طلوع کیا + اور جماعت تمسک کرنیوالی
سنت آنحضرت صلعم کو خوشی ہو کہ صفحات ایام پر آثار حکمت یمانیہ کے
جلوہ گر ہوئے + اللہ اکبر کیسا جواب ہے کہ اس کے معانی ساری
مصیبت کو بھلا دیتے ہین اور اسکی زیارت سے پوری غنا حاصل ہوتی
ہے + اور اسکے مولف کی مدح مین زبانین تر ہین + اور اوسکا
کیسے کوئی انکار کرے وہ بیشک مثل روشنی آفتاب ہے دن روشن
دوپہر مین + اور بیشک وہ بلیغ ہے کیسا بلیغ کہ اگر کلام کرے تو

مختصر کرے ہر جھگڑالو مخاصم کو بند کرے اور عاجز کرے + اخر تک -
اس ترجمہ مین تحت لفظی کا خیال نہین کیا گیا - اس عبارت مین محض تکمبندی ہے - یہ جو ہی فصحا حسنا وغیرہ محاورت کلام عرب مین دیکھنے مین نہین آئے - محض خلاف محاورہ ہین +

اور آپکے بڑے بھائی مولوی عبدالرحیم صاحب اپنے عنایت نامہ مین یون رقم فرماتے ہین - از عبدالرحیم خدمت عمدۃ الباحثین زبدۃ المتکلمین دام عنایتہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عرصہ ایک سال سے باعث ابتلاے اعراض وامراض عزیزی محمود کے متشتت حال پراگندہ بال رہتا ہون - اور اکثر قیام بتقریب علاج مظفرپور رکھتا ہون آپ کی مصنفات لطیفہ ادہر کی جو آتی ہین خصوصا جواب رسالہ دلیل قوی مولوی احمد علی وجواب فتح المبین کے اکثر بحث معرکہ آراکو نہایت شوق وتامل سے دیکھتا ہون الحمد للہ کہ آپ کی ادہر کی تصنیفات تصنیفات سابقہ سے الذ واحلی للنظر واشہی للمطالعہ ہوا کرتی ہین تحقیقات لطیفہ سے [illegible] ہوا کرتی ہین - چنانچہ میری زبان اکثر مجالس مین اہل علم کے مدح سے آپ کی تحریرات کے متلذذ ہوا کرتی ہے ہذا امر احق لا ارتیاب فیہ + مولوی بشارت کریم صاحب جو میاں یسین کے استاد تھے وہ ہماری تعریف پر آپ کی مصنفات

کے بہت خواہان و شائق ہین اونکو مباحث محققہ کے دیکھنے کا بڑا ولولہ
رہا کرتا ہے الخ فقط جناب مولوی عبدالعزیز صاحب کی تحریر و جناب
مولوی عبدالرحیم صاحب کی تحریر شاہد ہے کہ یہ دونون صاحب
اس نحیف و مولفات اس نحیف کے بارے مین کیا اعتقاد و خیال
رکھتے تھے اور کیسی کچھ مدح و توصیف کرتے تھے۔ اب آپکی
تحریرات شحنۂ ہند مین طبع ہوئی ہین۔ اور رسالہ التحقیق المزید کو
اہل انصاف دیکھکر انصاف کرسکتے ہین۔ کہ اب جو مولویصاحب نے
کلمات نا ملایمہ و الفاظ غیر مہذبانہ لکھے ہین اب محض نفسانیت سے
لکھے ہین تحقیق حق مولویصاحب کو مدنظر نہین ہے محض جدل مقصود
ہے۔ آیندہ ہم مولویصاحب کی خدمت مین گذارش کرتے ہین
کہ اگر آپ اس رسالے کے جواب کا قصد کرین تو تہذیب کو جو شیوہ
اہل علم و دین کا ہے ہاتھ سے نہ دین آیندہ آپکو اختیار ہے ۞

الملتمس

محمد سعید عفا اللہ عنہ مہتمم نصرۃ السنہ

فہرست مضامین توثیق الحق السدید

سوال

کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ عیدگاہ مین بنار بنوانا یامنبر بنوانا۔ یا الیجانا شرعا اسکا کیا حکم ہے بینوا توجروا ؁

الجواب

عیدگاہ کا پختہ بنوانا اور منبر اوسمین بنوانا بدعت ہے۔ منبر بنوانیکا انکار و عیدگاہ پختہ کا انکار دیکھنے مین نہین آیا لیکن ان دونون امر کے بدعت ہونیکے لئے یہی بات کافی ہے کہ یہ دونون امر بعد زمانہ آنحضرت صلعم کے حادث ہوئے اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہین ہین واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ کتبہ محمد بشیر عفی عنہ ؁

الجواب صحیح
محمد عبداللہ غازیپوری۔

الجواب صحیح
محمد یسین جبلپوری

دستخط مولوی عبدالوہاب صاحب
عبدالوہاب

دستخط مولوی شیخ محمد صاحب سابق قاضی بھوپال ؁
شیخ محمد

دستخط مولوی رحیم بخش صاحب وارد حال کلکتہ
الجواب موافق بالسنۃ والکتاب
رحیم بخش ابو تراب

واضح ہو کہ اس جواب استفتا کو جناب مجدد العلم فی ہذا الزمان فخر المحدثین تاج المفسرین قامع بنیان المبتدعین نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر نے بھی پسند فرمایا ہے اور آپ بھی بنار عیدگاہ کو بدعت فرماتے ہین اور بہت سے علمار بنار عیدگاہ کو بدعت فرماتے ہین جنکے نام نامی بباعث الطالت کے نہین لکھے گئے فقط